دجال قادیان کے تعاقب میں

از

محمد اسامہ حفیظ

فہرست مضامین

آیت خاتم النبیین کا معنی

آیت

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿سورة الأحزاب: ٤٠﴾

(مسلمانو) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔ اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔

آیت مبارکہ میں اللہ نے ارشاد فرمادیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سے آخری نبی ہیں۔ مطلب یہ کہ حضور (ﷺ) پر سلسلہ نبوت ختم ہوگیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا, اب کسی فرد کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔

خاتم النبیین کا معنی قرآن کریم کی روشنی میں

لفظ خاتم کا مادہ قرآن مجید میں سات ﴿7﴾ مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ ان ساتوں مقامات پر سیاق وسباق دیکھ لیں خاتم کا معنی یہ بنتا ہے کہ کسی چیز کو ایسے بند کرنا، کسی چیز کی ایسی بندش کرنا کے باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے اور اندر سے کوئی چیز باہر نہ نکالی جاسکے۔

آیت نمبر 1

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿سورة البقرہ آیت نمبر 7﴾

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کردی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

﴿سورۃ البقرہ آیت نمبر 7﴾

آیت کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے بارے میں بات ہو رہی ہے اللہ فرمارہا ہے کہ اے رسول ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ کفار کو آپ کا ڈرانا اور نہ ڈرانا ایک برابر ہے اے رسول ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے آگے وجہ بھی بتادی

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

مہر کردی ہم نے ان کے دلوں پر

مطلب یہ کہ ہم نے ان کے دلوں کو اس طرح بند کر دیا، ان کے دلوں پر اس طرح بندش کی کہ اب ہدایت ان کے دل میں داخل نہیں ہو گی کیونکہ دل بند ہو گیا اور ان کے دل میں موجود کفر ان کے دل سے باہر نہ آئے گا کیونکہ ہم نے ان کے دل کو بند کر دیا۔

یہی بات قادیانی حضرات کی تفاسیر میں بھی ملتی ہے۔

قادیانیوں کا پہلا خلیفہ حکیم نوردین لکھتا ہے

دوسرے معنوں کی رو سے یہ معنے ہوئے کہ جب کسی شے پر مہر لگ جاتی ہے اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ کوئی شے اس کے اندر اب نہ داخل ہو سکتی ہے نہ باہر آسکتی ہے یعنی اب ان کے دل، کان اور آنکھ کی حقیقت تک پہنچنے سے محروم کر دئے گئے ہیں۔ نہ حق داخل ہو سکتا ہے نہ کفر نکل سکتا ہے۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 81)

اسی طرح قادیانی حضرات کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے

پس اس صورت میں دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا نہ اس میں سے کفر باہر نکل سکتا ہے۔ اور اسی کا نام قرآن کریم میں طبع اور ختم آتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 157)

آیت خاتم النبیین میں بھی یہی مادہ استعمال ہوا ہے

وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں

آیت کا مطلب یہ بنے گا کہ اللہ نے سلسلہ نبوت حضور علیہ سلام پر اس طرح بند کیا کہ اب کسی فرد کا نام نبوت کی فہرست میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یعنی اب کوئی فرد نبی نہیں بن سکتا اب انبیاء کی تعداد میں کسی فرد کا اضافہ نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر 2

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔

﴿سورۃ الجاثیۃ آیت 23﴾

آیت نمبر 3

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾

ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔

﴿سورۃ یس آیت نمبر 65﴾

قیامت کے دن کے بارے میں بات ہورہی ہے آیت اپنا معنی خود بیان فرمارہی ہے۔

آیت نمبر4

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِن يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿﴾

کیا یہ کہتے ہیں کہ) پیغمبر نے (اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگادے اور اللہ تعالیٰ اپنی باتوں سے جھوٹ کو مٹا دیتا ہے اور سچ کو ثابت رکھتا ہے۔ وہ سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

﴿سورۃ الشوریٰ آیت 24﴾

آیت نمبر5، 6

يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾

یہ لوگ سر بمہر خالص شراب پلائے جائیں گے۔ جس پر مشک کی مہر ہوگی، سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیے۔

﴿سورۃ المطففین آیت 26، 25﴾

آیت نمبر7

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُم مَّنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِهِ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿٤٦﴾

آپ کہئے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور بصارت بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دے دے۔ آپ دیکھئے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں پھر بھی یہ اعراض کرتے ہیں۔

﴿سورۃ الانعام آیت 46﴾

ان ساتوں مقامات پر خاتم کے معنی میں قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا، اس کی ایسی بندش کرنا کے باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے اور اندر سے کوئی چیز اس سے باہر نہ نکالی جاسکے۔

خلاصہ

خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تشریف لا کر سلسلہ نبوت کو مکمل بند کر دیا۔ جتنے نبی بننے تھے حضور علیہ السلام سے پہلے بن چکے حضور علیہ السلام کے بعد اب کوئی نبی نہیں بنے گا اور جو پہلے سے نبی ہیں ان کی نبوت واپس نہیں لی جائے گی۔ مطلب یہ کہ حضور علیہ السلام کی آمد پر انبیاء کی تعداد مکمل ہوگئی اب کوئی فرد قیامت کی صبح تک نبی نہیں بنے گا۔

خاتم النبیین کا معنی احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر1

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں، اور بتوں کی پرستش کریں، اور میری امت میں عنقریب تیس جھوٹے نکلیں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں‘‘۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

﴿ترمذی شریف حدیث نمبر2219﴾

حضور علیہ سلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد جو پیدا ہو کر یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں وہ جھوٹا تو ہو سکتا ہیں لیکن نبی نہیں ہو سکتا اور فرمایا میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث کے مطابق ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں مرزا قادیانی نے حضور ﷺ کے بعد پیدا ہو کر دعویٰ نبوت کیا اللہ کی قسم وہ جھوٹا تھا نبی نہیں تھا۔ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا فرمان موجود ہے۔

حدیث نمبر2

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہ ہو گا‘‘

﴿ترمذی شریف حدیث نمبر2272﴾

حدیث نمبر3

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ

آپ ﷺ نے فرمایا ’’بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب بھی ان کا کوئی نبی ہلاک ہو جاتا تو دوسرے ان کی جگہ آموجود ہوتے، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہاں میرے خلیفے ضرور ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

﴿صحیح البخاری رقم الحدیث 3455﴾

حدیث کے الفاظ کو تشریح کی ضرورت نہیں حضور علیہ السلام فرمارہے ہیں بنی اسرائیل میں تو نبی کے فوت ہونے کے بعد دوسرا نبی سیاست کیا کرتا تھا۔لوگوں یادرکھنامیرے بعد کوئی نبی نہیں میرے بعد سیاست میرے خلفاء کریں گے۔حدیث واضح بیان فرمارہی ہے کہ قیامت کی صبح تک اب کسی فرد کو نبوت عطا نہیں ہونی۔

حدیث نمبر4

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس کے گرد گھومنے اور عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں وہی اینٹ ہوں اور نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں

﴿صحیح مسلم حدیث نمبر 5961﴾

رسول اللہ ﷺ نے مسئلہ ختم نبوت ایک مثال کے ساتھ بیان فرمادیا

فرمایا میری مثال محل کی آخری اینٹ کی طرح ہے یعنی حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں جن کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔یعنی حضور سے پہلے سب انبیاء پیدا ہو چکے حضور علیہ سلام سب سے آخر میں پیدا ہوئے۔نبوت کے محل کی آخری اینٹ ہمارے آقا صلی اللہ وسلم ہیں۔

خاتم النبیین کا معنی اقوال صحابہ کی روشنی میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت خاتم النبیین کے تحت فرماتے ہیں

ختم الله بِهِ النَّبِيين قبله فَلَايكون نَبِي بعده

خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ انبیاء حضور صلی اللہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم فرمادیا ہے پس آپ صلی اللہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا

﴿تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس صفحہ 446﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختم نبوت کی وضاحت فرمائی ہے کہ سلسلہ نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر آکر ختم ہو گیا اور اب رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں

فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ

بے شک رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں

(صحیح مسلم رقم 1394، سنن نسائی رقم 694، صحیح ابن حبان رقم 1621)

خاتم النبیین کا معنی اقوال مفسرین کی روشنی میں

تفسیر طبری

امام محمد بن جریر طبری اپنی تفسیر جامع البیان میں ارشاد فرماتے ہیں

ولكنه رسول الله و خاتم النبيين الذي ختم النبوة فطبع عليها فلاتفتح لأحد بعده الي يوم القيامة

خاتم النبیین کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ وسلم نے نبوت کا خاتمہ کر دیا اور اسے سر بمہر کر دیا پس اب آپ کے بعد قیام تک کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔

آگے لکھا

عن قتادة..... و خاتم النبيين اي آخرهم

قتادہ نے فرمایا خاتم النبیین کا مطلب ہے آخری نبی

﴿تفسیر طبری جلد 6 صفحہ 183﴾

تفسیر ابن کثیر

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ آپ صلی اللہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا اور جب کوئی نبی نہیں بن سکتا تو رسول تو کسی صورت نہیں ہو سکتا کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے۔ ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں اور اسی بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں جو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کی ہیں۔

اور آگے لکھا

اللہ نے اپنی کتاب اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے متواتر احادیث میں صاف طور پر بتادیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگوں پر عیاں ہو جائے کہ آپ کے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنے والا شخص جھوٹا، افتراء پرداز، دجال، دھوکے باز، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اگر چہ وہ شعبدہ باز، جادو اور طلسمات کے ذریعے بڑے بڑے حیران کن کرتب اور کمالات اور نیرنگیاں لکھائی لیکن اصحاب عقول جانتے ہیں کے یہ سب کچھ دجل و فریب اور گمراہی ہے۔

﴿تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 807،809 ضیاء القرآن والا آڈیشن﴾

﴿تفسیر ابن کثیر جلد 11 صفحہ 178،179 عربی والا اٹیشن﴾

تفسیر بغوی

امام ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی لکھتے ہیں

خاتم النبیین کا مطلب ہے اللہ نے ان ﷺ کے ساتھ نبوت ختم کردی ابن عامر اور عاصم نے اسے خاتم یعنی ت پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں یہ اسم ہوگا اور اس کا معنٰی ہوگا آخری نبی اور دوسرے قراء نے خاتم یعنی تا کہ نیچے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اس صورت میں یہ اسم فائل ہوگا کہ آپ نے انبیاء کا خاتمہ کردیا اس طرح آپ ان کے خاتم کرنے والے ہوئے

﴿تفسیر بغوی جلد 5 صفحہ 109 اردو﴾

﴿تفسیر بغوی جلد 6 صفحہ 358 عربی﴾

تفسیر بیضاوی

امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی لکھتے ہیں

خاتم النبیین یعنی آخری نبی جنہوں نے آکر نبوت کے سلسلے کا خاتمہ کردیا یا اگر عاصم کی قرات پر ختم ﴿ت پر زبر کے ساتھ﴾ پڑھیں تو بھی اس کا معنی ہوگا سلسلہ نبوت کو آپ صلی اللہ وسلم کے ساتھ سر بمہر کردیا گیا

﴿تفسیر بیضاوی جلد 4 صفحہ 233 طبع بیروت﴾

یہ کچھ حوالے تھے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ چودہ سو سال کے تقریباً ہر مفسر نے آیت کی اس سے ملتی جلتی تفسیر ہی لکھی ہے۔

خاتم النبیین کا معنی اصحاب لغت کے اقوال کی روشنی میں

لسان العرب

علامہ ابن منظور نے لکھا

ختام القوم وخاتمهم وخاتمهم آخرهم

ختام القوم اور خاتم ﴿ت کے نیچے زیر کے ساتھ﴾ اور خاتم ﴿ت کے اوپر زبر کے ساتھ﴾ ان سب کا معنی ہے قوم کا آخری آدمی۔

آگے لکھا

قرآن مجید میں جو خاتم النبیین کے الفاظ آئے ہیں ان کا مطلب ہے آخری نبی۔

﴿لسان العرب جلد 12 صفحہ 164﴾

تاج العروس

سید مرتضی حسن الزبیدی لکھتے ہیں

وقال الزجاج معنى خاتم و طبع واحد في اللغه وهو التغطية على الشئ والاستيشاق من أن لا يدخله شئ

زجاج نے کہاہے خاتم اور طبع دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے یعنی کسی چیز کو ایسے ڈھانپ دینا اور پکا بند کر دینا کہ اس میں کوئی چیز داخل نہ ہو سکے

﴿تاج العروس جلد 32 صفحہ 41﴾

آگے لکھا کہ کسی چیز کا خاتم اس کا خاتمہ اور آخری ہوتا ہے اور خاتم قوم کے آخری فرد کو کہا جاتا ہے ﴿اس کا وہی معنی ہے﴾ جو خاتم (ت کے نیچے زیر) کا ہے اور اسی سے اللہ تعالی کا یہ قول ہے خاتم النبیین یعنی آخری نبی

﴿تاج العروس جلد 32 صفحہ 45﴾

الصحاح تاج اللغۃ

لکھا ہے

اور کسی چیز کا خاتمہ اس کے آخر کو کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم یعنی آخری ہیں

﴿الصحاح تاج اللغۃ جلد 1 صفحہ 305﴾

کلیات ابی البقاء

امام ایوب بن موسی الکوفی لکھتے ہیں

اور ہمارے نبی صلی اللہ وسلم کا نام خاتم النبیین اس لیے رکھا گیا کیونکہ خاتم قوم کے آخری آدمی کو کہتے ہیں ﴿اور آپ انبیاء کے آخری ہیں﴾

﴿کلیات ابی البقاء صفحہ 431﴾

یہ چند حوالے آپ کی خدمت میں پیش کیے اور بھی بے شمار حوالے ہیں۔

خاتم النبیین کا معنی اقوال مرزا کی روشنی میں

حوالہ نمبر 1

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے ختم کرنے والا نبیوں کا

یہ آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا

﴿روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 431﴾

حوالہ نمبر2

کیا تم نہیں جانتے کہ خدا رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلی اللہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین حق کے لیے یہ بات واضح ہے

﴿روحانی خزائن جلد7 صفحہ 200: اردو ترجمہ حمامۃ البشری صفحہ 81﴾

حوالہ نمبر3

حدیث لا نبی بعدی میں بھی لا نفی عام ہے

﴿روحانی خزائن جلد14 صفحہ 393﴾

حوالہ نمبر4

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بروشد اختتام

﴿روحانی خزائن جلد12 صفحہ 95﴾

حوالہ نمبر5

آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ سے بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم صلی اللہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے

﴿روحانی خزائن جلد13 صفحہ 217﴾

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

عقیدہ ختم نبوت آثار صحابہ کی روشنی میں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقیدہ ختم نبوت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا

(1) قد انقطع الوحی وتم الدین أینقص وانا حی

ترجمہ: وحی کا آنا منقطع ہو چکا ہے اور دین مکمل ہو چکا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دین کٹے اور میں زندہ رہوں۔

﴿مشکاۃ المصابیح رقم 6034، تفسیر الخازن جلد2 صفحہ 361، تفسیر مظہری جلد1 صفحہ 357﴾

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری امت کی طرح حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا اس لیے اب وحی بھی نازل نہیں ہو گی۔

اور آگے فرمایا کہ دین مکمل ہو چکا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا کیونکہ دین مکمل ہو گیا ہے اور اب کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر ختم نبوت کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا

(2)الیوم فقدنا الوحي ومن عند الله عز وجل الکلام

ترجمہ: آج ہم سے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اللہ سے کلام کا ذریعہ چھوڑ گیا

﴿کنز العمال رقم 18760، حیاۃ الصحابۃ جلد 3 صفحہ 52﴾

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقیدہ ختم نبوت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا

(1)إِنَّ أُنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا، أَمِنَّاهُ، وَقَرَّبْنَاهُ، وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ اللَّهُ يُحَاسِبُهُ فِي سَرِيرَتِهِ، وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءًا لَمْ نَأْمَنْهُ، وَلَمْ نُصَدِّقْهُ، وَإِنْ قَالَ: إِنَّ سَرِيرَتَهُ حَسَنَةٌ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کا وحی کے ذریعہ مواخذہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ہم صرف انہیں امور میں مواخذہ کریں گے جو تمہارے عمل سے ہمارے سامنے ظاہر ہوں گے۔ اس لیے جو کوئی ظاہر میں ہمارے سامنے خیر کرے گا، ہم اسے امن دیں گے اور اپنے قریب رکھیں گے۔ اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہو گا۔ اس کا حساب تو اللہ تعالیٰ کرے گا اور جو کوئی ہمارے سامنے ظاہر میں برائی کرے گا تو ہم بھی اسے امن نہیں دیں گے اور نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے خواہ وہ یہی کہتا رہے کہ اس کا باطن اچھا ہے۔

﴿صحیح البخاری رقم 2641، شرح السنۃ البغوی جلد 10 صفحہ 127، مسند الفاروق لابن کثیر جلد 2 صفحہ 543، سنن الکبریٰ للبیہقی رقم 16850﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری امت کی طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ اب کوئی نبی نہیں بنے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص نے راستے میں کسی عورت کے محاسن کو دیکھا پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کسی نشاندہی کے بغیر کہا

فقال عثمان رضي الله عنه لما دخلت يدخل علي أحدكم وأثر الزنا ظاهر على عينيه أما علمت أن زنا العينين النظر

ترجمہ: میرے پاس کوئی ایک آدمی ایسا بھی آجاتا ہے کہ زنا اس کی دونوں آنکھوں سے ٹپکتا دکھائی دیتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ آنکھوں کا زنا بدنظری ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا

فقلت أوحي بعد النبي

کیا نبی کریم ﷺ کے بعد وحی پھر شروع ہوگئی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا نہیں یہ بصیرت، برہان اور فراست صادقہ ہے جو اللہ اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے۔

﴿احیاء علوم الدین جلد 3 صفحہ 25﴾

اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کے رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی بند ہے کیونکہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور ﷺ کو غسل دے رہے تھے تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف رخ کر کے فرمایا

بأبي أنت وأمي لقد انقطع بموتك ما لم ينقطع بموت غيرك من النبوة والأنباء وأخبار السماء

ترجمہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی وفات سے وہ سلسلہ منقطع ہوا جو کسی اور کی وفات سے نہ ہوا تھا اب غیبی اطلاعات اور آسمانی خبروں کا آنا ختم ہو چکا

﴿رحمۃ للعالمین جلد 1 صفحہ 232،675﴾

اس قول سے یہ بات واضح ہوتی ہے کے ساری امت کی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اب کوئی نبی نہیں بنے گا اس لئے اب آسمان سے وحی بھی نظر نہیں ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت خاتم النبیین کے تحت فرماتے ہیں

ختم الله بِهِ النَّبِيين قبله فَلَا يكون نَبِي بعده

خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے سلسلہ انبیاء حضور صلی اللہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم فرمادیا ہے پس آپ صلی اللہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا

﴿تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس صفحہ 446﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ میکدہ ختم نبوت کی وضاحت فرمائی ہے کہ سلسلہ نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر آکر ختم ہو گیا اور اب رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں

فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ

بے شک رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں

)صحیح مسلم رقم 1394، سنن نسائی رقم 694، صحیح ابن حبان رقم 1621(

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ سے شاہ روم کے گورنر نے جو شام میں رہتا تھا سوال کیا

هل كان رسولكم أخبركم أنه ياتي من بعده رسولا قال لا ولكن أخبر أنه لا نبي بعده

کیا تمھیں تمہارے رسول نے کوئی خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور رسول ہے) آپ نے جواب دیا) نہیں لیکن ہمیں خبر دی گئی کہ ہمارے نبی صلی اللہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی عقیدہ ختم نبوت کا اظہار فرمایا

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالی عنہ

آپ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

وَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ نُبُوَّةٌ قَطُّ إِلَّا تَنَاسَخَتْ

سلسلہ نبوت اب ختم ہو چکا ہے

﴿صحیح مسلم رقم 2967﴾

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہ

آپ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

اگر یہ مقدر ہوتا کہ حضور صلی اللہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی ہو تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا اور نبی ہوتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں

﴿صحیح البخاری رقم 6194﴾

اجراء نبوت کا عقیدہ حقیقت میں توہین رسالت ہے

رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی بنائے جانے کا عقیدہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے۔

اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور شخص کے نبی بننے کا عقیدہ رکھا جائے تو

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس نئے نبی کو کوئی نئے علوم بھی دیے جائیں گے یا نہیں؟

اگر کہا جائے کہ اس نئے نبی کو کوئی نئے علوم نہیں دے جائیں گے بلکہ وہی پرانی علوم جو آپ ﷺ پر نازل کیے گئے تھے وہی دوبارہ اس شخص پر بھی نازل کیے جائیں گے،

تو کتاب وسنت اور علوم نبویہ کی موجودگی میں ایسا نظریہ رکھنا ایک عبث (بے کار، فضول، بے ہودہ) کام ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس نئے نبی کو کچھ نئے علوم دیئے جائیں گئے، تو اس سے آپ ﷺ کے علوم کا ناقص ہونا، قرآن کی آیت ''تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٍ'' اور ''اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ'' کی تکذیب اور دیں اسلام کا ناقص ہونا لازم آتا ہے۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ، قرآن اور دین اسلام کی سخت توہین ہے۔

دوسری بات اگر آپ ﷺ کے بعد کسی اور کا نبی بنیا جانا مانا جائے تو اس پر ایمان لانا بھی لازم ہو گا اور اس کا انکار کفر اور ہمیشہ جہنم میں داخلے کا سبب ہو گا، ورنہ نبوت کا کیا معنی؟

یہ نظریہ بھی حضور ﷺ کی توہین ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کے کامل دین کو ماننا بھی ایمان اور جہنم سے نجات کے لیے کافی نہیں ہے۔

یعنی ایک شخص رسول اللہ ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کے کامل دین کو ماننے کے باوجود ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل ہو گا اور آپ ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کے کامل دین کو ماننا بھی انسان کو کفر اور جہنم سے بچا نہیں سکتا۔ یہ نظریہ کس قدر توہین آمیز ہے آپ خد اندازہ فرمائیں۔

حدیث لا نبی بعدی اور مرزا قادیانی

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حدیث لا نبی بعدی کے بارے میں کیا کہا ہے، اگر ہم مرزا قادیانی ہی کی عبارات سے یہ ثابت کر دیں کہ حدیث لا نبی بعدی کا وہی معنی ہے جو مسلمان لیتے ہیں تو قادیانی حضرات کی ساری کوششیں جو وہ حدیث کے معنی کو بگاڑنے کے لئے کرتے ہیں ضائع ہو جائیں گی۔

عبارت نمبر 1

مرزا قادیانی لکھتا ہے

''حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام خاتم النبیین رکھا۔ تو پھر ان کے بعد نبی کہاں سے ظاہر ہوگا۔''

(تحفہ بغداد اردو ترجمہ صفحہ 70، خزائن جلد 7 صفحہ 34)

عبارت سے واضح ہوتا ہے حدیث لا نبی بعدی کا معنی ہے ''میرے بعد کوئی نبی نہیں'' اور حدیث لا نبی بعدی کے ہوتے ہوئے کوئی نبی ظاہر نہیں ہو سکتا۔

عبارت نمبر 2

مرزا لکھتا ہے

آنحضرت ﷺ نے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو یہ لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دراوزہ کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے۔

(حمامۃ البشریٰ اردو ترجمہ صفحہ 81، خزائن جلد 7 صفحہ 200)

عبارت سے ثابت ہوتا ہے

لا نبی بعدی کا معنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو ماننے سے وحی نبوت کو جاری ماننا پڑے گا جو مرزا قادیانی کے نزدیک بھی باطل ہے۔

عبارت نمبر 3

مرزا کہتا ہے

حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ (کتاب البریہ، خزائن جلد 13 صفحہ 217)

عبارت سے واضح ہے حدیث لا نبی بعدی صحیح ہے۔

عبارت نمبر 4

مرزا کہتا ہے

اور ایسا ہی یہ حدیث بھی کہ لا نبی بعدی۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آ جائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے۔

(ایام الصلح، خزائن جلد 14 صفحہ 279)

عبارت سے ثابت ہوتا ہے

حدیث لا نبی بعدی کے ہوتے ہوئے یہ جائز نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی وقت میں کوئی دوسرا نبی آ جائے۔

وحی نبوت جو بند ہے دوبارہ شروع ہو جائے۔

عبارت نمبر 5

مرزا قادیانی لکھتا ہے

اور حدیث لا نبی بَعْدِی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔

(ایام الصلح، خزائن جلد 14 صفحہ 393)

عبارت سے ثابت ہوتا ہے

حدیث لا نبی بعدی میں حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی کی گئی ہے۔

حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ماننا نصوص کا انکار ہے۔

عبارت نمبر 6

مرزا قادیانی لکھتا ہے

ایسا ہی آپ نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔ (ایام الصلح، خزائن جلد 14 صفحہ 400)

عبارت سے واضح ہے حدیث لا نبی بعدی کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔

ان عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ

1۔ حدیث لا نبی بعدی صحیح ہے۔

2۔ مشہور ہے۔

3۔ حدیث کا معنی ہے ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ''۔

4۔ حدیث میں ''لا'' نفی عام کے لیے ہے۔

5۔ حدیث سے ہر قسم کی نبوت بند ہو گئی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔

6۔ حدیث لا نبی بعدی کے ہوتے ہوئے یہ جائز نہیں کہ کوئی حضور ﷺ کے بعد نبی آجائے۔

7۔ حدیث لا نبی بعدی کے بعد کسی نبی کے آنے کا عقیدہ رکھنا نص کا انکار ہے۔

8۔ حدیث لا نبی بعدی کے بعد کسی نبی کا ظہور ماننا وحی نبوت کو جو بند ہو چکی ہے جاری ماننے کے برابر ہے جو باطل ہے۔

مرزا قادیانی کی ان عبارات کے ہوتے ہوئے قادیانی حضرات کا حدیث لا نبی بعدی کے معنی میں تحریر کرنے کی کوشش کرنا، صوفیاء کی عبارات کو قطع و برید سے پیش کرنا یا اکابرین امت کی طرف جھوٹ منسوب کرنا فضول ہے کیونکہ قادیانی حضرات جو عبارت ہمارے خلاف پیش کریں گے وہ ان کے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف پہلے ہوں گی اور ہمارے خلاف بعد میں، قادیانی حضرات کو مرزا قادیانی کا دفاع پہلے

کرنا پڑے گا، یعنی جب قادیانی حضرات کسی بزرگ کا نام لے کر یہ کہیں گے کہ " فلاں بزرگ کہتا ہے حدیث لا نبی بعدی میں لا نفی عام کے لیے نہیں ہے بلکہ صرف تشریعی نبوت کے لیے ہے" تو ہم کہیں گے کہ " تمہارے مرزا قادیانی نے تو کہا ہے حدیث لا نبی بعدی میں لا نفی عام کے لیے ہے، اب تم بتاؤ سچا کون ہے، مرزا یا یہ بزرگ ؟ "

اس لیے قادیانی حضرات زرا سوچ سمجھ کر بزرگوں کا نام لیں۔

ختم نبوت و اجرائے نبوت پر مناظرہ کرنے کے اصول

اصولی باتیں

قادیانیوں سے اجرائے نبوت یا ختم نبوت پر مناظرہ کرنے سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ قادیانیوں کا عقیدہ اور دعویٰ اس موضوع کے حوالے سے کیا ہے۔ عموماً قادیانی یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبوت جاری ہے۔ یہ بات درست نہیں یہ صرف قادیانیوں کا دھوکا ہے قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی تین اقسام ہیں ان میں سے دو قسم کی نبوت بند ہے اور ایک تیسری قسم کی نبوت جاری ہے (آگے حوالہ جات پیش کیے جائیں گے)۔ مناظرہ شروع کرنے سے پہلے قادیانیوں سے ان کا اصل دعویٰ یعنی تین میں سے ایک قسم کی نبوت جاری ہے لکھوانا ضروری ہے۔ قادیانیوں کے اس دعویٰ پر کہ تین میں سے ایک قسم کی نبوت جاری ہے ان کے پاس قرآن و حدیث سے ایک بھی دلیل نہیں ہم یہ بات دعویٰ سے کر سکتے ہیں۔ (ہمارا تجربہ ہے)

ایک قادیانی دھوکہ اور اس کا جواب

بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے قادیانی اجرائے نبوت یا ختم نبوت کی جگہ موضوع مناظرہ امکان نبوت رکھ لیتے ہیں۔ یاد رہے کہ موضوع امکان نبوت نہیں ہے ختم نبوت یا اجرائے نبوت ہے۔

امکان نبوت موضوع نہیں

اگر قادیانی امکان نبوت کی بحث کریں تو ان کے سامنے تریاق القلوب کا یہ حوالہ رکھ دیں جس میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ امکان تو یہ بھی ہے کہ ایک ایسے آدمی کو نبوت مل جائے جو زانی ہو جس کی ماں نانی اور دادی وغیرہ زنا کرواتی رہی ہو۔ (روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 280) اور کہا جائے کہ تمہارے نزدیک تو اس طرح کے بندے کو بھی امکان ہے کہ نبوت مل جائے اس لئے ہم سے امکان نبوت پر بات نہ کرو اجرائے نبوت و ختم نبوت پر بات کرو

(ایک دفعہ ایک قادیانی سے گفتگو ہو رہی تھی وہ بھی امکان نبوت پر بات کرنا چاہتا تھا۔ میں نے مرزا قادیانی کا یہ والا حوالہ اس کے سامنے رکھا وہ کہنے لگا حضرت جی نے یہ اس لیے لکھا ہے کہ تم میری پچھلی زندگی پر اعتراض نہیں کرو۔ سمجھنے والے سمجھ لیں ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی)

قادیانیوں کا ختم نبوت پر دعویٰ

اصل میں قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبوت کی تین اقسام ہیں ان میں سے دو قسم کی نبوت بند ہے ایک قسم کی نبوت جاری ہے

دلیل نمبر 1

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ بشیر الدین محمود لکھتا ہے کہ
میں نبوت کی تین اقسام مانتا ہوں ایک جو شریعت لانے والے ہیں دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن ان کو بلاواسطہ نبوت ملتی ہے اور کام وہ پہلی امت کا ہی کرتے ہیں جیسے سلیمان، زکریا، یحییٰ علیہ السلام اور ایک وہ جو نہ تو شریعت لاتے ہیں اور نہ ان کو بلاواسطہ نبوت ملتی ہے لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں اور سوائے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے کوئی نبی اس شان کا نہیں گزرا کہ اس کی اتباع میں ہی انسان نبی بن جائے (القول الفصل صفحہ 14 انوار العلوم جلد دوم صفحہ 277, 276)

دلیل نمبر 2

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر ایم اے نے لکھا ہے کہ
اس جگہ یہ یاد رہے آج تک نبوت تین اقسام پر ظاہر ہو چکی ہے اول تشریعی نبوت۔۔۔۔۔۔ایسی نبوت کو مسیح موعود نے کی اصطلاح میں حقیقی نبوت سے پکارا ہے دوئم وہ نبوت جس کے لیے شرعی یعنی حقیقی ہونا ضروری نہیں۔۔۔۔۔ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے تیسری قسم کی ظلی نبوت ہے۔۔۔۔۔۔مگر آپ ﷺ کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا (کلمۃ الفصل صفحہ 122, 113)

خلاصہ یہ ہے کہ ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی تین اقسام ہیں ان میں سے ایک قسم کی نبوت جاری ہے دو قسم کی نبوت بند ہیں اب قادیانیوں سے حوالہ طلب اس طرح کرنا ہے کے قادیانیوں وہ حوالہ دو جس میں ایک قسم کی نبوت جاری ثابت ہو دو قسم کی نبوت بند ثابت ہو۔ قادیانی زہر کا پیالہ پی جائے گا لیکن اپنی جماعت کے اس دعویٰ پر ایک بھی دلیل پیش نہیں کر پائے گا۔

عقیدہ ختم نبوت پر مسلمانوں کا دعویٰ

یاد رہے کہ مسلمانوں کا دعویٰ یہ ہے کہ
حضور ﷺ پر انبیاء علیہم السلام کی تعداد مکمل ہو گی، حضور ﷺ نے آکر سلسلہ نبوت کو بند کر دیا، حضور ﷺ کے بعد انبیاء علیہم السلام کی تعداد میں کسی فرد کا اضافہ نہیں ہو گا۔

عموماً قادیانی کہتے ہیں کہ تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ یاد رہے کہ یہ دعویٰ ہمارا نہیں ہے، ہمارا تو عقیدہ ہے کہ عیسی ابن مریم علیہ السلام نے آسمان سے نازل ہونا ہے۔

حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا یہ دعویٰ مرزا قادیانی نے کیا تھا جب وہ ختم نبوت کا منکر نہیں تھا۔ اس وقت وہ ختم نبوت کا نام لے کر نزول عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کا انکار کیا کرتا تھا۔ اور عقیدہ ختم نبوت کی مرزا قادیانی نے یہ تعریف کی کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

رہی یہ بات کہ قادیانی اس چیز کو ہمارا عقیدہ کیوں کہتے ہیں تو لگتا یہ ہے کہ مسلمان مناظر اور علماء جب ختم نبوت پر قادیانی سے مناظرہ کرتے ہوں گئے تو مرزا قادیانی کی وہ عبارات جن میں لکھا ہوتا تھا کہ آقا ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا پیش کرتے ہوں گے تو قادیانیوں نے اسے ہمارا عقیدہ سمجھ لیا۔ واللہ اعلم

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان مناظرہ میں مدعی کون ہے؟

ایک اہم بات جو یہاں یاد رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی حضرات اور ہمارے درمیان جو تین اختلافی موضوعات ہیں یعنی

1. ختم نبوت
2. حیات مسیح
3. کردار مرزا

ان میں سے دو موضوعات کے مدعی قادیانی حضرات ہیں، مسئلہ ختم نبوت میں بھی قادیانی مدعی ہیں اور انہوں نے ہی اپنے عقیدے کو ثابت کرنا ہے۔ یعنی اپنے دعویٰ پر دلیل دینا قادیانی حضرات کا فرض ہے ہمارا کام صرف ان کی دلیل کا رد ہے۔

حیات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر بھی مدعی قادیانی حضرات ہیں۔ اپنا مکمل دعویٰ دلائل کے ساتھ ثابت کرنا ان کی ذمے داری ہے ہمارا کام صرف ان کے دلائل کا جواب دینا ہے۔

لیکن تیسرے موضوع میں مدعی ہم ہیں، ہمارا دعویٰ ہے مرزا قادیانی جھوٹا تھا، بدکار تھا، گالی باز تھا، جھوٹی پیشگوئیاں کرتا تھا، وغیرہ ان سب کو ثابت کرنے کے لیے دلائل دینا ہمارا کام ہے قادیانی حضرت کا فرض صرف اتنا ہے کہ وہ ہمارے دلائل کو غلط ثابت کریں۔

لیکن ہوتا کچھ یوں ہے کہ پہلے دو موضوعات میں، جن میں اصولی طور پر مدعی قادیانی ہیں وہ ہمیں مدعی بنا دیتے ہیں اور اخری موضوع جس میں اصولی طور پر مدعی ہم ہیں مدعی خود بن جاتے ہیں۔

مدعی کی تعریف

اس مسئلہ کے حل کے لیے یہ حوالہ یاد رکھنا چاہیے جس میں مرزا قادیانی نے مدعی کی تعریف کی ہے۔

مرزا لکھتا ہے

حقیقی طور پر مدعی کا لفظ اس شخص پر بولا جاتا ہے جو اپنے پہلے اقرار سے منحرف ہو کر ایک نئے اور جدید امر کا دعویٰ کرتا ہے۔ (الحق مباحثہ دہلی، خزائن جلد 4 صفحہ 180)

اس تعریف کی رو سے دیکھتے ہیں کہ قادیانی حضرات اور ہمارے درمیان جو اختلافی موضوعات ہیں ان میں مدعی کون کون کس کس موضوع میں بنتا ہے۔

موضوع ختم نبوت میں مدعی

اس تعریف میں بیان کیا گیا ہے کہ مدعی وہ ہے جو پہلے والے دعویٰ سے منحرف ہو کر نیا دعویٰ کرے۔ مرزا قادیانی 1901 سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کو مانتا تھا بلکہ قرآنی آیات سے اس کو ثابت کرتا تھا

حوالہ ملاحظہ فرمائیں

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرا وحی رسالت مسدود ہے۔''

(ازالہ اوہام، خزائن جلد 3 صفحہ 511)

مرزا قادیانی کے 1901 سے پہلے قرار ختم نبوت کے حوالے بے شمار ہیں تفصیل کسی اور جگہ۔

پھر 1901 کے بعد ایک نیا دعویٰ کر دیا

خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین نمبر 3، خزائن جلد 17 صفحہ 426 از مرزا قادیانی)

مختصر یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جو مدعی کی تعریف کی ہے اس کے مطابق ختم نبوت موضوع پر قادیانی حضرات مدعی ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے پہلے اکرار سے انحراف کر کے ایک نیا دعویٰ کیا۔ اس لیے اپنا عقیدہ ثابت کرنا بھی انہی کے ذمے ہے۔

موضوع حیات مسیح علیہ السلام میں مدعی

اس موضوع میں بھی مرزا قادیانی کی تعریف کے مطابق مدعی قادیانی بنتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کا پہلے اکرار کیا پھر بعد میں ایک نیا دعویٰ کر دیا۔

''هوالذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله. (الصف:9) یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے، اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور افطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمد، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593)

اس عبارت میں مرزا قادیانی قرآن مجید کی آیت سے حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول من السماء کو ثابت کر رہا ہے، لیکن بعد میں لکھتا ہے کہ ''فمن سوء الادب ان يقال ان عيسى مامات ان هو الاشرك عظيم'' یعنی حیات مسیح کا عقیدہ تو ایک شرک عظیم ہے۔

(الاستفتا ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

اس لیے اس موضوع میں بھی مدعی قادیانی حضرات ہیں وہ اپنے مکمل دعویٰ کو ثابت کرنے کے پابند ہیں ہمارا کام صرف ان کے دلائل کا رد کرنا ہے۔

موضوع صدق وکذب مرزامیں میں مدعی

اس موضوع میں مدعی ہم ہیں، ہمارادعویٰ ہے کہ مرزاقادیانی جھوٹاتھا، کذاب تھا، دجال تھا، فاسق تھا، فاجر تھا، کبھی کبھی زناکرتا تھا، ننگی عورتوں کودیکھتاتھاوغیرہ۔

اس لیےاس موضوع پر دلائل ہم دیں گے، قادیانی حضرات ہمارے دلائل کاجواب دیں۔

اوپروالی تعریف کے مطابق بھی مدعی ہم بنتے ہیں۔ قادیانی حضرات باربار کہتے ہیں مرزاقادیانی کے دعویٰ نبوت سے پہلے تمام علماءاس کی تعریف کرتے تھے،اسے اچھاانسان سمجھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ پھر دعوے کے بعداسے جھوٹاکہنے لگ گیا،اس پراعتراض کرنے لگ گئے۔

اس پرہم عرض کرتے ہیں کہ ہم اپ کی اس بات کوماننے کو بالکل تیارہیں یعنی پہلے ہم مرزاکواچھاکہتے تھے بعدمیں اپنی بات سے انحراف کر کےاس کے جھوٹاہونے کا دعویٰ کردیا۔

تواوپربیان کی گئی مرزاقادیانی کی تعریف کے مطابق مدعی ہم ہیں اس وجہ سے دلائل دینے کاحق بھی ہمیں ہے۔اپ ہمارے دلائل کوسنیں اوران کاجواب دینے کی کوشش کریں۔

اجراءنبوت مکمل قادیانی عقیدہ

ساری دنیائے قادیانیت کوان کے من پسند موضوع پرمناظرہ کاچیلنج

دوستو!مرزاغلام احمدقادیانی(1839 — 1908)اپنی عمرکاایک بڑاحصہ نہ صرف مسلمانوں والے عقیدے پرتھابلکہ اپنی کتب میں اس عقیدہ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)اللہ کے آخری نبی ہیں آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں کوقرآن مجید کی آیات اوراحادیث سے ثابت بھی کرتاتھا.... لیکن اپنی عمرکے آخری چندسالوں میں جب مرزاقادیانی نے خدکے لیے نبوت کادعویٰ کیاتوایک انوکھااورنیاعقیدہ پیش کیاجس کاخلاصہ یہ ہے:

1. نبوت کی تین اقسام ہیں (1)صاحب شریعت نبی (2)غیرتشریعی نبی (3)ظلی اورامتی نبی۔

(قول فیصل:انوارالعلوم جلد2صفحہ 276,277،حقیقۃالنبوۃ:انوارالعلوم جلد2صفحہ 481،کلمہ الفصل صفحہ 119،ختم نبوت کی حقیقت صفحہ 11,13،مباحثہ راولپنڈی صفحہ 175)

2. ان تینوں اقسام میں سے صرف ایک قسم کی نبوت جوظلی اورامتی نبوت ہے وہ جاری ہے باقی دونوں اقسام بندہیں۔

(کشتی نوح: خزائن جلد19صفحہ 16،ایک غلطی کاازالہ: خزائن جلد18صفحہ 207,212,214،حقیقت الوحی: خزائن جلد22صفحہ 30،ملفوظات جلد3صفحہ 254)

3. یہ جوایک قسم کی نبوت جاری ہے یہ حضورﷺ کے بعدجاری ہوئی ہے،آپ سے پہلےاس کاوجودنہیں تھا۔

(حقیقت الوحی: خزائن جلد22صفحہ 30،کلمہ الفصل صفحہ 119،اسوہ حسنہ صفحہ 23:مرزامحمود،ہدایت کے متلاشی:انوارالعلوم جلد 11 صفحہ 21)

4. یہ جو ایک قسم کی نبوت جاری ہے یہ اطاعت سے ملتی ہے۔

(انجام آتھم: خزائن جلد 11 صفحہ 27، چشمہ معرفت: خزائن جلد 23 صفحہ 340، حقیقت الوحی: خزائن جلد 22 صفحہ 100، ضمیمہ براہین: خزائن جلد 21 صفحہ 353، توضیح مرام: خزائن جلد 3 صفحہ 60، حقیقۃ النبوۃ: انوار العلوم جلد 2 صفحہ 481، آئینہ صداقت: انوار العلوم جلد 6 صفحہ 111، ہدایت کے متلاشی: انوار العلوم جلد 11 صفحہ 21، تشحیذ الاذھان 1 مارچ 1906 صفحہ 27)

5. نبوت کی یہ قسم جو جاری ہے مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے کسی کو نہیں ملی۔

(حقیقت الوحی: خزائن جلد 22 صفحہ 406، حقیقۃ النبوۃ: انوار العلوم جلد 2 صفحہ 547)

6. یہ ایک خاص قسم کی نبوت جو جاری تھی مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد بھی کسی کو نہیں ملے گی کیونکہ مرزا قادیانی آخری نبی ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ: خزائن جلد 18 صفحہ 215، کشتی نوح: خزائن جلد 19 صفحہ 61، خطبہ الہامیہ: خزائن جلد 16 صفحہ 178,243، حقیقۃ النبوۃ: انوار العلوم جلد 2 صفحہ 578,460، تشحیذ الاذھان مارچ 1914 صفحہ 31,32، مجالسِ عرفان صفحہ 73,72، الفضل 8 جون 1914 صفحہ 14)

دوستو! اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی پیروکار یہ سمجھتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کا یہ پورا اور مکمل نظریہ قرآن وحدیث سے صراحت کے ساتھ ثابت کر سکتا ہے تو وہ ہم سے رابطہ کرے، اور اگر اس نے مرزا قادیانی کے اس عقیدہ و نظریہ کے یہ تمام اجزاء قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیے تو ہم اسے مبلغ ایک لاکھ روپیہ پاکستانی سکہ رائج الوقت انعام میں دیں گے.....

اجراء نبوت اور قرآن میں قادیانی تحریفات کے جوابات

سورہ اعراف آیت 35 اور قادیانی دجل کا جواب

آیت

يَابَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے کچھ پیغمبر آئیں جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں، تو جو لوگ تقوی اختیار کریں گے اور اپنی اصلاح کر لیں گے، ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔

(سورہ اعراف آیت 35)

قادیانی استدلال

اس آیت میں تمام بنی آدم کو مضارع کے صیغے کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے اس لیے قیامت تک بنی آدم میں رسول آتے رہیں گے۔

جواب نمبر1

آپ کی دلیل آپ کے دعوے کے مطابق نہیں ہے۔ آپ حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ نبوت کی تین اقسام ہیں ان میں سے دو قسم کی نبوت حضور علیہ سلام کے بعد بند ہو گئی اور ایک قسم کی نبوت جاری ہوئی جو حضور علیہ السلام سے پہلے جاری نہیں تھی اور وہ بھی مرزا صاحب پر آکر ختم ہو گئی۔ تو دلیل وہ پیش کریں جو آپ کے دعویٰ کے مطابق ہو۔ (تین قسم ک نبوت حوالہ انوار العلوم جلد2 صفحہ 277,276
تین قسم کی نبوت میں سے ایک قسم کی نبوت جاری ہے اور دو قسم کے نبوت بند ہے حوالہ کلمۃ الفصل صفحہ 112
اور وہ تیسری قسم کی نبوت بھی مرزا قادیانی پر بند ہو گئی حوالہ تشحیذ الاذاہان نمبر3 صفحہ نمبر 31، انوار العلوم جلد2 صفحہ 578)

جواب نمبر2

آپ نے جو دلیل پیش کی ہے اس میں لفظ رسول آیا ہے۔ آپ کے مرزا صاحب نے لکھا ہے رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 322۔ اور مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ عام لفظ کو کسی خاص معنوں میں محدود کرنا صریح شرارت ہے (روحانی خزائن جلد9 صفحہ 444 تو گزارش یہ ہے کے قادیانی شرارتی نہ بنے اور وہ دلیل پیش کریں جو ان کے دعوے کے مطابق ہے)

جواب نمبر3

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی سب ہی نبی و رسول بن سکتے ہیں کیوں کہ یہ سب ہی بنی آدم میں آتے ہیں اور تو اور اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورتیں، بچے، خواجہ سرا بھی نبی اور رسول بن سکتے ہیں.

ماهوا جوابکم فهو جوابنا

جواب نمبر4

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل مان بھی لی جائے تو بھی مرزا صاحب نبی نہیں بنتے کیونکہ کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں انہوں نے اپنا بنی آدم ہونے سے انکار کیا ہے۔

لکھتے ہیں

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
(روحانی خزائن جلد21 صفحہ 127)

اگر مرزا صاحب نے سچ بولا ہے تو اس دلیل کے مطابق آپ ان کو نبی ثابت نہیں کر پائیں گے اور اگر جھوٹ بولا ہے تب تو مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے کیونکہ جھوٹا نبی نہیں ہوتا۔

ایک تاویل اور اس کا جواب

قادیانی کہتے ہیں ہیں یہ مرزا صاحب نے کسر نفسی کی ہے۔
جواب یہ ہے کے آج تک کسی عقلمند آدمی نے اس طرح کسر نفسی نہیں کی۔ اگر کی ہے تو بائبل کی کہانیوں کے علاوہ قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش کرو۔ اب مرزا صاحب کی کسر نفسی کی کچھ حقیقت آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔
لکھتے ہیں

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240)

(اسی طرح کے اور اشعار دیکھنے کے لیے خزائن جلد 21 صفحہ 144 خزائن جلد 18 صفحہ 477 وغیرہ دیکھیں)

جواب نمبر 5

تحقیقی جواب قادیانیوں کے اس باطل استدلال کا یہ ہے کہ
آیت مبارکہ کے سیاق وسباق کو دیکھنے سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں پر حکایت ماضی کی ہے۔ اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا تھا اس کا ذکر کیا اور اس کے بعد تمام واقعات بڑی تفصیل سے اللہ تعالی نے بیان فرمائے اور اس ضمن میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتار دیا تو ان کو خطاب کیا گیا۔ اس سورت میں چار جگہوں پر بنی آدم سے خطاب کیا گیا ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ اور تقوی کا جو لباس ہے وہ سب سے بہتر ہے ۔ یہ سب اللہ کی نشانیوں کا حصہ ہے ، جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سبق حاصل کریں ۔
سورہ اعراف آیت 26

يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٧﴾

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! شیطان کو ایسا موقع ہر گز ہر گز نہ دینا کہ وہ تمہیں اسی طرح فتنے میں ڈال دے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا، جبکہ ان کا لباس ان کے جسم سے اتروالیا تھا، تاکہ ان کو ایک دوسرے کی شرم کی جگہیں دکھادے۔ اور وہ اس کا جتھ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ان شیطانوں کو ہم نے انہی کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان) یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ، اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے کچھ پیغمبر آئیں جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں، تو جو لوگ تقوی اختیار کریں گے اور اپنی اصلاح کرلیں گے، ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔

ان چاروں جگہوں پر اولاد آدم کو خطاب کیا گیا ہے اور یہ حضور علیہ صلاۃ وسلام کے سامنے ماضی کی حکایت کی گئی ہے حضور ﷺ یا آپ صلی اللہ وسلم کی امت کو خطاب نہیں ہوا۔ کیوں کہ قرآن مجید کا اسلوب ہے جب بھی حضور علیہ السلام کی امت کو خطاب کیا گیا ہے تو" یایھا الناس " اور "یایھا الذین آمنوا" سے خطاب کیا جاتا ہے یابنی آدم سے اس امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔

نوٹ اگر کسی پہلے حکم کا نسخ نہ ہو اور اس حکم میں یہ امت بھی شامل ہو جائے تو یہ علیحدہ بات ہے۔

چنانچہ اس کے بعد اس وعدے کے مطابق جو اللہ تعالی نے رسول بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جیسے ولقد أرسلنا نوحا وغیرہ اس سلسلے کو بیان کرتے کرتے آگے چل کر فرمایا ثم بعثنا من بعدھم موسي پھر دیر تک موسی علیہ السلام کا تذکرہ چلتا گیا پھر نبی کریم ﷺ تک سلسلہ نبوت کو کو پہنچادیا اور پھر نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یوں فرمایا

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨ ,**سورة الأعراف**﴾

کہو کہ :اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کے قبضے میں تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے ۔ اب تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ جو نبی امی ہے ، اور جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ سلام کو نازل کرنے کے بعد رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کیا اور پھر اس کے بعد اپنے وعدے کے مطابق جن رسولوں کو بھیجا ان کی ایک مختصر تاریخ بیان کی حتی کہ اس رسالت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر نبوت اور رسالت کے سلسلے کو مکمل فرمادیا اب کسی نئے نبی یا شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

نوٹ: قادیانی "یبني ادمَ "کے لفظ پر اعتراض کرتے ہوئے ایک اور آیت بھی پیش کرتے ہیں

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ

کہ اس آیت میں یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ کے لفظ سے خطاب کیا گیا ہے اور اس میں مسجد کا ذکر ہے اور مسجد امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے اس سے ثابت ہوا کہ جو آپ نے اصول بتایا تھا کہ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ سے امت محمدیہ کو خطاب نہیں کیا جاتا وہ غلط ہے۔

اس کا جواب ہے کہ آپ کا یہ اصول کہ مسجد کا لفظ امت محمدیہ کے لیے خاص ہے یہ ہی غلط ہے کیونکہ سورہ کہف میں اللہ نے پہلی امتوں کے لیے بھی مسجد کا ذکر کیا ہے۔

وَكَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا(۲۱ **,سورة الکهف**)

اوریوں ہم نے ان کی خبر لوگوں تک پہنچادی،تاکہ وہ یقین سے جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے ، نیز یہ کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے ، اس میں کوئی شک نہیں ۔ (پھر وہ وقت بھی آیا) جب لوگ ان کے بارے میں میں آپس میں جھگڑ رہے تھے ، چنانچہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ان پر ایک عمارت بنادو۔ان کا رب ہی ان کے معاملے کو بہتر جانتا ہے۔(آخر کار) جن لوگوں کو ان کے معاملات پر غلبہ حاصل تھا انہوں نے کہا کہ : ہم تو ان کے اوپر ایک مسجد ضرور بنائیں گے

(سورہ کہف آیت نمبر 21)

جواب نمبر6

اگراس آیت سے نبوت جاری ثابت ہوتی ہے تواس قسم کی یہ آیت بھی موجود ہے

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۸﴾

پھراگر میری طرف سے کوئی ہدایت تمہیں پہنچے توجولوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کوئی خوف ہوگااور نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔

(سورۃ بقرہ آیت 38)

اس آیت میں بھی وہی یاتینکم ہےاوراس کاسیاق وسباق بھی وہی ہے اگراس(سورت الاعراف آیت 35) آیت سے نبوت اوررسالت جاری ہے تواس(سورت البقرہ آیت 38)آیت سے شریعت جاری ہے حالانکہ شعریت تمہارے نزدیک بند ہے۔

ما ھو جوابکم فھو جوابنا

جواب نمبر7

اس آیت یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ میں لفظ اِمَّا ہے۔ اور اِمَّا حرف شرط ہے۔جس کا تحقق ضروری نہیں جس طرح مضارع کے لیے استمرار ضروری نہیں جیسے آیت سے واضح ہے

فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا

اگرلوگوں میں سے کسی کو آتا دیکھو

سورۃ مریم آیت 26

اس آیت کا اگر قادیانی اصول کے مطابق ترجمہ کریں تو یوں بنے گا کہ مریم قیامت تک آدمی کو دیکھتی رہیں گی۔حالانکہ یہ ترجمہ قادیانی نہیں مانتے پاس جس طرح اس آیت کی روسے مریم قیامت تک کسی آدمی کو نہیں دیکھتی رہیں گی اس طرح اس آیت یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ

رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ کی رو سے بھی حضور علیہ السلام کے بعد قیامت تک نبی نہیں آتے رہیں گے۔(مضارع کے صیغے کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے کا جواب)

جواب نمبر8

اس آیت کا شان نزول قادیانیوں کے تسلیم کردہ مجدد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا

ابھی یسار سلیمی سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم اور ان کی اولاد کو مٹھی میں لے لیا اور فرمایا یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ

پھر رسولوں پر نظر رحمت ڈالیں تو فرمایا یاایھاالرسل (تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 262)

اس عبارت سے ثابت ہوا کے قادیانیوں کے تسلیم کردہ مجدد

کے نزدیک یہ عالم ارواح کی حکایت ہے۔ تو اس سے کسی صورت بھی نبوت کا جاری رہنا ثابت نہیں ہوتا۔

اور مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مجدد کا منکر فاسق ہے (خزائن جلد 6 صفحہ 344 قادیانیوں سے گزارش ہے کہ فاسق نہ بنے اپنے مرزا صاحب کے بقول)

جواب نمبر9

آیت مبارکہ میں يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے رسول شریعت لائیں گے۔تو اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو یہ تو قادیانی عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ یہ شریعت والے نبی کے آنے کے قائل نہیں ہیں۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا

جواب نمبر10

قادیانی جس قسم کی نبوت کو جاری مانتے ہیں وہ تو صرف حضور ﷺ کی اطاعت کی برکت سے ملتی ہے (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30) تو قادیانی سے گزارش ہے کہ دلیل وہ پیش کریں جو آپ کے عقیدہ کے مطابق ہو۔

جواب نمبر11

اگر آیت یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو یہ دلیل مرزا قادیانی کو پیش کرنی چاہیے تھی مرزا قادیانی کی کسی کتاب سے یہ آیت پیش کر دیں جس میں اس نے اس آیت کو اجرائے نبوت کی دلیل کہا ہو۔

نوٹ: مرزا قادیانی نے اپنی کسی کتاب میں اس ایت کو اجرائے نبوت کی دلیل نہیں کہا۔

سورۃ فاتحہ آیت نمبر 5،6،7 پر قادیانی تحریف کا جواب

آیت

اِہۡدِ نَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾ سورۃ فاتحہ آیت نمبر 7،6،5

ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ کہ ان لوگوں کے راستے کی جن پر غضب نازل ہوا ہے اور نہ ان کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں۔

قادیانی استدلال

قادیانی کہتے ہیں کہ جو ہمیں دعا سکھائی گئی ہے

صِرَاطَ الَّذِینَ أَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ

اس میں انعام سے مراد نبوت اور بادشاہت ہے جیسے کہ اللہ نے قرآن میں ارشاد فرماتا ہے

وَإِذۡ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوۡمِهِ يَا قَوۡمِ اذۡكُرُوا نِعۡمَةَ اللَّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ جَعَلَ فِيكُمۡ أَنۡبِيَاءَ وَجَعَلَكُمۡ مُلُوكًا

اور اس وقت کا دھیان کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ :اے میری قوم! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل فرمائی ہے کہ اس نے تم میں نبی پیدا کیے، تمہیں حکمران بنایا

(سورۃ المائدہ آیت نمبر 20)

خدا نے سورۃ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اور خود ہی نبوت کو نعمت قرار دیا ہے اور دعا کا سکھانا بتاتا ہے کہ خدا اس کی قبولیت کا فیصلہ فرما چکا ہے لہذا امت محمدیہ میں نبوت ثابت ہوئی۔

(مکمل تبلیغی پاکٹ بک ملک عبدالرحمن خادم گجراتی والا صفحہ 260)

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دلیل آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔ آپ حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ نبوت کی تین اقسام ہیں (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 277، 276 قول فیصل) ان میں سے دو قسم کی نبوت حضور ﷺ سے پہلے جاری تھی جو کہ حضور ﷺ پر آکر ختم ہو گئی۔ حضور ﷺ کے بعد ایک تیسری قسم کی نبوت جاری ہوئی جو حضور ﷺ سے پہلے جاری نہیں تھی (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 277 قول فیصل) (کلمہ الفصل صفحہ 112)۔ اور وہ تیسری قسم کی نبوت بھی صرف ایک شخص (مرزا صاحب) کو ملی اور اس پر ختم ہو گئی اس کے بعد بھی کسی کو نہیں ملے گی۔ تو دلیل وہ پیش کریں جس میں یہ ہو کہ نبوت کی تین اقسام میں سے ایک قسم کی نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری ہے اور وہ ایک فرد) مرزا صاحب) کو ملنے کے بعد ختم ہو جائے گی (تشحیذ الاذہان صفحہ 31) (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 578)۔ جب تک قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق دلیل پیش نہیں کرتے اس وقت تک کوئی بھی حوالہ ان کی دلیل تصور نہیں کیا جا سکتا۔

چیلنج

پوری قادیانی جماعت کو قیامت کی صبح تک چیلنج ہے۔

دنیا جہاں کے سارے قادیانی مل کر قرآن وحدیث سے ایک دلیل اپنے اصل عقیدہ پر پیش کر دیں جس میں یہ لکھا ہو کہ نبوت کی تین اقسام میں سے ایک قسم کی نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری رہے گی اور ایک فرد) مرزا قادیانی) پر آکر ختم ہو جائے گی اور یہ تیسری قسم کے نبوت اس سے پہلے کسی کو ملی ہو گی نہ بعد میں ملے گی۔

قادیانی یہ دلیل پیش کریں اور منہ مانگا انعام لے جائیں۔

لیکن قیامت تو آسکتی ہے لیکن سارے قادیانی مل کر بھی اس طرح کی ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

جواب نمبر2

اس آیت میں اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ کی راہ پر چلنے کی دعا سکھائی گئی ہے نہ کہ نبی بننے کی۔اس کے یہ معنی ہے کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ کہ طریقہ اور ان کے عمل کو نمونہ بنایا جائے۔جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے

لَّقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٞ لِّمَن كَانَ يَرۡجُواْ ٱللَّهَ وَٱلۡيَوۡمَ ٱلۡأٓخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرٗا ﴿٢١﴾

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو ،اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر 21

یہاں صرف دعا کی جا رہی ہے کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ کے طریقہ پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔نبوت کے ملنے کی دعا نہیں کی جا رہی۔

جواب نمبر3

قادیانیوں کا یہ استدلال کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ (نبیوں) کے راستے پر چلنے سے بندہ نبی بن جاتا ہے قرآن کے مطابق غلط ہے۔اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَٰطِي مُسۡتَقِيمٗا فَٱتَّبِعُوهُۖ وَلَا تَتَّبِعُواْ ٱلسُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَن سَبِيلِهِۦۚ ذَٰلِكُمۡ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾

اور یہ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو تم اس کی پیروی کرو،اور (دوسرے) راستوں پر نہ چلو پھر وہ (راستے) تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے ،یہی وہ بات ہے جس کا اس نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ

سورۃ الانعام آیت نمبر 153

اگر قادیانی اصول سے دیکھا جائے)جو کہ غلط ہے) تو اس آیت کا مطلب یہ بنے گا کہ شریعت پر عمل کرنے والے یعنی اللہ کے سیدھے راستے پر چلنے والے (استغفر اللہ) خدا بن جائیں گے۔

جواب نمبر4

نبوت دعاؤں سے نہیں ملتی کیونکہ نبوت وہبی ہے کسبی نہیں ہے۔جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ

اللہ خوب جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کا محل کسے بنانا ہے۔

سورۃ انعام آیت نمبر 124

وَمَا كُنتَ تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿۸۶﴾

اور (اے پیغمبر) تمہیں پہلے سے یہ امید نہیں تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائے گی، لیکن یہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے، لہذا کافروں کے ہر گز مددگار نہ بننا۔ (سورۃ القصص آیت 86)

وغیرہ

آیات سے واضح ہوتا ہے کہ نبوت صرف اللہ کے فضل سے سے عطا ہوتی تھی اس میں دعا یا نیک اعمال کا دخل نہیں ہوتا تھا۔

جواب نمبر 5

حضور ﷺ بھی یہ دعا ہر روز مانگتے تھے جبکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کو پہلے سے ہی نبوت عطا ہو چکی تھی۔ حضور ﷺ کا ان الفاظ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے ساتھ دعا کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے نبوت مراد نہیں ہے۔

جواب نمبر 6

اگر قادیانیوں کا یہ استدلال قبول کیا جائے کہ اس جگہ نبوت ملنے کی دعا کی جا رہی ہے تو پھر چودہ سو سال میں کوئی ایک بھی مرزا صاحب سے پہلے نبی کیوں نہ بنا (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 406) تو کیا کسی ایک کی دعا بھی قبول نہ ہوئی۔ جس مذہب میں کروڑوں لوگوں کی دعا قبول نہ ہو وہ امت خیر امت نہیں کہلا سکتی اور نہ اس کو کہلانے کا حق ہے۔ تو قادیانیوں کے مطابق یہ امت خیر امت نہیں ہے۔

جواب نمبر 7

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں اِهْدِنَا جمع کا صیغہ ہے اگر قادیانی اصول کے مطابق اس کا ترجمہ کریں تو یہ بنے گا۔ اللہ تعالی ہم سب کو نبی بنائے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ نے مرزا قادیانی کی دعا بھی قبول نہیں کی (قادیانی اصول کے مطابق) اگر اللہ مرزا کی دعا قبول کرتا تو سارے قادیانی نبی ہوتے یا کم از کم اس کے نام نہاد صحابہ یعنی اس کے دور کے قادیانی تو سب نبی ہوتے لیکن وہ بھی نبی نہیں بنے۔

لو جی پوری امت میں چودہ سو سال سے قادیانیوں کے مطابق ایک ہی بندہ تھا جس کی دعا قبول فرمائی گئی تھی اب اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوئی۔

جواب نمبر 8

یہی دعا عورتوں کو بھی سکھائی گئی ہے اگر انعام سے مراد نبوت ہے تو کیا عورتوں کو بھی نبوت مل سکتی ہے۔ (قادیانی بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ نبوت صرف مردوں کو عطا ہوتی ہے, اب تک تو یہی عقیدہ تھا آگے اللہ عالم)

جواب نمبر9

قادیانی پاکٹ بُک میں لکھا ہے کہ بادشاہت بھی انعام ہے جیسے نبوت انعام ہے۔ قادیانیوں کے مطابق مرزا قادیانی کو دعا کی وجہ سے نبوت ملی ہے تو ساتھ والا انعام بادشاہت کیوں نہیں ملی؟

جواب نمبر10

اگر یہ دعا نبوت مانگنے کی دعا ہے تو مرزا قادیانی صاحب قادیانیوں کے مطابق نبوت مل جانے کے بعد یہ دعا کیوں مانگتے رہے کیا انہیں اپنی نبوت پر شک تھا؟

جواب نمبر11

یہ دعا اگر نبوت مانگنے کی دعا ہے تو قادیانی اس سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت نہیں کر سکتے کیوں کہ قادیانی جس قسم کی نبوت کو جاری مانتے ہیں اور مرزا کی لئے مانتے ہیں وہ تو حضور کی اطاعت کی برکت سے ملتی ہے (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30) اور یہ جو دلیل پیش کر رہے ہیں اس میں دعا کا ذکر ہے حضور کی اطاعت کی برکت کا ذکر تک موجود نہیں ہے۔

جواب نمبر12

مرزا قادیانی نے لکھا ہے

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح مغرب کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں (تحفہ گولڑویہ: خزائن جلد 17 صفحہ 218)

قادیانی کہتے ہیں اس دعا سے نبوت طلب کی جاتی ہے ان کا گروہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ صحابہ اور "مسیح موعود" کی جماعت کی راہ طلب کی جاتی ہے۔اب باپ سچا یا بیٹا فیصلہ آپ کا۔

سورۃ حج آیت نمبر 75 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ

اللہ فرشتوں میں سے بھی اپنا پیغام پہنچانے والے منتخب کرتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ یقینا اللہ ہر بات سنتا ہر چیز دیکھتا ہے ۔
سورۃ الحج آیت 75

قادیانی استدلال

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری ہے۔ یَصۡطَفِیۡ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل دونوں پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی فرشتوں اور لوگوں میں سے رسول چنتا رہے گا۔ لہذا ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

جواب نمبر1

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دلیل آپ کے دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔آپ حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ نبوت کی تین اقسام ہیں(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 277،276 قول فیصل)ان میں سے دو قسم کی نبوت حضور ﷺ سے پہلے جاری تھی جو کہ حضور ﷺ پر آکر ختم ہو گئی۔ حضور ﷺ کے بعد ایک تیسری قسم کی نبوت جاری ہوئی جو حضور ﷺ سے پہلے جاری نہیں تھی(انوار العلوم جلد2 صفحہ 277 قول فیصل)(کلمہ الفصل صفحہ 112)۔اور وہ تیسری قسم کی نبوت بھی صرف ایک شخص (مرزا صاحب) کو ملی اور اس پر ختم ہو گئی اس کے بعد بھی کسی کو نہیں ملے گی۔تو دلیل وہ پیش کریں جس میں یہ ہو کہ نبوت کی تین اقسام میں سے ایک قسم کی نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری ہے اور وہ ایک فرد)مرزا صاحب) کو ملنے کے بعد ختم ہو جائے گی(تشحیذ الاذہان صفحہ 31))انوار العلوم جلد2 صفحہ 578)۔جب تک قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق دلیل پیش نہیں کرتے اس وقت تک کوئی بھی حوالہ ان کی دلیل تصور نہیں کیا جا سکتا۔

چیلنج

پوری قادیانی جماعت کو قیامت کی صبح تک چیلنج ہے۔

دنیا جہاں کے سارے قادیانی مل کر قرآن وحدیث سے ایک دلیل اپنے اصل عقیدہ پر پیش کر دیں جس میں یہ لکھا ہو کہ نبوت کی تین اقسام میں سے ایک قسم کی نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری رہے گی اور ایک فرد) مرزا قادیانی) پر آکر ختم ہو جائے گی اور یہ تیسری قسم کے نبوت اس سے پہلے کسی کو ملی ہو گی نہ بعد میں ملے گی۔

قادیانی یہ دلیل پیش کریں اور منہ مانگا انعام لے جائیں۔

لیکن قیامت تو آسکتی ہے لیکن سارے قادیانی مل کر بھی اس طرح کی ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

جواب نمبر2

آپ نے جو آیت پیش کی ہے اس میں لفظ رسول آیا ہے اور مرزا صاحب کے نزدیک رسول کا لفظ عام ہے اور رسول کے مفہوم میں نبی اور رسول اور مجدد و محدث سبھی شامل ہیں۔

جیسے کہ لکھا ہے

1. رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہے(آئینہ کمالات اسلام: خزائن جلد 5 صفحہ 322)
2. رسول سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالی کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔(ایام الصلح: خزائن جلد 14 صفحہ 419)
3. رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں(شہادت القرآن: خزائن جلد 6 صفحہ 323)

اور مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ ایک عام لفظ کسی خاص معنوں میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔(نور القرآن: خزائن جلد 9 صفحہ 444)

سو ظاہر ہے کہ قادیانیوں کا دعویٰ فرد خاص کا ہے۔ دلیل میں عموم ہے لہٰذا تقریب تام نہ ہونے کی وجہ سے استدلال باطل ہے۔ تو دلیل دلیل نہ ٹھہری۔

جواب نمبر 3

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے یَصۡطَفِیۡ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی چنے گا حالانکہ تم جس قسم کی نبوت کے اجراء کے قائل ہو وہ اللہ تعالی کے چننے سے نہیں بلکہ حضور ﷺ کی اطاعت کی برکت سے ملتی ہے۔(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30)

دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے دلیل دلیل نہ رہی۔

جواب نمبر 4

آپ کا دعویٰ حضور ﷺ کے بعد نبوت جاری ہونے کا ہے اس میں حضور ﷺ کے بعد کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے لہٰذا اس اعتبار سے دعویٰ آپ کی دلیل کے مطابق نہیں رہا۔ اس آیت سے معبودان باطلہ کی تردید کی ہے کہ اگر وہ معبود حقیقی ہوتے تو وہ بھی اپنے رسول مخلوق کی طرف بھیجتے۔ جس طرح اللہ نے اپنے رسول بھیجے تھے۔

جواب نمبر 5

یہ کسی جاھل کا ہی نظریہ ہو سکتا ہے کہ ہر مضارع استمرار کے لئے ہوتا ہے۔ اس آیت میں صیغہ مضارع فعل کے اثبات کے لئے ہے نہ کہ استمرار اور تجدید کے لئے جیسے کہ دوسری جگہ فرمایا

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

اللہ وہی تو ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں نازل فرماتا ہے۔(سورۃ الحدید آیت نمبر 9)

یہاں بھی مضارع ہے کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس میں استمرار ہو اور ہمیشہ قیامت تک قرآن نازل ہوتا رہے؟ ثابت ہوا کہ قرآن جب تک مکمل نہیں ہوتا اس وقت تک نازل ہوتا رہے گا (جو کہ مکمل ہو چکا اور قرآن کا نزول بند ہو چکا) اسی طرح انبیاء بھی اس وقت تک آتے رہے جب تک ختم نبوت نہ ہو گئی۔ اب حضور ﷺ کے مبعوث ہو جانے کے بعد ختم نبوت ہو چکی اور اب انبیاء کی تعداد میں کسی فرد کا اضافہ نہیں ہو گا۔ درحقیقت اس آیت میں یَصۡطَفِیۡ زمانہ استقبال کے لیے نہیں بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ قَفَّیۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَ اٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدۡنٰہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُکُمُ اسۡتَکۡبَرۡتُمۡ ۚ فَفَرِیۡقًا کَذَّبۡتُمۡ ۫ وَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ (سورۃ البقرہ آیت 87) اس کے یہ معنی نہیں کہ یہودیوں حضرت محمد ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے تم ان کو قتل کرو گے بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

اور جیسے فرمایا وَ اِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰہٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَ اِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 12)

اس میں بھی حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

اگراب بھی قادیانی بات نہیں مانتے توذرا بتائیں مرزاصاحب کاالہام جوکہ مضارع میں ہے اسکا قادیانی کیاکریں گے۔

مرزاصاحب کوالہام ہوا

یریدون أن یروا طمثك یعنی بابوالہی بخش چاہتاہے کہ تیرا حیض دیکھے یاکسی پالیدی اور ناپاکی پراطلاع پائے مگر خداتعالیٰ تجھے اپنے انعام دکھلائے گاجو متواترہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیاہے ایسابچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے(حقیقۃ الوحی : خزائن جلد 22 صفحہ 581)

یہاں بھی "یریدون "اور"یروا "مضارع ہے کیامرزاصاحب کاحیض قیامت تک چلتارہے گا؟اور بابوالہی بخش اسے ہمیشہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے؟

جواب نمبر6

اس آیت میں فرشتوں اورانسانوں کاتذکرہ ہے اور مرزاصاحب نہ فرشتے ہیں اور نہ انسان۔جیساکہ وہ خود فرماتے ہیں

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم: خزائن جلد21صفحہ127)

جواب نمبر7

استمرار تجدیدی کے لئے اصول حسب ذیل ہے

وقد تقید الاستمرار التجددي بالقرائن اذاكان الفعل مضارعا (قواعد اللغة العربية) یعنی استمرار تجدیدی کااندازہ قرآئن سے لگایاجاتاہے اور بات خاتم النبیین ارسال رسل کے لئے توکوئی قرینہ نہیں۔البتہ اس کے خلاف تم قرآن مجید قرینہ ہے۔

سورۃ آل عمران آیت 81اور قادیانی تحریف کاجواب

آیت

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾

اور(ان کووہ وقت یاددلاؤ)جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیاتھاکہ :اگرمیں تم کوکتاب اور حکمت عطاکروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جواس)کتاب)کی تصدیق کرے جوتمہارے پاس ہے،توتم اس پر ضرورایمان لاؤگے،اور ضروراس کی مدد کروگے۔اللہ نے(ان پیغمبروں سے)کہاتھاکہ : کیاتم اس بات کااقرار کرتے ہواور میری طرف سے دی ہوئی یہ ذمہ داری اٹھاتے ہو؟انہوں نے کہاتھا: ہم اقرار کرتے ہیں۔اللہ نے کہا: توپھر(ایک دوسرے کے اقرار کے)گواہ بن جاؤ،اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی میں شامل ہوں۔

قادیانی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ

اس جگہ ہر نبی سے قوم کی نمائندگی میں بعد میں آنے والے نبی کے بارے میں یہ عہد لیا گیا ہے کہ وہ اپنے بعد آنے والے نبی پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔ اور یہ عہد رسول اللہ ﷺ سے بھی لیا گیا ہے جیسے آیت سے ظاہر ہے کہ

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾

اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد رکھو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا تھا اور تم سے بھی، اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی ۔ اور ہم نے ان سے نہایت پختہ عہد لیا تھا۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر 7

جواب نمبر 1

اس آیت کی تفسیر خود مرزا صاحب نے لکھی ہے اور اس آیت کی تفسیر میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ آنے والے رسول سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرنی ہو گی۔ اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت میں فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ جو لوگ حضور ﷺ پر ایمان نہیں لائے خدا تعالیٰ ان کو ضرور مواخذہ کرے گا۔

(حقیقت الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 133)

حقیقت الوحی کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے عقیدے کے مطابق تمام انبیاء سے ایک نبی کی آمد کا عہد لیا گیا کہ جب وہ آئے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اور وہ نبی صرف حضور علیہ الصلاۃ و سلام ہیں جو آخری زمانہ میں تشریف لائے۔

قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہر نبی سے آنے والے نبی کے بارے میں عہد لیا گیا ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی ان کے بعد آنے والے نبی کے بارے میں عہد لیا گیا ہے مرزا صاحب کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اس تحریر سے قادیانیوں کی تاویل خود ہی باطل ہو جاتی ہے۔

جواب نمبر 2

تمام مفسرین کرام نے اس آیت میں ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کو ہی لیا ہے۔

جیسے حضرت علی اور حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں

اللہ تعالی نے جب بھی کسی نبی کو معبوث فرمایا اس سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو تمہاری زندگی میں معبوث کر دیا تو ان پر ضرور ایمان لانا اور اپنی امت سے بھی وعدہ لے لینا اگر تمہاری زندگی میں اللہ تعالی نے محمد ﷺ کو معبوث فرمایا تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی معاونت بھی کرنا (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 548)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی اس تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لائیں اگر حضور ان کی زندگی میں مبعوث ہو جائیں۔ قادیانیوں کی یہ تفسیر کے ہر نبی سے یہ وعدہ لیا گیا ہے کہ وہ اپنے بعد آنے والے نبی کی تصدیق کرے اور اس پر ایمان لائے درست نہیں۔

قادیانی ایک اعتراض کرتے ہیں کہ آیت میں رسول نکرہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر علیہ صلاۃ وسلام کے شاگردوں نے اس نقرہ کو معرفہ بنا کر اس کی تخصیص خود کر دی ہے جیسے اوپر حوالہ گزر چکا۔

ابھی کچھ اور آیات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس میں لفظ رسول نکرہ ہے مگر تخصیص کر کے لفظ رسول کو معرفہ بنایا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾

سورۃ الجمعہ آیت 2

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾

سورۃ البقرہ آیت نمبر 129

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾

سورۃ التوبہ آیت 128

جواب نمبر 3

اس آیت کی تفسیر جو مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے پہلے حضرات نے لکھی ہے وہ پیش خدمت ہے

مرزا غلام احمد قادیانی

اس آیت سے بنص صریح ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء جن میں حضرت مسیح شامل ہیں مامور تھے کہ حضور ﷺ پر ایمان لاویں اور انہوں نے اقرار کیا کہ ہم ایمان لائے۔ (عصمت الانبیاء: روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 675)

حکیم نورالدین بھیروی

اس آیت میں سب انبیاء سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی خبر دینے اور ان کے ظہور کی پیشگوئی کرنے کا عہد لیا حتی کہ حضور ﷺ سے بھی کے اپنی نبوت کا اندازہ کریں۔ (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 391)

مرزا قادیانی اور حکیم نوردین کی کی ہوئی اس تفسیر سے معلوم یہ ہوا کہ تمام انبیاء سے حضور علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں عہد لیا گیا نہ کہ ہر نبی سے اس کے بعد آنے والی نبی کی نبوت کا عہد۔

جواب نمبر 4

آیت میں ثُمَّ جَآءَكُمْ کے الفاظ قابل غور ہیں ان میں نبی کریم ﷺ کے تمام انبیاء علیہ السلام کے ساتھ تشریف لانے کو لفظ ثُمَّ کے ساتھ ادا کیا گیا ہے جو لغت عربی میں تراخی یعنی مہلت کے لیے آتا ہے یعنی جب کہا جاتا ہے "جاءني القوم ثم عمر" تو لغت عرب میں اس کے معنی ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آگئی پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا لہذا ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ کے یہ معنی ہونگے کہ تمام انبیاء کے آنے کے سب سے آخر میں حضور ﷺ تشریف لائے۔
لو قادیانیوں یہ تو ہماری دلیل نکلی۔ یہ آیت تو ختم نبوت کی دلیل ہے۔

جواب نمبر 5

قادیانیوں کی پیش کردہ دوسری آیت سورہ احزاب آیت نمبر 7 میں جس عہد کا ذکر ہے وہ یہ والا عہد) سورۃ آل عمران آیت 81) نہیں ہے۔
اس آیت میں عہد کا مطلب ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاء علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا کہ دین کی تبلیغ اچھی طرح کرنا اور کسی قسم کی تفرقہ اندازی نہ کرنا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ نبی ﷺ بھی بعد میں آنے والے نبی کی تصدیق کریں گے۔ جیسے سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 13 میں ہے

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾

اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا، اور جو) اے پیغمبر) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔) پھر بھی) مشرکین کو وہ بات بہت گراں گذرتی ہے جس کی طرف تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو کوئی اس سے لو لگاتا ہے اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے۔
اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سورہ احزاب کی آیت نمبر 81 میں صرف اس بات پر مثال لیا گیا یہ
أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ

سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 15 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾

جو شخص سیدھی راہ پر چلتا ہے تو وہ خود اپنے فائدے کے لیے چلتا ہے، اور جو گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی نقصان کے لیے اختیار کرتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور ہم کبھی کسی کو اس وقت تک سزا نہیں دیتے جب تک کوئی پیغمبر) اس کے پاس) نہ بھیج دیں۔

قادیانی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ اس وقت تک عذاب نہیں بھیجتا جب تک ایک نبی نہ بھیج دے۔ یعنی حضور علیہ صلاۃ وسلام کے بعد بھی عذاب آئے ہیں اللہ کی طرف سے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر1

اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالی کسی قوم کو غفلت اور بے خبری میں ہلاک نہیں کرتا بلکہ بذریعہ رسول کے ان کو آگاہ اور مطلع کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کریں تاکہ دنیوی عذاب سے نجات مل جائے اور اگر وہ رسول کی نافرمانی کریں ان کے کہنے پر نہ چلیں تو پھر ہلاک کیے جاتے ہیں اور اس کی تائید میں یہ آیت صریح موجود ہے

ذٰلِكَ أَن لَّمْ يَكُن رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَافِلُونَ ﴿١٣١﴾

یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو کفر کے سبب ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے بے خبر ہوں

سورۃ الانعام آیت نمبر 131

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رسول کے آنے سے پہلے تو لوگ امن میں رہتے ہیں اور ان کی آمد کے ساتھ ساتھ عذاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے گویا ان کا آنا رحمت کیا ہوا الٹا زحمت بن گیا۔

اس کا مطلب یہ نکالنا نبوت جاری ہے دجل کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

جواب نمبر2

آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالی کے رسول آکر حجت پوری کرتے ہیں مگر منکرین مخالفت کرتے ہیں جس کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ تمام جہان اور سب وقتوں کے لئے ایک ہی نبی ہیں (چشمہ معرفت: خزائن جلد 23 صفحہ 388) اس لیے یہ تمام عذاب اسی رسالت کاملہ کی مخالفت کے باعث ہے۔

نیز جو عذاب مرزا صاحب کے دعویٰ کرنے سے پہلے دنیا پر آئے وہ کس کے انکار کی وجہ سے آئے؟ اگر وہ حضور ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے آئے تو اس زمانہ کے عذابوں کو کیوں مرزا صاحب کی مخلافت کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے؟ کیا اللہ تعالی نے کوئی حد مقرر کی ہے کہ 13 سو سال تک جو عذاب آئیں گے وہ رسول اللہ ﷺ کے انکار کی وجہ سے آئیں گے اور اس کے بعد جو آئیں گئے وہ کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے آئیں گے؟ اور اگر موجودہ عذاب مرزا صاحب کے انکار کی وجہ سے آرہے ہیں تو اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہیے کہ ان کی وجہ سے کتنے عرصہ تک عذاب آئیں گے۔

ثابت ہوا کہ موجودہ عذاب حضور علیہ السلام کی مخالفت کی وجہ سے ہے مذکورہ بالا آیت کسی نئے نبی کو نہیں چاہتی کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام "کافۃ الناس" کے لئے ہیں اور آپ کے آنے سے حجت پوری ہو گی۔

جواب نمبر3

اس آیت سے مرزا صاحب نے امت میں خلافت ثابت کی ہے کہ اب امت میں خلیفے ہوں گے مرزا صاحب نے اسے اجرائے نبوت کی دلیل نہیں کہا (شہادت القرآن: خزائن جلد 6 صفحہ 352) اور اب مرزا صاحب کی امت اسے اجراء نبوت کی دلیل بنا رہی ہے۔ فیاللعجب

جواب نمبر4

عموماً دنیا میں مصائب آتے ہی رہتے ہیں تو کیا ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی ماننا ضروری ہو گا؟ اگر ہر عذاب کے موقع پر کوئی نبی یا رسول ہونا ضروری ہے تو بتایا جائے کہ حضور ﷺ کے بعد جس قدر مصائب اور عذاب آئے وہ کن رسولوں کے باعث آئے؟

1۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں مرض طاعون پڑی جس کی وجہ سے ہزاروں صحابہ شہید ہوئے یہ کس نبی یا رسول کے انکار کی وجہ سے ہوا۔

2۔ ۸۰ ہجری میں بہت سخت زلزلہ آیا تھا جس میں ہزاروں انسان مر گئے اور سکندریہ کے منارے گر گئے قادیانی بتائیں کہ یہ کس نبی کے انکار کی وجہ سے ہوا؟

3۔425ہجری میں تمام دنیا میں زلزلے آئے اس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا لاکھوں انسان تباہ ہوئے یہ سب کس رسول کی تکذیب کے باعث ہوا؟

4۔اندلس اور بغداد کی تباہی کے وقت کون سا رسول تھا؟

5۔انگلستان کا خطرناک طاعون 1348 میں کس رسول کے باعث آیا؟

6۔چنگیز و ہلاکو کے زمانہ میں لاکھوں قتل ہوئے کس نبی کی تکذیب کی وجہ سے؟

جواب نمبر5

اگر 13 سو سال تک جو عذاب آتے رہے وہ حضور پاک ﷺ کی تکذیب کے باعث آتے رہے تو قیامت تک جو عذاب آئیں گے وہ بھی حضور علیہ صلاۃ و سلام کی تکذیب کے باعث ہی آئیں گے یہ کہنا کہ اب کسی اور رسول کے باعث عذاب آتے ہیں یہ معنی رکھتا ہے کہ حضور علیہ السلام کا زمانہ ختم ہو گیا اگر مرزائی اس کا کھلا اعلان کریں تو ان کو جواب دیا جائے گا۔

جواب نمبر6

1. مولانا محمد حسین بٹالوی
2. مولانا ثناءاللہ امرتسری

3. ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی
4. مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی
5. مرزا سلطان محمد ساکن پٹی
6. مولانا صوفی عبدالحق غزنوی

جو مرزا قادیانی کے اشد ترین مخالف تھے مرزا قادیانی کی تقدیر کے باعث ان لوگوں پر عذاب کیوں نہ آیا؟ قادیانی جواب دیں۔

جواب نمبر7

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا سے اگر یہ ثابت کیا جائے کہ اور نبی آسکتا ہے تو وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ کا تقاضا اور سنت الہی یہی ہونی چاہیے کہ ہر بستی میں رسول آئے۔ اگر قادیانی یہ کہیں کہ حضور ﷺ کی نبوت کافۃ للناس ہیں تو پھر سارے عالم میں جہاں عذاب آئے گا وہ بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تکذیب کے باعث ہی آئے گا۔

جواب نمبر8

عذاب کا باعث صرف نبوت کا انکار نہیں بلکہ اور بھی بے شمار وجوہات عذاب کی ہو سکتی ہیں مثلاً ظلم سے عذاب آتا ہے، زنا سے عذاب آتا ہے، جھوٹی قسم سے عذاب آتا ہے وغیرہ

سورۃ النور آیت 55 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾

اللہ نے ایسے لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے (جس کا ایفا اور تعمیل امت پر لازم ہے) جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ ضرور انہی کو زمین میں خلافت (یعنی امانتِ اقتدار کا حق) عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو (حق) حکومت بخشا تھا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے (غلبہ واقتدار کے ذریعہ) مضبوط و مستحکم فرمادے گا اور وہ ضرور (اس تمکّن کے باعث) ان کے پچھلے خوف کو (جو ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی کمزوری کی وجہ سے تھا) ان کے لئے امن و حفاظت کی حالت سے بدل دے گا، وہ) بے خوف ہو کر) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے (یعنی صرف میرے حکم اور نظام کے تابع رہیں گے)، اور جس نے اس کے بعد ناشکری (یعنی میرے احکام سے انحراف وانکار) کو اختیار کیا تو وہی لوگ فاسق (ونافرمان) ہوں گے

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح خلیفہ یعنی غیر تشریعی نبی ہوں گے۔

جواب نمبر1

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی مسلمانوں کو سلطنت عطا کرے گا،اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کے نبی خلیفہ ہوں گے ورنہ دوسری آیات میں کیا مطلب ہو گا

قَالُوا أُوذِينَا مِن قَبْلِ أَن تَأْتِيَنَا وَمِن بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٢٩﴾

لوگ کہنے لگے:(اے موسیٰ!) ہمیں تو آپ کے ہمارے پاس آنے سے پہلے بھی اذیتیں پہنچائی گئیں اور آپ کے ہمارے پاس آنے کے بعد بھی) گویا ہم دونوں طرح مارے گئے، ہماری مصیبت کب دور ہو گی؟) موسیٰ (علیہ السلام) نے (اپنی قوم کو تسلی دیتے ہوئے) فرمایا: قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور) اس کے بعد) زمین) کی سلطنت) میں تمہیں جانشین بنادے پھر وہ دیکھے کہ تم (اقتدار میں آکر) کیسے عمل کرتے ہو

سورۃ الاعراف آیت 129

اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم سب غیر تشریعی نبی بنا دیے گئے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٥﴾

اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا تا کہ وہ ان) چیزوں) میں تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں (امانتاً) عطا کر رکھی ہیں۔ بیشک آپ کا رب) عذاب کے حق داروں کو (جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک وہ) مغفرت کے امیدواروں کو) بڑا بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے

سورۃ الانعام آیت نمبر 165

اس کا بھی ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالی انہیں غیر تشریعی نبی بنائے۔

اس خلافت سے حکومت اور زمینی وراثت مراد ہے جو حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عہد میں پوری ہو گئ جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے آیات پہلے گزر چکی ہیں۔

صحابہ کرام کی جماعت اس کی مخاطب ہے اور انہی کو پہلوں کا خلیفہ ہونا بلفظ ماضی فرمایا گیا ہے۔

تفسیر الخازن میں ل یستخلفنهم کا معنی لکھا ہے

ليورثنهم أرض الكفار من العرب و العجم فجعلهم ملوكها و ساسنها

یعنی مسلمانوں کو کفار عرب ہو یا عجم میں کی زمین کا وارث بنائے گا اور ان کو بادشاہ اور وہاں کا باشندہ بنادے گا۔

(تفسیر الخازن لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد 3 صفحہ 302 سورہ الانعام سورۃ نمبر 24 نمبر 46 تا 55)

اس کا مطلب یہ نہیں کہ غیر تشریعی نبی بنادے گا نیز یہی آیت تو ختم نبوت پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہے آگے خلفاء ہی ہوں گے پھر یہ وعدہ خلافت بھی ان سے ہے جو مومن بھی ہوں اور نیک عمل کرنے والے بھی ہوں کیا صحابہ کرام ان دونوں صفات سے موصوف نہ تھے ؟ اگر تھے تو نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا دعویٰ انہوں نے کیوں نہ کیا؟ اور اگر جواب نفی میں ہے تو یہ قرآن عظیم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن شاہد ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت ان دونوں صفات سے موصوف تھی اور بعض صحابہ کرام خلیفہ بھی بنے مگر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ ان سے ثابت نہیں ہے۔

جواب نمبر2

قادیانی اس آیت کی جو تفسیر کر رہے ہیں وہ خود ان کے مرزا صاحب کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب نے اس آیت سے ایسے خلیفے مراد لئے ہیں جن کے مصداق خلفائے راشدین ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا آیات کے تحت مرزا قادیانی صاحب لکھتے ہیں۔

1. نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔ (شہادت القرآن خزائن جلد 6 صفحہ 355)
2. خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لیے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گئے۔ (شہادت القرآن خزائن جلد 6 صفحہ 339)
3. قرآن کریم نے اس امت میں خلیفیوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرے کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسے کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔ (شہادت القرآن حزائن جلد 6 صفحہ 339،340)

ان حوالوں میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ کی اصلاح و تربیت کے لیے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا بلکہ انبیاء کے بجائے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آئیں گئے۔

جواب نمبر3

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ میں صحابہ کرام کی تخصیص ہے موعود لہم صحابہ ہیں ورنہ منکم نہ فرمایا جاتا۔

سورۃ النساء آیت 69 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾

اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

سورۃ النساء آیت 69

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ

رسول اللہ ﷺ اور اللہ کی اطاعت کرنے سے بندہ نبی بن جاتا ہے۔

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ دلیل ہی آپ کے دعوے کے مطابق نہیں ہے آپ حضرات نبوت کی تین اقسام مانتے ہیں (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 276,277) ان میں سے ایک قسم کی نبوت کو حضور کے بعد جاری سمجھتے ہیں (کلمہ الفصل صفحہ 112) جو کہ مرزا قادیانی صاحب پر آکر ختم ہوئی ہے۔ (تشحیذ الاذہان نمبر 3 صفحہ 31 :: انوار العلوم جلد 2 صفحہ 578)

تو دلیل وہ پیش کریں جو آپ کے دعوے کے مطابق ہو یعنی نبوت کی تین اقسام میں سے حضور صلی اللہ وسلم کے بعد ایک قسم کی نبوت جاری ہونے کا اور وہ مرزا صاحب پر بند ہونے کا ذکر ہو۔

دوسری بات یہ ہے کوئی بھی ذی شعور اور صاحب عقل آدمی اس آیت کا صرف ترجمہ پڑھ لے تو اسے خود پتہ چل جائے گا کہ اس آیت سے نبوت کے جاری ہونے کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی جا رہی ہے کہ یہ لوگ قیامت میں صدیق، شہید، صالحین اور انبیاء کے ساتھ ہوں گئے جیسے آیت کے آخری الفاظ

وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

ترجمہ: اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

بات کو روز روشن کی طرح واضح کر رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا یہ آیت صرف قیامت کی معیت کے باری میں ہے۔

بات کو اور واضح کرنے کے لیے قادیانیوں کے تسلیم کردہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے اس آیت کا شان نزول پیش کرتا ہوں۔

امام صاحب فرماتے ہیں

بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات میں ہوں گے تو ہم آپ ﷺ کی زیارت کیسے کریں گئے تو یہ آیت نازل ہوئی

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾

(تفسیر جلالین صفحہ 112)

یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ انبیائے کرام اگرچہ جنت کے بالاخانوں میں ہوں گے لیکن پھر بھی صحابہ کرام اور دوسرے نیک لوگ انبیاء کرام کی زیارت سے فیض یاب ہوں گے۔ جیسا کہ شان نزول سے ظاہر ہے۔

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اذا ارادوا الزیارۃ والتلاقي قدروا علیہ فھذا ھو المراد من ھذہ المعیۃ. (تفسیر الرازی جلد 10 صفحہ 133)

مطیعین جب نبیوں صدیقوں اور شہیدوں سے ملنا چاہیں گے تو مل سکیں گے "مع" سے یہی مراد ہے۔

اس آیت میں آخرت میں معیت کا ذکر ہے اس پر ایک حدیث شریف بھی پیش کرتا ہوں۔

حدیث

امی عائشہ فرماتی ہیں

میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر نبی کو مرض وفات میں اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرت میں۔ جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس مرض میں آپ ﷺ فرماتے تھے مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو بھی (دنیا اور آخرت میں سے ایک کا) اختیار دیا جا رہا ہے۔ (مشکواۃ شریف:: حدیث نمبر 5960)

کتب سیرت میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور ﷺ نے وصال کے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے

مع الرفیق الاعلي في الجنۃ مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین

رفیق اعلی کے ساتھ جنت میں انعام یافتہ لوگوں یعنی انبیاء، صدیق، شہید، اور صالحین کے ساتھ

السیرۃ النبویۃ لابن کثیر جلد 4 صفحہ 477

جمع الوسائل فی شرح الشمائل جلد 2 صفحہ 202

البدایۃ والنھایۃ جلد 5 صفحہ 261

الطبقات الکبری جلد 2 صفحہ 177

نھایۃ الارب في فنون الأدب جلد 18 صفحہ 382

ثابت ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نبی تو پہلے ہی بن چکے تھے آپ ﷺ کی تمنا آخرت کی معیت کے متعلق تھی۔

کچھ اور احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں معیت کا ذکر ہے اور اس سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔

حدیث نمبر 1

رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ : " مَنۡ قَرَأَ أَلۡفَ آیَۃٍ فِي سَبِیلِ اللّٰہِ تَبَارَكَ وَتَعَالَی کُتِبَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ مَعَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّہَدَاءِ وَالصَّالِحِینَ، وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِیقًا، إِنۡ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالَی."

رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک ہزار آیات روزانہ اللہ کی رضا کے لئے لیے تلاوت کرے وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا اور انشاءاللہ ان کی رفاقت خوب رہے گی۔

(مسند احمد حدیث نمبر 15611، المعجم الکبیر طبرانی حدیث نمبر 399، عمل الیوم واللیۃ لابن السني حدیث نمبر 704، المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی حدیث نمبر 421، مسند ابی یعلی الموصلی حدیث نمبر 1489، الابانۃ الکبری لابن بطۃ حدیث نمبر 518)

حدیث نمبر 2

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

حضور ﷺ نے فرمایا سچا امانت دار تاجر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(سنن دارمی حدیث نمبر 2581، سنن ترمذی حدیث نمبر 1209، المستدرک علی الصحیحین حدیث نمبر 2143)

یہ روایت سنن دار قطنی میں بھی موجود ہے لیکن صرف دار قطنی میں میں آخر میں "یوم القیامۃ" کے الفاظ کا اضافہ ہے) سنن دار قطنی حدیث نمبر 2813)

حدیث نمبر 3

وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(سنن ترمذی حدیث نمبر 2678، تعظیم قدر الصلاۃ حدیث نمبر 714، المعجم الاوسط حدیث نمبر 9439، ترغیب فی فضائل اعمال حدیث نمبر 527)

اب قادیانی یہ بتائیں کہ کیا کوئی سچا تاجر یا ایک ہزار آیات روزانہ پڑھنے والا یا رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا نبی بن سکتا ہے ؟؟؟ یقیناً قادیانیوں کا جواب یہی ہوگا کہ سچا تاجر اور ایک ہزار آیات روزانہ پڑھنے والا قیامت کے دن نبیوں صدیقوں شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح سچا تاجر اور ایک ہزار آیات روزانہ پڑھنے والا نبی نہیں بن سکتا بلکہ قیامت کے دن انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا بھی نبی یا رسول نہیں بن سکتا بلکہ قیامت کے دن انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

ان تمام احادیث میں "مع" کا لفظ ہے جو معیت کے معنی میں استعمال ہوا ہے ان کو عینیت کے معنوں میں لینا ممکن ہی نہیں ہے۔

جواب نمبر 2

قادیانی اپنے باطل استدلال کی تائید کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے ایک امام لغت راغب اصفہانی کا قول پیش کرتے ہیں۔ قادیانی حضرات کا کہنا ہے کہ امام راغب کے ایک قول سے ان کے بیان کردہ معنیٰ کی تائید ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں امام راغب نے فرمایا ہے کے نبیوں وغیرہ میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم کے ساتھ ہوگا۔ لہذا ضروری ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہیے جو رسول کی اطاعت کرنے والے ہو۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ

قادیانی حضرات (پاکٹ بک تعلیمی صفحہ 112:: پاکٹ بک تبلیغی صفحہ 255) نے عبارت نقل کرنے میں دجل سے کام لیا ہے یہ حوالہ علامہ اندلسی کی تفسیر البحر المحیط سے لیا گیا ہے مگر انہوں نے اس قول کو نقل کر کے اپنی رائے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

وهذا وجه الذي هو عنده ظاهر فاسد من جهة المعنى ومن جهته النهر (البحر المحیط جلد 3 صفحہ 699:: قادیانی کتاب قندیل صداقت صفحہ 190)

علامہ اندلسی فرماتے ہیں معنی اور نحو کے لحاظ سے یہ بات فاسد ہے

(قادیانیوں نے یہ جملہ یا اسے کہو کہ علامہ اندلیسی نے جو نتیجہ نکالا وہ نقل ہی نہیں کیا)

لہذا معلوم ہوا کہ یہ بالکل مردود اور ساقط الاستدلال ہے۔

امام راغب کا قول کئی وجوہات کی وجہ سے ہمارے لئے حجت نہیں۔ مثلاً امام راغب کے حالات زندگی واضح نہیں ہیں۔ کب پیدا ہوئے اور کہاں پیدا ہوئے؟ کہاں اور کس سے تعلیم حاصل کی؟ کچھ معلوم نہیں (مفردات القرآن صفحہ نمبر 7)

اگر اس قول کو امام راغب کا قول مان بھی لیا جائے اور اس قول کو سہی بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ہمارے خلاف نہیں ہے کیوں کہ تمام انبیاء کرام حضور ﷺ کے امتی اور متبع ہیں (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 300) شب معراج میں تمام انبیاء نے آپ ﷺ کی اتباع اور اقتداء کی اور بیت المقدس میں آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی اس کے علاوہ انبیاء سابقین اور بنی اسرائیل سلسلہ کے آخری نبی سیدنا عیسی علیہ السلام آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی رو سے قیامت سے قبل اس امت میں تشریف لائیں گے اور آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع اور اطاعت کریں گا۔ لہذا انبیاء میں سے ایک فرد کامل ایسا مل گیا جو آپ ﷺ کی اتباع اور اطاعت کرے گا واضح رہے کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ 133 پر خود تسلیم کرتا ہے کہ

یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر نبی حضور ﷺ کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے "لتومنن به ولتنصرنه" پس اس طرح تمام انبیاء حضور ﷺ کی امت ہوئے۔) روحانی خزائن جلد 21 صفحہ نمبر 300)

جواب نمبر 3

قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں دو آیات ہیں جن میں "مع" "من" "یا" فی" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک ایک آیت پیش کر کے جواب دیتا ہوں۔

آیت نمبر 1

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾

مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی وہ سنور گئے اور انہوں نے اللہ سے مضبوط تعلق جوڑ لیا اور انہوں نے اپنا دین اللہ کے لئے خالص کر لیا تو یہ مؤمنوں کی سنگت میں ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنوں کو عظیم اجر عطا فرمائے گا

سورۃالنساءآیت146

قادیانی کہتے ہیں کیا یہ توبہ کرنے والے خود مومن نہیں ہیں بلکہ مومنوں کے ساتھ ہیں؟ نہیں بلکہ وہ مومن ہیں پس ثابت ہوا "مع" معنی "من" کے معنی میں آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مومنین پر الف لام عہد کا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شروع سے خالص مومن ہیں ان سے کبھی نفاق سرزد نہیں ہوا ان کی معیت میں وہ لوگ جنت میں ہوں گے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کرکے مخلص مومن بن گئے۔ تو ثابت ہوا کہ مع اپنے اصل معنی مصاحبت کے لئے آیا ہے نہ کہ بمعنی من۔

آیت نمبر2

رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿۱۹۳، **سورة آل عمران**﴾

اے ہمارے رب! (ہم تجھے بھولے ہوئے تھے) سو ہم نے ایک نداد ینے والے کو سنا جو ایمان کی ندا دے رہا تھا کہ (لوگو!) اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں کو ہمارے (نوشتۂ اعمال) سے محو فرما دے اور ہمیں نیک لوگوں کی سنگت میں موت دے

قادیانی کہتے ہیں کہ یہاں مع من کے معنوں میں آیا ہے اگر من کے معنوں میں نہ لیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ یا اللہ ہمیں اس وقت موت دے جب نیک لوگوں کی موت ہو۔

اس کا جواب امام رازی نے پہلے سے ہی دے رکھا ہے امام صاحب فرماتے ہیں

ابرار کے ساتھ وفات کے یہ معنی ہیں کہ ان کے عمل جیسے عمل پر موت آئے تا کہ روز قیامت ان کے سے درجات میں ہوں۔ مرد عالم آج بھی بولتا ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کے ساتھ ہوں اور اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرا اور ان کا عقیدہ ایک ہے) نا یہ کہ میں ان کے ساتھ پیدا ہوا یا بڑھتا رہا یا فوت ہوا) (تفسیر رازی جلد 9 صفحہ 467)

اس لیے جملہ محققین مفسرین نے "مع" کو یہاں مصاحبت کے لئے ہی تحریر کیا ہے۔

تعلیمی پاکٹ بک والے نے تو یہاں تک بس کر دی لیکن نہ جانے تبلیغی پاکٹ بک والے کو کیا سوجھا لکھتا ہے

ایک جگہ شیطان کے متعلق آیا ہے

إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَن يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿٣١﴾

سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا

سورۃالحجر آیت 31

کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا اور دوسرے جگہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ﴿١١ ،سورة الأعراف﴾

اور بیشک ہم نے تمہیں (یعنی تمہاری اصل کو) پیدا کیا پھر تمہاری صورت گری کی (یعنی تمہاری زندگی کی کیمیائی اور حیاتیاتی ابتداء وارتقاء کے مراحل کو آدم) علیہ السلام) کے وجود کی تشکیل تک مکمل کیا)، پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم) علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔

آتا ہے (تبلیغی پاکٹ بُک صفحہ نمبر252)

یعنی دیکھو دونوں جگہ لفظ ساجد آیا ہے لیکن دوسری آیت میں بجائے مع کے من ہے ثابت ہوا کہ مع بمعنی من ہوتا ہے۔

نوٹ :: تبلیغی پاکٹ بُک کتاب کے اس حوالہ میں مکمل آیات اور ان کا ترجمہ ہم نے اپنی طرف سے لکھا ہے قادیانیوں نے ہمیشہ کی طرح تین چار الفاظ آیت کے لکھے تھے۔

اگر یہ استدلال درست ہے تو خطرہ ہے کہ کوئی مجنون یہ بھی نہ کہہ دے کہ سورۃ ص میں آتا ہے

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾

(اللہ نے) ارشاد فرمایا: اے ابلیس! تجھے کس نے اس (ہستی) کو سجدہ کرنے سے روکا ہے جسے میں نے خود اپنے دستِ (کرم) سے بنایا ہے، کیا تو نے تکبّر کیا یا تو (بزعمِ خویش) بلند رتبہ (بنا ہوا) تھا

سورۃ ص آیت 75

کیوں کہ اس آیت میں بجائے ساجدین کے عالین ہے پس ثابت ہوا کے ساجدین بمعنی عالین بھی ہوتا ہے (معاذاللہ)

قرآن مجید عربی زبان میں ہے اس کے متکلم کا اسلوب بیان عجیب اور دل نشین ہے ایک ہی واقعہ متعدد مقامات میں بیان ہوتا ہے لیکن طریقہ بیان مختلف ہوتا ہے جس میں متکلم کی ایک خاص غرض اور حکمت پوشیدہ ہوتی ہے ابلیس مردود نے ایک جرم میں تین گناہ کیے تھے

1. اس نے تکبر کیا تھا اس کا ذکر سورۃ ص کی آیت كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ (سورۃ ص آیت 75) میں کیا گیا ہے
2. اس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی اس کا ذکر سورۃ اعراف کی آیت 11 میں ہوا۔ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ
3. اس نے جماعت سے مفارقت کی تھی اس کا بیان ان سورۃ الحجر {أَبَىٰ أَن يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ} سورۃ الحجر آیت 31 میں مذکور ہے۔

پس مع ہرگز من کے معنوں میں نہیں ہے بلکہ دونوں کے فائدے الگ الگ اور دونوں جداگانہ امر کے بیان کے لیے ہیں۔

اب میں قرآن مجید کی وہ آیات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ "مع" "من" کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔

آیت نمبر1

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے

سورۃ البقرہ آیت 153

آیت نمبر 2

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤﴾

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ اَدوار میں پیدا فرمایا پھر کائنات کی مسندِ اقتدار پر جلوہ افروز ہوا (یعنی پوری کائنات کو اپنے امر کے ساتھ منظم فرمایا)، وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے خارج ہوتا ہے اور جو کچھ آسمانی کرّوں سے اترتا) یا نکلتا) ہے یا جو کچھ ان میں چڑھتا) یا داخل ہوتا) ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو، اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو) اسے) خوب دیکھنے والا ہے

سورۃ الحدید آیت نمبر 4

آیت نمبر 3

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾

اگر تم ان کی) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلبۂ اسلام کی جدوجہد میں) مدد نہ کروگے) تو کیا ہوا) سو بیشک اللہ نے ان کو) اس وقت بھی) مدد سے نوازا تھا جب کافروں نے انہیں) وطنِ مکہ سے) نکال دیا تھا درآنحالیکہ وہ دو) ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جبکہ دونوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غارِ) ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرما رہے تھے: غمزدہ نہ ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرمادی اور انہیں) فرشتوں کے) ایسے لشکروں کے ذریعہ قوت بخشی جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور اس نے کافروں کی بات کو پست وفروتر کردیا، اور اللہ کا فرمان تو) ہمیشہ) بلند و بالا ہی ہے، اور اللہ غالب، حکمت والا ہے

سورۃ التوبہ آیت 40

آیت نمبر 4

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٤٦﴾

اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا مت کرو ورنہ (متفرق اور کمزور ہو کر) بزدل ہو جاؤ گے اور (دشمنوں کے سامنے) تمہاری ہوا (یعنی قوت) اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

سورۃ الانفال آیت 46

آیت نمبر 5

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾

بیشک اللہ اُن لوگوں کو اپنی معیتِ (خاص) سے نوازتا ہے جو صاحبانِ تقوٰی ہوں اور وہ لوگ جو صاحبانِ احسان (بھی) ہوں

سورۃ النحل آیت نمبر 128

آیت نمبر 6

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩٤﴾

حرمت والے مہینے کے بدلے حرمت والا مہینہ ہے اور (دیگر) حرمت والی چیزیں ایک دوسرے کا بدل ہیں، پس اگر تم پر کوئی زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو مگر اسی قدر جتنی اس نے تم پر کی، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے

سورۃ البقرہ آیت 194

آیت نمبر 7

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے (جو بصورتِ نور نمایاں ہے)۔ ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی مذکور) ہیں اور ان کے (یہی) اوصاف انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں۔ وہ) صحابہ ہمارے محبوبِ مکرّم کی (کھیتی کی طرح ہیں جس نے) سب سے پہلے) اپنی باریک سی کونپل نکالی، پھر اسے طاقتور اور مضبوط کیا، پھر وہ موٹی اور دبیز ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی (اور جب سرسبز و شاداب ہو کر لہلہائی تو) کاشتکاروں کو کیا ہی اچھی لگنے لگی (اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنھم کو اسی طرح ایمان کے تناور درخت بنایا ہے) تاکہ اِن کے ذریعے وہ) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلنے والے) کافروں کے دل جلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے

سورۃ الفتح آیت 29

اور بھی بہت سی آیات ہیں لیکن اختصار سے یہ آیت درج کی ہیں۔

ان تمام آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مع اپنے حقیقی اور اصل معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے من کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔

جواب نمبر4

قادیانی کہتے ہیں کہ اگر اس آیت میں صرف رفاقت کا ذکر ہے تو آپ اس امت میں صدیق، شہید اور اور صالحین کیوں مانتے ہیں کیونکہ آیت میں تو صرف رفاقت کا ذکر ہے۔

اس کا جواب یہ کہ

اس آیت میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں ہے کہ کوئی شخص اطاعت کر کے نبی، صدیق یا شہید ہو گا یا نہیں ہو گا۔ بلکہ یہاں مقصد صرف اطاعت کا نتیجہ بیان کرنا ہے کہ جو اطاعت کرے گا اس کو ان حضرات کے ساتھ رفاقت فی المکان حاصل ہو گی۔ امت میں تین درجے جو ہم مانتے ہیں وہ اس آیت سے نہیں مانتے کیونکہ اس آیت میں درجات ملنے کا ذکر ہی نہیں وہ دوسری آیات سے مانتے ہیں جن میں درجات ملنے کا ذکر ہے اور جن آیات میں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا درجہ ملنے کا کوئی ذکر موجود نہیں۔

اب آپ کی خدمت میں وہ آیات پیش کرتا ہوں جن سے امت میں ہم یہ تین درجے مانتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، اُن کے لئے اُن کا اجر (بھی) ہے اور ان کا نور (بھی) ہے، اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخی ہیں

سورۃ حدید آیت 19

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے تو ہم انہیں ضرور نیکوکاروں (کے گروہ) میں داخل فرما دیں گے

سورۃ العنکبوت آیت 9

ان آیات میں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے اور ان میں نبوت کا درجہ دنیا میں ملنے کا ذکر نہیں ہے۔

آل عمران آیت 179 اور قادیانی تحریف کا جواب

مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٩﴾

اللہ ایسا نہیں کر سکتا کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ رکھے جس پر تم لوگ اس وقت ہو، جب تک وہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے، اور (دوسری طرف) وہ ایسا بھی نہیں کر سکتا کہ تم کو (براہ راست) غیب کی باتیں بتا دے۔ ہاں وہ (جتنا بتانا مناسب سمجھتا ہے اس کے لیے) اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ لہذا تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اور اگر ایمان رکھو گے اور تقوی اختیار کرو گے تو زبردست ثواب کے مستحق ہو گے۔

سورۃ آل عمران آیت 179

قادیانی کہتے ہیں کہ سورۃ آل عمران مدنی سورۃ ہے اور حضور علیہ صلاۃ وسلام کو نبوت ملنے کے تیرہ سال بعد نازل ہوئی اس وقت پاک اور ناپاک میں فرق ہو چکا تھا۔ اس لیے اب کوئی اور رسول آئے گا اور فرق کرے گا۔ (خلاصہ کلام پاکٹ بک صفحہ 250)

جواب نمبر1

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیشہ کی طرح دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں ہے۔ دعویٰ تو خاص نبوت کے جاری ہونے کا ہے وہ بھی صرف مرزا صاحب تک مگر دلیل میں اس کا ذکر تک موجود نہیں۔ گزارش یہ ہے کہ دلیل اپنے دعویٰ کے مطابق پیش کریں۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ تین قسم کی نبوت میں سے ایک قسم کی نبوت جاری ہے اور دو قسم کی نبوت بند ہے تو دلیل وہ پیش کریں۔ یہ دلیل تو آپ کے اپنے دعویٰ کے خلاف ہے۔

دوسرے بات جو ہمارے قادیانی دوستوں نے کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت پاک اور ناپاک میں فرق ہو چکا تھا یہ بات درست نہیں ہے اس آیت میں جو پاک اور ناپاک میں فرق کی بات ہو رہی ہے وہ مومنوں اور منافقوں میں فرق کی بات ہو رہی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا اس آیت کے نزول کے وقت مومن منافق میں امتیاز ہو چکا تھا یا نہیں۔ جواب اسی آیت میں موجود ہے کہ کلی طور پر ابھی نہیں ہوا تھا بہت سے منافق مسلمانوں میں ملے جلے تھے چناچہ اللہ فرماتا ہے

مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ

اللہ ایسا نہیں کر سکتا کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ رکھے جس پر تم لوگ اس وقت ہو

اس کے علاوہ اسی سورۃ آل عمران کی پہلی آیات میں ملتا ہے۔

هَا أَنتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١١٩﴾

دیکھو تم تو ایسے ہو کہ ان سے محبت رکھتے ہو، مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے، اور تم تو تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو، اور (ان کا حال یہ ہے کہ) وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (قرآن پر) ایمان لے آئے، اور جب تنہائی میں جاتے ہیں تو تمہارے خلاف غصے کے مارے اپنی انگلیاں چباتے ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کہ: اپنے غصے میں خود مر رہو، اللہ سینوں میں چھپی ہوئی باتیں خوب جانتا ہے۔

سورۃ آل عمران آیت 119

اس آیت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ منافقین ابھی موجود تھے اور ان میں اور مسلمانوں میں فرق نہیں ہوا تھا۔

قادیانی پاکٹ بک کے مصنف صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ سورۃ مدنی سورۃ ہے۔ اب میں آپ کی خدمت میں سورۃ توبہ کی وہ آیت پیش کرتا ہوں جس سے میرا موقف اور واضح ہو جائے گا۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴿١٠١﴾

اور تمہارے ارد گرد جو دیہاتی ہیں، ان میں بھی منافق لوگ موجود ہیں، اور مدینہ کے باشندوں میں بھی۔ یہ لوگ منافقت میں (اتنے) ماہر ہوگئے ہیں (کہ) تم انہیں نہیں جانتے، انہیں ہم جانتے ہیں۔ ان کو ہم دو مرتبہ سزا دیں گے۔ پھر ان کو ایک زبردست عذاب کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔

سورۃ التوبہ آیت 101

اسی طرح سورۃ منافقون جو مدنی سورۃ ہے میں منافقوں کے وجود کا ذکر موجود ہے۔

الحمد للہ ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت پاک اور ناپاک میں مکمل تفریق نہیں ہوئی تھی جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قادیانی حضرات کا یہ کہنا کہ

"جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت پاک اور ناپاک میں مکمل تفریق ہو چکی تھی لہذا یہ آیت کسی آئندہ رسول کے متعلق ہے"

سراسر غلط، جہالت بلکہ یہودیانہ تحریف ثابت ہوتی ہے۔

جواب نمبر 2

اب بعض قادیانی حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ غیب کی خبریں انبیاء دیتے ہیں اور مرزا صاحب نے بھی پیشگوئیاں کی ہیں (یہ الگ بات ہے کہ سب غلط ثابت ہوئی ہیں) اس لیے مرزا صاحب بھی نبی ہیں۔

اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر وہ فرد جو پیشگوئیاں کرے وہ نبی ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنے انبیاء میں سے بعض کو غیب کی خبریں عطا کرتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ حضرات کے عقیدے کے مطابق غیب کی خبریں غیر نبی کو بھی مل سکتی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے

1. یہ بھی ان کو معلوم رہے کہ تحقیق وجود الہام ربانی کے لئے جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے ایک اور بھی راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالی امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں جن کا بتلانا بجز خدائے وحدہ لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں۔ (روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 238)
2. یہ عجیب حیرت نما امر ہے کہ بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ دنیا میں ہیں سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں (روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 168)

وغیرہ

اور ویسے بھی مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کا وہی حال ہے جو نجومی اور رمالوں کی پیشگوئیوں کا ہوتا ہے جس میں ایک سچ ہے تو دس جھوٹ بھی موجود ہیں۔ ایسی غیب دانی نبوت کی نشانی نہیں ہے۔ وہ اخبار بالغیب نبوت کی خصوصیات میں ہے جس میں ذرہ برابر جھوٹ نہیں ہوتا اور ہر ایک بات من وعن پوری ہوتی ہے اور مرزا صاحب کا رتبہ اس میں رمال اور نجومی سے بھی گھٹا ہوا ہے۔

جواب نمبر3

قادیانی پاکٹ بُک کے مصنف صاحب نے "یَجۡتَبِیۡ" کا کا ترجمہ کیا ہے بھیجے گا یہ ترجمہ بالکل غلط ہے اور کسی لغت کی کتاب میں ایسا نہیں لکھا۔ اللّٰہ یَجۡتَبِیۡ کا مطلب ہے اللہ چن لیتا ہے۔یعنی جو پہلے سے رسول ہیں ان میں سے غیب کی خبریں دینے کے لیے کسی کو چنتا ہے۔اور اب ختم نبوت کے بعد دنیامیں کسی قسم کا کوئی رسول پیدا نہیں ہو گا۔

کچھ قادیانی کہتے ہیں کہ

"یَجۡتَبِیۡ فعل مضارع ہے اس لیے قیامت تک اللہ رسول میں کچھ کو چنتا رہے گا اس لیے قیامت تک رسول ہونا ضروری ہیں"

تواس کا جواب یہ ہے کہ

اس آیت میں یَجۡتَبِیۡ زمانہ مستقبل کے لئے نہیں ہے۔بلکہ اس میں حکایت ہے حال ماضی کی۔اس پر دلیل ہمارے پاس وہ آیات ہیں جن میں ان مجتبیٰ رسولوں کا نام لے کر بیان کر دیا گیا ہے۔فرداً بھی اور یک جائی طور پر بھی۔

فرداًفرداًملاحظہ ہو

حضرت آدم علیہ السلام کے لیے

ثُمَّ اجۡتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيۡهِ وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾

پھران کے رب نے انہیں چن لیا، چنانچہ ان کی توبہ قبول فرمائی،اورانہیں ہدایت عطافرمائی۔

سورۃ طٰہٰ آیت نمبر122

حضرت ابرہیم علیہ السلام کے لیے

شَاكِرًا لِّأَنۡعُمِهِ ۚ اجۡتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾

وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گذار تھے۔اس نے انہیں چن لیا تھا،اوران کو سیدھے راستے تک پہنچادیا تھا۔

سورۃالنحل آیت نمبر121

حضرت یونس علیہ السلام کے لیے

فَاجۡتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٥٠﴾

پھران کے پروردگار نے انہیں منتخب فرمالیا،اورانہیں صالحین میں شامل کر دیا۔

سورۃالقلم آیت50

یکجائی طور پر دس پیغمبروں یعنی

1. حضرت زکریاعلیہ السلام
2. حضرت یحییٰ علیہ السلام

3. حضرت عیسیٰ علیہ السلام
4. حضرت ابراہیم علیہ السلام
5. حضرت اسحاق علیہ السلام
6. حضرت یعقوب علیہ السلام
7. حضرت موسیٰ علیہ السلام
8. حضرت ہارون علیہ السلام
9. حضرت اسماعیل علیہ السلام
10. حضرت ادریس علیہ السلام

کے ذکر کے بعد آیا ہے

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ

جن کو ہم نے ہدایت دی، اور) اپنے دین کے لیے) منتخب کیا۔

سورۃ مریم آیت نمبر 58

اور سورۃ الانعام میں 18 پیغمبروں کا تذکرہ کر کے فرمایا

وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ ۖ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾

اوران کے باپ دادوں، ان کی اولادوں اوران کے بھائیوں میں سے بھی بہت سے لوگوں کو۔ ہم نے ان سب کو منتخب کر کے راہ راست تک پہنچادیا تھا۔

سورۃ الانعام آیت نمبر 87

اور بھی آیات ہیں اختصار کی وجہ سے یہ درج کی ہیں۔

جواب نمبر 4

یہ کہنا کہ آئندہ رسول آئیں گے یہ مطلب رکھتا ہے کہ حضور ﷺ کے ذریعے خباثت اور طیب میں امتیاز نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾

جو اس رسول یعنی نبی امی کے پیچھے چلیں جس کا ذکر وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دے گا ، برائیوں سے روکے گا ، اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام قرار دے گا، اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے وہ

طوق اتار دے گا جو ان پر لدے ہوئے تھے۔ چنانچہ جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لائیں گے اس کی تعظیم کریں گے اس کی مدد کریں گے ، اور اس کے ساتھ جو نور اتارا گیا ہے اس کے پیچھے چلیں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔

سورۃ الاعراف آیت نمبر 157

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

اور کہو کہ : حق آن پہنچا، اور باطل مٹ گیا، اور یقیناً باطل ایسی ہی چیز ہے جو مٹنے والی ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت 81

پس حق اور باطل میں حضور ﷺ کے ذریعے امتیاز قائم ہو چکا ہے اس لیے اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

سورۃ المومنون آیت 51 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اس کا پورا پورا علم ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ آیت میں مضارع کا صیغہ ہے اور "رسل" جمع کا صیغہ ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی رسول آئیں گئے۔

جواب

سورۃ المؤمنون کے دوسرے رکوع سے اس آیت کریمہ تک انبیائے سابقین کا ذکر ہے۔ ان آیات میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتانا مقصود ہے کہ پاک اور نفیس اشیاء کا استعمال کرو۔ آگے فرمایا

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً

(سورۃ المومنون آیت نمبر 52)

یعنی اصول دین کا طریق کسی شریعت میں مختلف نہیں ہوا۔ انبیاء کرام تو اپنے امتوں کے لیے نمونہ بننے کے لئے رزق حلال وطیب اور اپنا کردار صالح اپنانے کا ارشاد ہو رہا ہے۔ اصل حکم امتوں کو دینا مقصود ہے۔

دوسرے رکوع میں تفصیل کے ساتھ سابق انبیاء کا ذکر ہے آخر میں آکر حضرت عیسی علیہ السلام کا ان الفاظ میں ذکر ملتا ہے۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾

اور مریم کے بیٹے) عیسی علیہ السلام) کو اور ان کی ماں کو ہم نے ایک نشانی بنایا، اور ان دونوں کو ایک ایسی بلندی پر پناہ دی جو ایک پر سکون جگہ تھی، اور جہاں صاف ستھرا پانی بہتا تھا۔

سورۃ المؤمنون آیت نمبر 50

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤاور نیک عمل کرو۔یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اس کا پورا پورا علم ہے۔

سورۃالمومنون آیت نمبر51

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿٥٢﴾

اور حقیقت یہ ہے کہ یہی تمہارا دین ہے، (سب کے لیے) ایک ہی دین، اور میں تمہارا پروردگار ہوں، اس لیے دل میں (صرف) میرا رعب رکھو۔

سورۃالمومنون آیت نمبر52

فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾

پھر ہوا یہ کہ لوگوں نے اپنے دین میں باہم پھوٹ ڈال کر فرقے بنا لیے، ہر گروہ نے اپنے خیال میں جو طریقہ اختیار کر لیا ہے، اسی پر مگن ہے۔

سورۃالمومنون آیت 53

یہ آیات اپنے مطلب صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ امر ہر ایک رسول کو اپنے وقت پر ہوتا رہا ہے۔خاص کر پچھلی آیت نے بالکل کھول دیا کہ یہ ذکر پہلی امتوں کا ہے جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ باوجود اس صراحت کے میں جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لیے خود رسول اللہ ﷺ کی حدیث پیش کر دیتا ہوں تاکہ حق اور واضح ہو جائے۔

حدیث

وَحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ ، حَدَّثَنِيعَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ ، فَقَالَ : { يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ { ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سوائے پاکیزگی کے کچھ قبول نہیں کرتا بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ہی حکم دیا ہے جو اس نے انبیاء کرام کو دیا تھا کہ اے رسولوں کھاؤ پاک چیزیں اور عمل صالح کرو اور ایسا ہی مسلمانوں کو فرمایا اللہ نے اے ایمان والوں کھاؤ پاک رزق سے جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے۔

(مسلم شریف کتاب البیوع، باب النسب وطلب الحلال، رقم 1015)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت کریمہ میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ پاک اور نفیس اشیاء استعمال کرو اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت جاری ہونے کا کوئی ذکر تک موجود نہیں ہے۔

سورۃالاحزاب آیت 53 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ

الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں) بلا اجازت) داخل نہ ہو، الا یہ کہ تمہیں کھانے پر آنے کی اجازت دے دی جائے، وہ بھی اس طرح کہ تم اس کھانے کی تیاری کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو، لیکن جب تمہیں دعوت دی جائے تو جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنی اپنی راہ لو، اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں ، اور اللہ حق بات میں کسی سے نہیں شرماتا اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ طریقہ تمہارے دلوں کو بھی اور ان کے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ ہوگا ۔ اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ ، اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو ۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔

سورۃ الاحزاب آیت 53

قادیانی کہتے ہیں کہ آیت میں رسول نکرہ ہے اس لئے آیت رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص نہیں بلکہ عام ہے۔ اب اگر حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا تو اس آیت کا قرآن میں ہونے کا کیا فائدہ اسے نکال دینا چاہیے۔

(خلاصہ قادیانی پاکٹ بک صفحہ 262)

جواب

رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول تھے۔ آپ ﷺ پر آیت نازل ہوئی ہے۔ صحابہ کرام کی جماعت مخاطب ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو رسول اللہ مانتے تھے۔ اللہ تعالی صحابہ کرام کو آداب رسول بتا رہا ہے کہ بغیر اجازت رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے گھر میں داخل نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ جب کھانے پر بلائیں تو کھانا کھا کر باتوں میں نہ لگ جائیں بلکہ کھانا کھاتے ہی اپنے گھر کی طرف لوٹ جائیں۔ جب بھی ازواج رسول ﷺ سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگیں۔ اور صحابہ اکرام کو ہرگز یہ مناسب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیں اور یہ بھی مناسب نہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کریں۔ چنانچہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد ایسا ہی عمل میں لایا گیا۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے شادی نہیں کی گئی۔ جیسے کہ آیت سے واضح ہے کہ رسول اللہ سے مراد محمد بن عبد اللہ ﷺ ہیں۔ پس اس آیت کو کسی آئندہ رسول کے لئے متعلق بھی قرار دینا سراسر تحریف فی القرآن ہے۔

اور پاکٹ بک کے مصنف صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ: رسول اللہ نکرہ ہے۔ مصنف کے جاھل، نادان اور علوم عربیہ سے نابلد ہونے کی دلیل ہے۔ خادم گجراتی صاحب کو یہ تک معلوم نہیں کہ لفظ الرسول یا النبی سے ہی خصوصیت نہیں ہوتی بلکہ اسم اضافت سے بھی معروفہ ہو جاتا ہے۔ اب دیکھیں کہ لفظ غلام نقرہ ہے مگر جب غلام زید کہا جائے گا تم معرفہ ہو جائے گا۔ اسی طرح آیت میں رسول کا لفظ مضاف ہے اور اللہ کا لفظ مضاف الیہ ہے۔ یعنی اللہ کا رسول اور اللہ کا لفظ معرفہ ہے پس یہاں لفظ رسول اللہ نقرہ نہیں معرفہ ہے۔ رسول اللہ کا لفظ معرفہ ہے اور یہاں بھی وہی رسول اللہ مراد ہے جس کا اس سورۃ میں کئی بار ذکر آچکا ہے۔

جیسے کہ

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو ،اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

سورۃ الاحزاب آیت 21

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾

اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں، جب انہوں نے) دشمن کے) لشکروں کو دیکھا تھا تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ : یہ وہی بات ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے کیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔ اور اس واقعے نے ان کے ایمان اور تابع داری کے جذبے میں اور اضافہ کر دیا تھا۔

سورۃ الاحزاب آیت 22

وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کی طلبگار ہو تو یقین جانو اللہ نے تم میں سے نیک خواتین کے لیے شاندار انعام تیار کر رکھا ہے۔

سورۃ الاحزاب آیت 29

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

(مسلمانو!) محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں،) ٣٥) اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے ۔

سورۃ الاحزاب آیت 40

اور وہی رسول اللہ مراد ہے جس کے متعلق کتب احادیث میں ہزار ہا مرتبہ یہ الفاظ آتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مجھے خطرہ ہے کہ آج کل کے قادیانی کہیں احادیث نبویہ کے بارے میں یہ نہ کہنا شروع کر دیں کہ کتب حدیث میں جہاں قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وارد ہوا ہے وہ خاص حضور ﷺ کی حدیث نہیں بلکہ لفظ "رسول اللہ" نقرہ ہے اور اس میں ہر رسول داخل ہے۔

اب رہا اعتراض کے اگر اب نبی پیدا نہیں ہو گا تو اس آیت کی کیا ضرورت ہے ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ آدم علیہ صلاۃ وسلام کے بے ماں باپ یا عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے کا ذکر قرآن سے نکال دیں کیونکہ اب کوئی اس طرح پیدا نہیں ہو گا۔

قرآن مجید میں یہ آیت باقی رکھنے کی ضرورت یہ تھی کہ عرب معاشرے میں امراء کی وفات پر ان کی ازواج سے شادی کرنا فضیلت میں شمار ہوتا تھا اور قرآن شریف نے سورۃ نور میں بیوہ سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن نے سری حکم دیا ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج سے نکاح نہ کیا جائے وہ آخر امہات المومنین ہیں۔

دوسری بات یہ آیت مبارکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اور فضیلت کا اظہار کرتی ہے جو کہے کہ اسے نکال دو وہ حضور ﷺ کی فضیلت کو مٹانے والا ہے۔

ویسے بھی مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

تحریف تغیر کرنا بندروں اور سؤروں کا کام ہے۔(خزائن جلد 8 صفحہ 291)

تحریف قرآن کا مشورہ دینے والے خادم گجراتی صاحب بتائیں کہ وہ ان میں سے کیا ہیں۔

سورۃ المومن آیت 34 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُم بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ مِن بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ﴿٣٤:سورۃ غافر﴾

اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) تمہارے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے تب بھی تم ان کی لائی ہوئی باتوں کے متعلق شک میں پڑے رہے۔ پھر جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ اب کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ ان تمام لوگوں کو گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے جو حد سے گذرے ہوئے، شکی ہوتے ہیں۔

سورۃ المؤمن آیت 34

قادیانی کہتے ہیں اس ایت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف پر نبوت ختم سمجھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا عقیدہ ہے اور جو نبوت کو بند سمجھے وہ کافر ہے۔

جواب

یہ ان لوگوں کا قول ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت پر ایمان نہ لائے تھے جیسا کہ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ انہوں نے از روئے کفر کہا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو چھٹکارہ ہوا (معاذ اللہ) اب خدا کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ یہ خدائی فیصلے کا ذکر نہیں ہے اور ان کا یہ قول اس لئے بھی غلط تھا کہ اس وقت خدا کے علم میں سلسلہ نبوت میں سیکڑوں نبی باقی تھے تو ان کفار کا اس وقت کا قول غلط ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت جب اللہ نے اپنے فیصلے سے محمد ﷺ کی نسبت خاتم النبیین فرمادیا اور محمد ﷺ نے بھی فرمادیا کہ نبوت ورسالت میرے بعد منقطع ہو چکی ہے (معاذ اللہ) یہ سب غلط ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ فرعون اور آل فرعون سلسلہ رسالت کے منکر تھے۔ بلکہ فرعون کی قوم تو اسے خدا سمجھتی تھی اور اللہ کی منکر تھی۔ پس جو رب العالمین کا انکار کرے وہ رسولوں اور نبیوں کا قائل کیسے ہو سکتا ہے۔

نیز حضرت یوسف علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے کبھی یہ وحی نہیں کی تھی کہ تو خاتم النبین ہے اور نہ حضرت یوسف علیہ السلام نے لا نبی بعدی کا کبھی دعویٰ کیا لیکن اس کے برعکس قرآن میں خدا کا قطعی فیصلہ اور حضرت محمد ﷺ کے صاف الفاظ احادیث میں موجود ہیں کہ آپ صلی اللہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ ہماری اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور یقین کامل سے جانتا اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم النبیین اور آن جناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ذیشان آسمانی: خزائن جلد 4 صفحہ 414)

رہی یہ بات کہ کفار کا عقیدہ ہے کہ نبوت بند ہے تو اس وجہ سے جو یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے تو جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت جاری ہے یعنی جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت جاری ہے وہ عیسائی ہے۔

ماھو جوابکم فھو جوابنا

سورۃ الجن آیت 7 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ﴿٧﴾

اور یہ کہ: جیسا گمان تم لوگوں کا تھا، انسانوں نے بھی یہی گمان کیا تھا کہ اللہ کسی کو بھی مرنے کے بعد دوسری زندگی نہیں دے گا۔

سورۃ الجن آیت 7

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کے کہ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے کفار انسان اور کفار جنات یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ نبوت بند ہے۔ اب بھی جو یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

جواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت میں بعثت انبیاء کا ذکر نہیں بلکہ کفار کے بقول قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کا انکار ہے۔ یعنی کفار کے بقول اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دوبارہ کسی کو کھڑا نہ کرے گا۔ اس آیت کی وضاحت دوسری جگہ موجود ہے۔

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧﴾

جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں کبھی دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دو: کیوں نہیں؟ میرے پروردگار کی قسم! تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا، پھر تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے کیا کچھ کیا تھا، اور یہ اللہ کے لیے معمولی سی بات ہے۔

سورۃ التغابن آیت 7

ثابت ہوا کہ ان کا انکار بعثت بعد الموت سے تھا۔

قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کے اب کوئی رسول نہیں آئے گا صرف اور صرف تحریف قرآن ہے اور کچھ بھی نہیں۔

دوسری بات اگر بالفرض محال اسے تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا تب بھی قادیانیوں کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ صرف کفار جنات اور کفار انسانوں کا ظن تھا (جو کہ غلط تھا) اللہ کا فیصلہ نہیں تھا۔ (اور اس کی تفصیلات میں نے "سورۃ المؤمن آیت 34 اور قادیانی تحریف کا جواب" میں عرض کر دی تھی وہاں دیکھی جاسکتی ہیں)

اب اگر قادیانی کہیں کہ یہ عقیدہ رکھنے والا کافر ہے تو

1. بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں۔ (روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 511)
2. بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ (روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 431)
3. اور ہاں جناب ﷺ کے اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 414)

قادیانیوں مرزا صاحب کو اس کفر سے بچا کر دکھادو۔

آخری بات یہ ہے کہ

جس وقت ان لوگوں نے کہا کہ اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا) بقول قادیانی مذہب) اس وقت نبوت جاری تھی اب نبوت ختم ہے۔ جب جاری تھی تو اس کو بند کہنے والا کافر تھا اب جب بند ہے تو اس کو جاری کہنے والا کافر ہے۔

سورۃ الصافات آیت 71 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٧١﴾

اور ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں، ان میں سے اکثر لوگ بھی گمراہ ہوئے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ ﴿٧٢﴾

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان کے درمیان خبر دار کرنے والے) پیغمبر) بھیجے تھے۔

(سورۃ الصافات آیت 71،72)

قادیانی کہتے ہیں کہ ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ جب لوگوں کی اکثریت گمراہ ہو جاتی تھی تو اللہ نبی بھیجتا تھا۔ اب بھی جب لوگوں کی اکثریت گمراہ ہو گی تو اللہ نبی بھیج دے گا۔

جواب

پہلے امتوں میں گمراہی کی پہلی وجہ یہ تھی کہ ان کے انبیاء کی تعلیمات محفوظ نہ رہیں۔ اس میں ترمیم واضافہ کر دیا گیا ہمارے نبی ﷺ کی تعلیمات الحمد للہ محفوظ ہیں اور محفوظ ہی رہیں گی ان شاء اللہ۔ جیسے کہ اللہ کا فرمان ہے

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾

حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

سورۃ الحجر آیت 9

اس لئے حضور صلی اللہ وسلم کی امت سابقہ امتوں کی طرح من حیث المجموع گمراہ نہیں ہو سکتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا تجتمع أمتي علي الضلالة

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 52، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد 1 صفحہ 224، تفسیر الرازی جلد 14 صفحہ 197)

یعنی میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔

اور دوسری وجہ پہلی متوں کے گمراہ ہونے کی یہ تھی کہ پہلے شریعتیں وقتی خاص خاص موقعوں کے لئے تھیں۔اسی لئے حالات کے مطابق نبی آتے رہے اور احکام نازل ہوتے رہے۔ مگر اسلام کامل اور مکمل ہے محمد ﷺ کی بعثت سے دین مکمل ہو گیا (اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا) اور قرآن میں اللہ نے تمام احکام کو بیان فرما دیا اور ان کی تفصیل احادیث میں مکمل طور پر آچکی اب کسی نئے حکم یا نبی کی کوئی ضرورت نہیں۔

باقی رہا اصلاح اور تبلیغ کا کام تو وہ صالحین امت اور علمائے دین کے سپرد ہے

وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٞ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

اور تمہارے درمیان ایک جماعت ایسی ہونی چاہئیے جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کی تلقین کریں، اور برائی سے روکیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

سورۃ آل عمران آیت 104

پس ثابت ہوا کہ اس امت میں اب کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لیے ان کے "نبی" اور "مسیح موعود" کا حوالہ بھی پیش کر دیتا ہوں۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ) حضور ﷺ سے قبل) توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں 40 کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالی نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا

(روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 339)

سورۃ المائدہ آیت 3 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗاۚ فَمَنِ ٱضۡطُرَّ فِي مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٖ لِّإِثۡمٖ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ﴿٣﴾

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا

سورۃ المائدہ آیت 3

قادیانی کہتے ہیں کہ دین جتنا کامل ہوتا ہے اللہ سے رابطہ اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ ہمارا دین سب سے کامل ہے اس وجہ سے ہمارا رابطہ سب سے زیادہ ہے اور سب سے زیادہ رابطہ نبوت ہوتا ہے لہذا امت میں نبوت جاری ہے۔

جواب

آیت کا وہ مطلب نہیں جو قادیانی حضرات نے بتایا ہے اگر آیت کا وہ مطلب مان لیا جائے جو قادیانی بتا رہے ہیں تو امت کے ہر فرد کو نبی ماننا ہو گا (جو کہ قادیانی نہیں مانتے)۔ کیونکہ اس امت کے ہر فرد کا دین تو ایک ہی ہے اسلام اور وہ دین کامل ہے۔ تو کیا ہر کوئی مرد، عورت، بچے وغیرہ نبی ہیں؟

جب کوئی چیز کامل اور تمام ہو جاتی ہے تو اس پر کسی جز کا اضافہ اور زیادتی ناممکن ہو جاتی ہے۔ لہذا اگر کسی نبی کا آنا مانا جائے تو یہ دین کے کامل اور تمام ہونے کے خلاف ہے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا. (اربعین نمبر 4 خزائن جلد 17 صفحہ 435)

اب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ فضول گفتگو نہیں فرماتا اللہ اس سے پاک ہے۔ اللہ جب بھی کسی کی طرف وحی فرمائے گا تو اس میں کچھ نہ کچھ امر اور نہی تو ضرور ہو گا جو کہ حضور ﷺ کے بعد ہونا اس آیت کے خلاف ہے۔

ہمارا اس آیت کا یہ معنی بیان کرنا اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ مجددین امت نے بھی اس کے یہی معنی کیے ہیں

هذا اكبر نعم الله تعالىٰ علىٰ هذه الامة حيث اكمل الله تعالىٰ دينهم فلا يحتاجون الى دين غيره ولا الى نبي غير نبيهم صلوة الله وسلامه عليه ولهذا جعله الله تعالىٰ خاتم الانبياء

یہ خدا کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے دین کامل کر دیا اور اب کسی نئے نبی اور جدید مذہب کی ضرورت نہیں رہی اور ہمارے رسول خاتم النبیین ﷺ بنا دیئے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 26)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر میں کیا لکھتے ہیں

قرآن شریف جیسے کہ آیت (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ) اور (وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ) میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح الفاظ میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 174)

عجیب بات ہے کہ "امت" اس آیت سے اجراء نبوت ثابت کر رہی ہے اور "نبی" اسی آیت سے ختم نبوت ثابت کر رہا ہے۔

سورۃ جمعہ آیت 3اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے،) (اور) یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں (ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آکر نہیں ملے۔ اور وہ بڑے اقتدار والا ، بڑی حکمت والا ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کے رسول اللہ ﷺ کی دو بعثتیں مقرر تھی ﴿پاکٹ بک خادم گجراتی صفحہ 361﴾

یعنی ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ عرب میں پیدا ہوئے اور ایک دفعہ اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے آنا تھا اور وہ مرزا قادیانی کی شکل میں آئے (معاذاللہ)

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر نے اپنی کتاب کلمہ الفصل میں لکھا ہے کہ

قادیان میں اللہ نے پھر محمد ﷺ کو تارا تا اپنا وعدہ پورا کرے ﴿کلمۃ الفصل صفحہ 105﴾

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ محمد ﷺ قادیان میں دوبارہ پیدا ہوئے مرزا قادیانی کی شکل میں تو وہ شخص بغیر کسی شک کے گستاخ رسول ہے۔ یہ عقیدہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے۔

دوسری بات آیت کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں پیدا ہوں گے۔

اس آیت کا مطلب مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ

خدا وہ ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ پہلے وہ صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے کی بھی تربیت کرے گا جو انہی میں سے ہوں جاویں گے

گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾

یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ کرام کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہو گا اور جیسے نبی ﷺ نے صحابہ کرام کی تربیت فرمائی اسی طرح آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے

﴿آئینہ کمالات اسلام: : روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 208, 209﴾

مرزا قادیانی کی تحریر سے واضح ہے کہ اس آیت کا مطلب اس کے نزدیک یہ ہے کہ ایک گروہ آخری زمانہ میں پیدا ہوگا جس کی تربیت باطنی طور پر رسول اللہ صلی اللہ وسلم فرمائیں گے نا یہ کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں پیدا ہوں گے۔

ویسے بھی مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ فوت شدہ نبی دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا

1. ہر یک مسلمان کو یہ ماننا پڑے گا کے فوت شدہ نبی ہر گز دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا ﴿ازالہ اوہام::روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459﴾
2. حضرت عیسی علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آسکتے کیونکہ وہ وفات پا گئے ﴿ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم::روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 406﴾

مرزا قادیانی کی ان دونوں تحریروں کے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک فوت شدہ نبی دوبارہ نہیں آسکتا تو قادیانیوں کا اس آیت کا یہ معنی کرنا کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے مرزا قادیانی کی تحریروں سے غلط ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر 2

اس آیت کا اصل مطلب اور تفسیر یہ ہے کہ

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ عطف على الْأُمِّيِّينَ، أو المنصوب في يُعَلِّمُهُمْ وهم الذين جاءوا بعد الصحابة إلى يوم الدين، فإن دعوته وتعليمه يعم الجميع

آخرین کا عطف امیین یا یعلمهم کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا کہ آپ ﷺ کی تعلیم و دعوت صحابہ کرام اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لیے ہے۔

﴿تفسیر بیضاوی جلد 5 صفحہ 211﴾

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مبعوث تو عرب کے لوگوں میں ہوئے لیکن نبی اور رسول اور برحق اور ہادی قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے ہیں جیسے قرآن شریف نے بھی بیان فرمایا

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

(اے رسول! ان سے) کہو کہ: "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں

خلاصہ

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ

آیت کا مطلب ہے رسول اللہ ﷺ جس دور میں اور جس علاقہ میں مبعوث ہوئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت صرف اس دور یا اس علاقہ تک محدود نہیں رسول اللہ ﷺ قیامت تک پیدا ہونے والے ہر فرد کے نبی ہیں۔

حضور ﷺ کی بعثت ثانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیاقرآن مجید میں کہیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے ؟

ایک قادیانی مربی نے مولانا ابو محمد احمد بھائی کی حیات مسیح علیہ السلام پر لکھی گئی تحریر کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر موجود ہے۔اور اپنے اس دعویٰ پر قرآن مجید کی دو آیات بھی پیش کی ہیں۔آج مربی صاحب کے اس دعوے کی حقیقت آپ کے سامنے کھولتے ہیں۔

آیات

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾

(سورۃ جمعہ آیت 2،3)

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے، اور) یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آکر نہیں ملے۔اور وہ بڑے اقتدار والا، بڑی حکمت والا ہے۔

مربی صاحب نے یہ آیات پیش کی ہیں اور کہا ہے کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دنیا میں دوبارہ بعثت ہو گی۔

قارئین محترم آپ آیات کو بار بار پڑھیں ان آیات میں کہیں یہ الفاظ موجود نہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں مبعوث ہوں گے۔ بلکہ ان آیات میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف اپنے دور کے لوگوں کے لیے ہی رسول نہیں ہیں بلکہ آپ اپنے بعد آنے والوں کے لیے بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ سے مراد صحابہ کے بعد آنے والے لوگ ہیں یعنی تابعین یا اس سے مراد قیامت تک آنے والے سب لوگ ہیں۔(تفسیر مدارک جلد 3 صفحہ 864)

ایک اور قول بھی ملتا ہے کہ الۡاُمِّیّٖنَ سے مراد عرب ہیں اور وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ سے مراد عجمی ہیں۔(مدارک جلد 3 صفحہ 864)

تفسیر بیضاوی میں ہے

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ عطف على الْأُمِّيِّينَ، أو المنصوب في يُعَلِّمُهُمُ وهم الذين جاءوا بعد الصحابة إلى يوم الدين، فإن دعوته وتعليمه يعم الجميع

آخرین کا عطف الۡاُمِّیّٖنَ یا یُعَلِّمُھُمُ کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا کہ آپ ﷺ کی تعلیم ودعوت صحابہ کرام اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لیے ہے۔﴿تفسیر بیضاوی جلد 5 صفحہ 211﴾

مختصر یہ کہ آیت کی تفسیر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے لیے ہی مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ کی نبوت عام ہے یعنی آپ عرب وعجم اور قیامت تک آنے والے ہر فرد کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ان آیات کی تفسیر قرآن مجید کی دوسری آیات بھی کرتی ہیں جیسے سورۃ الاعراف میں ہے

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (سورۃ الاعراف آیت 158)

(اے رسول! ان سے) کہو کہ : اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

اور سورۃ الانبیاء میں ہے

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اسی طرح الفرقان میں ہے

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ﴿١﴾

بڑی شان ہے اس ذات کی جس نے اپنے بندے پر حق و باطل کا فیصلہ کر دینے والی یہ کتاب نازل کی، تاکہ وہ دنیا جہان کے لوگوں کو خبر دار کر دے۔

سباء میں فرمایا

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لیے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری بھی سنائے، اور خبر دار بھی کرے، لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں۔

یہ سب آیات سورۃ جمعہ والی ایک کی تفسیر بیان کر رہی ہیں۔ قرآن مجید کی یہ شان ہے کہ اپنا معنی خد بیان کرتا ہے۔ ہم نے قرآن کی تفسیر قرآن سے بیان کر کے بتایا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کی نبوت قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ہے۔ اس کے بعد قادیانی مربی صاحب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ جو تفسیر ان آیات کی انہوں نے کی ہے اس کی کوئی نظیر پیش کریں کیونکہ یہ اصول ہے کہ

سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی (روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 95)

مربی صاحب آپ نے جو تفسیر کی ہے کہ اس آیت (جمعہ 3) کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم دوبارہ دنیا میں مبعوث ہوں گے اس تفسیر کی کوئی نظیر پیش کریں نہیں تو آپ کے مرزا صاحب کی اصول کے مطابق آپ کی یہ من گھڑت تفسیر کابل قبول نہیں۔ ویسے اصولی طور پر تو آپ کو چاہیے کہ جس طرح ہم نے قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے پیش کی ہے اسی طرح آپ بھی پہلے اپنی اس من گھڑت تفسیر کو قرآن مجید سے ثابت کریں لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ ایسا نہیں کر سکیں گے کیونکہ جھوٹ کی کوئی نظیر نہیں ہوتی اس لیے ہم آپ کو کھلا

میدان دیتے ہیں 1400 سال میں سے کسی ایک متفقہ مفسیر سے یہ دکھادیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں مبعوث ہوں گے۔

لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

مربی صاحب نے جس بنیاد پر عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی ہے یعنی یہ عقیدہ کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں مبعوث ہوں گے یہ بنیاد ہی درست نہیں ہے اور اس عقیدہ کا ثابت کرنے کی کوشش میں مربی صاحب نے قرآن میں تحریر معنوی کا ارتکاب کر دیا ہے۔

اس کے بعد مربی صاحب نے لکھا ہے

"پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر بعثتِ ثانی سے مراد جسم سمیت دوبارہ آنا ہوتا تو بحثیت مسلمان ہم بدرجہ اولیٰ یہ خواہش کرتے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سیّد الانبیاء خیر الوریٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنفسِ نفیس دوبارہ مبعوث ہوں نہ کہ ایک ادنیٰ درجے کے نبی عیسٰیؑ مبعوث ہوں۔ تعجب ہے کہ ایک طرف آپ محبّانِ رسولؐ اور عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ہونے کے نعرے لگاتے ہیں دوسری طرف اپنے ہی نبیؐ سے غدّاری بھی کرتے ہیں کہ انکی بعثتِ ثانیہ کی بجائے بنی اسرائیل سے اُدھارا نبی مبعوث کروانے کی خواہش رکھتے ہیں!!! یہ حُبِّ محمدؐی نہیں بلکہ بُغض احمدیّت ہے"

اس جملے میں حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے، یہ سبق مربی صاحب نے مرزا قادیانی سے لیا ہے وہ بھی اپنی ساری زندگی حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں توہین کرتا رہا اس لیے اب اس کذاب کی امت مسیح علیہ السلام کی توہین کو ایک چھوٹی بات سمجھتی ہے۔

تو مربی صاحب ہم مسلمان تو یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ اس دنیا میں مبعوث ہوں گے مگر آپ لوگوں یعنی قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں (پاکٹ بک خادم گجراتی صفحہ 361)

لیکن آپ کس طرح رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ مانتے ہیں کلمہ الفضل سے دیکھ لیں۔

قادیان میں اللہ نے پھر محمد ﷺ کو اتارہ ﴿یعنی مرزا قادیانی کو اتارہ﴾ تا اپنا وعدہ پورا کرے (کلمہ الفضل صفحہ 105) معاذ اللہ

اگر آپ مسلمان ہوتے تو آپ کی "بدرجہ اولیٰ یہ خواہش ہوتی کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ بنفس نفیس دوبارہ بعثت ہوں مگر آپ نے ایک ادنیٰ درجے کے شرابی (اخبار پیغام صلح 4 مارچ 1935) وزانی (اخبار الفضل 31 اگست 1938) آدمی کو محمد مصطفیٰ ﷺ مان لیا (معاذ اللہ) اور یہ عقیدہ رکھ لیا کہ محمد ﷺ کو دوبارہ قادیان میں اتارا گیا ہے (معاذ اللہ)

اب آپ کے الفاظ ہی آپ کو ہم واپس کرتے ہیں

"تعجب ہے کہ ایک طرف آپ محبّانِ رسولؐ اور عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ہونے کے نعرے لگاتے ہیں دوسری طرف اپنے ہی نبیؐ سے غدّاری بھی کرتے ہیں کہ انکی بعثت ثانیہ کی بجائے قادیان کے مراق کے مریض (ملفوظات احمدیہ جلد 5 صفحہ 33) کو نبی مبعوث کروانے کی خواہش رکھتے ہیں یہ حب محمدی نہیں بلکہ بغض محمدی ہے"

اجراء نبوت اور احادیث میں قادیانی تحریفات کے جوابات

وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا روایت اور قادیانی دجل کا جواب

روایت

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا، وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ الْقِبْطُ، وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ.

جب رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہو گیا، تو آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اور فرمایا: جنت میں ان کے لیے ایک دایہ ہے، اور اگر وہ زندہ رہتے تو صدیق اور نبی ہوتے، اور ان کے ننہال کے قبطی آزاد ہو جاتے، اور کوئی بھی قبطی غلام نہ بنایا جاتا۔(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1511)

قادیانی کہتے ہیں کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر حضرت ابراہیم فوت نہ ہوتے تو نبی بن جاتے اس لئے امت میں نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر1

قادیانیوں نے یہ جو روایت پیش کی ہے یہ ضعیف ہے۔اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام ابراہیم بن عثمان ہے وہ ضعیف اور متروک الحدیث ہے اس کے بارے میں نسائی نے متروک الحدیث، ابن معین نے لیس بثقۃ، احمد نے ضعیف، قسطلانی نے ضعیف، ابوداؤد نے ضعیف، ترمذی نے منکر الحدیث، دولابی نے متروک الحدیث، ابو حاتم نے ضعیف الحدیث اور متروک الحدیث، امام صالح نے ضعیف اور ابو علی نیشاپوری نے لیس بقوی لکھا ہے (اور بھی بہت سے محدثین کے اقوال ہیں) اور اس روایت پر محدثین نے کلام کیا ہے۔

(روح المعانی جلد 11 صفحہ 211 { دار الکتب العلمیۃ بیروت}، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری جلد 9 صفحہ 113، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد 10 صفحہ 495,496، لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح جلد 9 صفحہ 315، مصباح الزجاجۃ جلد 2 صفحہ 33، المقاصد الحسنۃ جلد 1 صفحہ 548، المطالب العالیۃ جلد 5 صفحہ 411، الهدایۃ فی تخریج احادیث البدایۃ جلد 4 صفحہ 373، جامع الاحادیث جلد 9 صفحہ 242، الدرر السنیۃ جلد 10 صفحہ 93، تهذیب التهذیب جلد 1 صفحہ 77،76)

بعض قادیانی کہتے ہیں کہ اس روایت کی شہاب علی بیضاوی اور موضوعات میں ملا علی قاری نے تصحیح کی ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ

محدثین کا اصول ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہو گئی پس بعض محدثین کی تصریح جرح کو دفع نہیں کر سکتی

جیسے فرمایا

لا يخفي أن الجرح مقدم علي التعديل كما في النخبة فلا يدفعه تصحيح بعض المحدثين (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح جلد 2 صفحه 450)

لا يخفي أن الجرح مقدم علي التعديل(شرح سنن ابن ماجه للسيوطی جلد 1 صفحه 39 ،عون المعبود وحاشيه ابن القيم جلد 1 صفحه 74)

اب جو قادیانیوں نے یہ کہا کہ شہاب علی البیضاوی وغیرہ میں روایت کی تصحیح موجود ہے تو اول تو وہ نقاد حدیث سے نہیں ہیں دوم محدثین کے اصول کے مطابق ملا علی قاری وغیرہ کی تصحیح قابل حجت نہیں۔ مولا علی قاری جہاں اس کو صحیح قرار دیتے ہیں پہلے خود مانتے ہیں کہ امام نووی، ابن حجر اور ابن عبدالبر نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

بعض کم علم قادیانی کہتے ہیں کہ یہ روایت ابن ماجہ میں آئی ہے اور ابن ماجہ صحاح ستہ میں ہے اس لیے یہ روایت صحیح ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

ابن ماجہ تو بعد کے درجے کی کتاب ہے آپ کے مرزا صاحب تو صحیح مسلم کی حدیث کو بھی ضعیف کہتے ہیں

"یہ حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے"(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 210)

ہم محدثین کے اقوال پیش کر کے ایک ضعیف روایت کو ضعیف کہیں تو آپ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ صحاح ستہ میں موجود کتاب کی روایت کو ضعیف کیوں کہتے ہو لیکن جب آپ کے مرزا صاحب صحیح مسلم کی صحیح روایت کو محدثین کے اقوال پیش کئے بغیر ضعیف کہتے ہیں تو ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔

جواب نمبر 2

قادیانی حضرات نے جو روایت پیش کی ہے اس سے پہلے ایک صحیح روایت موجود ہے جو قادیانیوں کے عقیدہ اجراء نبوت کو غلط ثابت کرتی ہے

حدیث

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيل بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، قَالَ : قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى : رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ ، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ابراہیم بچپن ہی میں انتقال کر گئے، اور اگر نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی کا نبی ہونا مقدر ہوتا تو آپ کے بیٹے زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے(. سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1510، صحیح بخاری حدیث نمبر 6194)

اگر قادیانی دیانت سے کام لیتے تو وہ ایک ضعیف اور متروک الحدیث راوی کی روایت نہ لیتے بلکہ صحیح بخاری کی صحیح روایت لے لیتے۔

جواب نمبر3

قادیانیوں نے جو یہ روایت پیش کی ہے اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی یہ جراء نبوت ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ قادیانیوں نے یہ جو روایت پیش کی ہے اس میں "لو" آیا ہے۔اور حرف "لو" اس جگہ استعمال ہوتا ہے جس جگہ یہ معنی ہو کے یہ کام ممکن نہیں ہے یعنی نہیں ہو سکتا لیکن بطور مثال بیان کیا گیا ہوں۔

جیسے قرآن شریف میں ارشاد ہے

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾

اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو دونوں درہم برہم ہو جاتے۔لہذا عرش کا مالک اللہ ان باتوں سے بالکل پاک ہے جو یہ لوگ بنایا کرتے ہیں۔(سورۃ انبیاء آیت نمبر 22)

اس آیت میں بھی لفظ "لو" استعمال کیا گیا ہے۔

آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اگر زمین و آسماں میں اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا ہوتے تو اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

جس طرح اس آیت کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کے علاوہ اور بھی خدا ہو سکتے ہیں اسی طرح روایت کو دیکھ کر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے۔

ابوبکر خير الناس الا ان يكون نبي روایت اور قادیانی دجل کا جواب

روایت

حدثنا محمد بن احمد بن هارون قال حدثنا احمد بن الهيثم قال حدثنا اسماعيل بن زياد الايلي قال حدثنا عمر يونس عن عكرمة بن عمار عن اياس بن سلمة قال حدثني ابي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أبوبكر خير الناس الا ان يكون نبي

ابو بکر تمام لوگوں سے افضل ہیں مگر یہ کہ کوئی نبی ہو

قادیانی کہتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہے کہ نبوت جاری ہے

جواب نمبر1

قادیانیوں نے یہ روایت طبری اور کنز العمال وغیرہ سے پیش کی ہے۔لیکن ان کتب میں اس روایت کی سند موجود نہیں ہے۔اس روایت کی سند ابواحمد بن عدی الجرجانی (المتوفی 365ھ) کی کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال میں موجود ہے۔

سند

حدثنا (1)محمد بن احمد بن ہارون قال حدثنا (2)احمد بن الهيثم قال حدثنا (3)اسماعيل بن زياد الايلى قال حدثنا عمر يونس عن عكرمة بن عمار عن اياس بن سلمة قال حدثني ابي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أبوبكر خير الناس الا ان يكون نبي

(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد 6 صفحہ 484)

اس کی سند میں پہلا راوی ہے محمد بن احمد بن ہارون میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ اس پر حدیث ایجاد کرنے کا الزام ہے

(میزان الاعتدال جلد 6 صفحہ 76 اردو ترجمہ, میزان الاعتدال جلد 3 صفحہ 459 عربی)

اس سند میں دوسرا راوی ہے احمد بن الھیثم جو بشر بن عبدالوہاب کے نام سے مشہور ہے میزان الاعتدال میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے مسلسل عید والی روایت ایجاد کی ہے

(میزان اعتدال جلد 2 صفحہ 65 اردو ترجمہ, میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 320 عربی, مصباح الاريب في تقريب الرواة جلد 1 صفحہ 245)

امام ذھبی کی کتاب المغنی فی الضعفاء میں لکھا ہے کہ مسلسل عید والے روایت اس نے ایجاد کی ہے

(المغنی فی الضعفاء جلد 1 صفحہ 106, الکشف الحثیث جلد 1 صفحہ 76)

اس سند کا تیسرا راوی اسماعیل بن زیاد ہے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے (یعنی راوی مجہول ہے)

(میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 313,314)

امام ابن ابی حاتم نے اسے مجہول لکھا ہے

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم جلد 2 صفحہ 170)

تو مختصر یہ کہ روایت شدید ضعیف ہے

جواب نمبر 2

قادیانیوں نے جو روایت پیش کی ہے محدثین نے اس کو لکھنے کے بعد لکھا ہے

هذا الحديث احد ما انكر

یہ روایت ان میں سے ایک ہے جس پر انکار کیا گیا ہے

(کنز العمال جلد 11 صفحہ 549 رقم 32578

المداوی العلل الجامع الصغیر وشرحی المناوی جلد 1 صفحہ 96)

یعنی یہ منکر روایت ہے

شیخ البانی نے اس روایت کو موضوع کہا ہے

(سلسلہ احادیث ضعیف اور موضوع جلد 4 صفحہ 170)

جواب نمبر3

اگراس روایت کو صحیح بھی مان لیاجائے پھر بھی قادیانی اس سے اجراء نبوت ثابت نہیں کر سکتے

روایت میں الناس سے مراد صرف عام لوگ ہیں نبی مراد نہیں ہیں۔اگرالناس میں انبیاء علیہم السلام کو بھی لیاجائے توحضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے لیے خیر الناس کہنادرست نہیں ہو گا۔آسان الفاظ میں اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام لوگوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں۔

میں نے یہ جو معنی پیش کیے ہے اس پر دلیل کے طور پر اسی کتاب میں سے دواحادیث پیش کرتاہوں

حدیث نمبر1

انبیاء کے علاوہ سورج طلوع اور غروب نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جوابو بکر سے بہتر ہو

(یعنی حضرت ابو بکر صدیق سب سے افضل ہیں)

(کنزالعمال جلد11صفحہ 557رقم32622

کنزالعمال جلد11صفحہ546رقم32564)

حدیث نمبر2

ابو بکر و عمر اولین وآخریں میں بہتر ہیں اور آسمان وزمین والوں میں بہتر ہیں سوائے انبیاء ومر سلین کے

(کنزالعمال جلد11صفحہ560رقم32645)

ان دونوں روایات سے معلوم ہوتاہے کہ قادیانیوں نے جو روایت پیش کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ علیہ انبیاء ومر سلین کے بعد سب سے افضل ہیں۔

"اجعلني نبي تلك الأمة" روایت اور قادیانی دجل کا جواب

روایت

ثنا أَبُو أَيُّوبَ الْخَبَائِرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْشِي ذَاتَ يَوْمٍ فِي طَرِيقٍ، فَنَادَاهُ الْجَبَّارُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا مُوسَى فَالْتَفَتَ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ أَحَدًا، ثُمَّ نَادَاهُ الثَّانِيَةَ: يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ، فَالْتَفَتَ يَمِينًا، وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ أَحَدًا، فَارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُ، ثُمَّ نُودِيَ الثَّالِثَةَ: يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ، إِنِّي أَنَا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا. فَقَالَ: لَبَّيْكَ، وَخَرَّ لِلَّهِ سَاجِدًا. فَقَالَ: ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا مُوسَى، إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ تَسْكُنَ فِي ظِلِّ عَرْشِي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي. يَا مُوسَى، فَكُنْ لِلْيَتِيمِ كَالْأَبِ الرَّحِيمِ، وَكُنْ لِلْأَرْمَلَةِ كَالزَّوْجِ الْعَطُوفِ. يَا مُوسَى، ارْحَمْ تُرْحَمْ. يَا مُوسَى، كَمَا تَدِينُ تُدَانُ. يَا مُوسَى، نَبِّئْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ لَقِيَنِي وَهُوَ جَاحِدٌ لِمُحَمَّدٍ أَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَلَوْ كَانَ خَلِيلِي إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى كَلِيمِي. فَقَالَ: إِلَهِي وَمَنْ أَحْمَدُ؟ فَقَالَ: يَا مُوسَى، وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ

مِنْهُ، كَتَبْتُ اسْمَهُ مَعَ اسْمِي فِي الْعَرْشِ قَبْلَ أَنْ أَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ بِأَلْفَيْ أَلْفِ سَنَةٍ. وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، إِنَّ الْجَنَّةَ لَمُحَرَّمَةٌ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِي حَتَّى يَدْخُلَهَا مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ. قَالَ مُوسَى: وَمَنْ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ؟ قَالَ: أُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ، يَحْمَدُونَ صُعُودًا وَهُبُوطًا وَعَلَى كُلِّ حَالٍ، يَشُدُّونَ أَوْسَاطَهُمْ، وَيُطَهِّرُونَ أَطْرَافَهُمْ، صَائِمُونَ بِالنَّهَارِ، رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ، أَقْبَلُ مِنْهُمُ الْيَسِيرَ، وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بِشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ: إِلَهِي اجْعَلْنِي نَبِيَّ تِلْكَ الْأُمَّةِ. قَالَ: نَبِيُّهَا مِنْهُمْ. قَالَ: اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةِ ذَلِكَ النَّبِيِّ. قَالَ: اسْتَقْدَمْتَ وَاسْتَأْخَرُوا يَا مُوسَى، وَلَكِنْ يَا مُوسَى سَأَجْمَعُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فِي دَارِ الْجَلَالِ"

قادیانی روایت کے آخری الفاظ

إِلَهِي اجْعَلْنِي نَبِيَّ تِلْكَ الْأُمَّةِ. قَالَ: نَبِيُّهَا مِنْهُمْ.

پیش کر کے کہتے ہیں دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے خواہش کی کہ مجھے امت محمدیہ کا نبی بنادیا جائے تو جواب ملا اس امت کا نبی اس میں سے ہوگا۔اس سے ثابت ہوا امت محمدیہ میں ایک نبی پیدا ہوگا۔

جواب نمبر1

قادیانی امام جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ علیہ کی کتاب خصائص کبریٰ کا حوالہ دیتے ہیں لیکن اس کتاب میں روایت کی سند موجود نہیں ہے۔اس روایت کی سند امام ابو بکر بن ابی عاصم کی کتاب "السنۃ" میں موجود ہے۔(السنۃ صفحہ 305،306)

سند

ثنا أَبُو أَيُّوبَ الْخَبَائِرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ

(السنۃ صفحہ 305)

اس سند کا پہلا راوی ابوایوب الجبائری ہے

1. ابن الجنید کہتے ہیں "كان يكذب "
2. امام رازی کہتے ہیں "متروك الاحاديث "
3. امام نسائی کہتے ہیں "ليس بشئ "
4. امام ابن عدی کہتے ہیں "له احاديث منكرة"
5. امام الازدي کہتے ہیں "معروف بالكذب"

(الضعفاء والمتروکون لابن الجوزي جلد2 صفحہ 20 رقم 1527)

اس سند کا دوسرا راوی ہے سعید بن موسی الازدی

امام الذھبی اور ابن حجر العسقلانی کہتے ہیں "اتهمه ابن حبان بالوضع"

امام ابن حجر العسقلانی تو اس روایت کو جو قادیانیوں نے پیش کی ہے اسے "موضوع" بھی کہتے ہیں۔
(میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 159 ,لسان المیزان جلد 4 صفحہ 77)
کتاب السنۃ پر علامہ ناصر الدین البانی صاحب کی تحقیق بھی ہے وہ اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں
إسناده ضعيف جدا بل موضوع
(السنۃ صفحہ 306)

جواب نمبر 2

قادیانیوں نے جو روایت پیش کی ہے اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے پھر بھی قادیانیوں کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ روایت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امت محمدیہ کے فضائل سن کر خواہش ظاہر کی کہ اللہ مجھے اس فضیلت والی امت کا نبی بنادے اللہ نے فرمایا کہ اس کا نبی اس میں سے ہو گا یعنی محمد ﷺ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش کی کہ مجھے اس شان اور فضیلت والے نبی محمد ﷺ کا امتی بنادے روایت کے مطابق اللہ نے فرمایا آپ کا وقت پہلے ہے ان کا وقت بعد میں یعنی آپ ان سے پہلے ہوئے ہیں وہ آپ بعد میں ہوں گے۔

اگر قادیانی اب بھی کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا فرمان ہے تو ذرا جواب دیں کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے۔(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 300)
اس روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا امتی بنادیا جائے لیکن ان کی بات قبول نہیں کی گئی۔ مرزا صاحب کہتے ہیں ہر نبی جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے امتی ہیں۔ مرزا صاحب کا یہ قول اس روایت کے خلاف ہے اگر یہ روایت آپ کے نزدیک صحیح اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی حدیث ہے تو مرزا صاحب کے بارے میں کیا کہیں گے؟

درود شریف اور قادیانی دجل کا جواب

قادیانی کہتے ہیں کہ ہم درود شریف میں آل محمد ﷺ کے لئے اس طرح کی رحمت اور برکت کی دعا مانگتے ہیں جس طرح کی رحمت اور برکت اللہ نے آل ابرہیم علیہ السلام پر کی تھی۔ اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر نبوت کی رحمت اور برکت ہوئی اس لیے اس امت میں بھی نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر 1

درود شریف میں جس رحمت اور برکت کا ذکر ہے اس سے کثرت اولاد اور بقائے نسل مراد ہے۔ جیسا کہ سورۃ ہود آیت 73 سے معلوم ہوتا ہے
حضرت سارا علیھا السلام کو اولاد کی بشارت دی گئی انہوں نے تعجب کیا کہ اس عمر میں اولاد ہو گی تو فرمایا گیا

قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿سورة هود: ٧٣﴾

فرشتوں نے کہا: "کیا آپ اللہ کے حکم پر تعجب کر رہی ہیں؟ آپ جیسے مقدس گھرانے پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہی برکتیں ہیں۔ بیشک وہ ہر تعریف کا مستحق، بڑی شان والا ہے۔

آیت سے واضح ہوتا ہے کہ رحمت اور برکت سے مراد رحمت اور برکت والی اولاد ہے نہ کہ نبوت۔

جواب نمبر 2

اگر قادیانیوں کا کیا ہوا معنی مان لیا جائے تو یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین ہو گی۔

قادیانیوں کا ترجمہ ہے کہ

یا اللہ محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت بھیجی۔۔۔۔۔

اے اللہ تو محمد ﷺ اور ان کی آل کو برکت دے جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو برکت دی۔۔۔۔

(رحمت اور برکت سے مراد ہے نبوت)

(تعلیمی پاکٹ بک صفحہ 126)

یعنی قادیانی رسول اللہ ﷺ کے لیے اس طرح کی نبوت مانگ رہے ہیں جس طرح کی نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت تو وہ ہے جو قیامت تک رہے گی وہ نبوت جو مکمل ہے۔ قادیانی اس اعلیٰ اور مکمل نبوت کے بدلے میں ایسی نبوت حضور ﷺ جو کہ خیر رسل ہیں کے لیے مانگ رہے ہیں جو ایک خاص مدت تک ہو۔ جس کے احکام ایک خاص مدت تک ہوں بعد میں منسوخ ہو جائیں۔ قادیانی اپنے روحانی اباواجداد یعنی یہود کی طرح اعلیٰ چیز کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز طلب کر رہے ہیں

قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ

کہا: " جو بہتر تھی کیا تم اس کو ایسی چیزوں سے بدلنا چاہتے ہو جو گھٹیا درجے کی ہیں؟

(سورۃ البقرہ آیت 61)

جواب نمبر 3

اگر قادیانیوں کا کیا ہوا معنی مان بھی لیا جائے اور اس بات کو بھی ایک لمحے کے لیے چھوڑ دیا جائے کہ اس معنی سے رسول اللہ ﷺ کی توہین ہوتی ہے پھر بھی قادیانی مرزا قادیانی کو نبی ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ درود شریف میں ہے "کما صلیت علی ابراھیم" حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل میں تو حقیقی نبوت تھی مرزا صاحب کو تو ظلی بروزی نبوت ملی قادیانی عقیدہ کے مطابق۔ اور اس طرح کی ظلی بروزی نبوت تو حضور علیہ السلام سے پہلے موجود ہی نہیں تھی (کلمہ الفصل صفحہ 112)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل میں تو اس صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی بھی موجود تھے۔ اگر قادیانی معنی مان لیا جائے تو صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبوت بھی جاری ماننی ہو گئی اور یہ قادیانی عقیدے کے بھی خلاف ہے۔

قادیانیوں سے ایک سوال

اگر درود شریف میں نبوت طلب کرنے کی دعا ہے تو محمد ﷺ نبی ہونے کے باوجود اپنے لئے نبوت طلب کرتے رہے؟

صحابہ کرام، تابعین اور آج تک کے مسلمان اپنے نبی ﷺ کے لیے ان ﷺ کے نبی ہونے کے باوجود نبوت کی دعا کرتے رہے ہیں؟

قادیانی عقیدے کے مطابق مرزا قادیانی نبی تھا تو کیا قادیانی اور مرزا قادیانی خود اپنے عقیدے کے مطابق نبی ہونے کے باوجود نبوت کی دعا کرتا رہا؟

قولوا خاتم النبيين ولا تقولوا لا نبي بعده روایت اور قادیانی دجل کا جواب

روایت

حدثنا حسين بن محمد قال حدثنا جرير بن حازم عن عائشة قالت قولوا خاتم النبيين ولا تقولوا لا نبي بعده

قادیانی کہتے ہیں اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدہ درست نہیں ہے۔

جواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ روایت جو قادیانیوں نے پیش کی ہے وہ منقطع ہے۔

سند میں جریر بن حازم روایت کر رہے ہیں امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اور امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا تقریباً 58 ہجری میں اور جریر بن حازم پیدا ہوئے تقریباً 90 ہجری میں (. تہذیب التہذیب جلد 1 صفحہ 195)

تو جریر بن حازم امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تقریباً 30 سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی صاحب لکھتے ہیں

دوسری کتب حدیث (بخاری اور مسلم کے علاوہ) صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہوں گے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ احادیث کے مخالف نہ ہوں۔ (روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 60)

قادیانیوں نے جو یہ روایت پیش کی ہے یہ بخاری اور مسلم کے خلاف ہے

صحیح بخاری میں لا نبی بعدی کے الفاظ دو احادیث میں آئے ہیں

1. رقم الحدیث 3455
2. رقم الحدیث 6194

صحیح مسلم میں بھی لا نبی بعدی کے الفاظ دو احادیث میں آئے ہیں

1. رقم الحدیث 1842
2. رقم الحدیث 2404

اس لیے قادیانیوں کے اصول کے مطابق بھی یہ روایت صحیح نہیں ہے

امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ علیہا سے ختم نبوت کے بارے میں روایت موجود ہے

لا يبقي بعدي من النبوة شيء إلا المبشرات

(کنزالعمال رقم الحدیث 41423 ء مسند احمد رقم الحدیث 24977)

فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ حدیث اور قادیانی دجل کا جواب

قادیانی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ

بلاشبہ میں تمام انبیاءؑ میں سے آخری نبی ہوں۔اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔

اب رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے بعد بھی بہت سی مساجد بنائی گئی ہیں۔

اس لیے آخرالانبیاء سے مراد آخری نبی نہیں ہے۔

جواب

دنیا میں جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان سب نے اللہ کی عبادت کے لیے مسجد بنائی اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ کی عبادت کے لیے مسجد بنائی۔

تواس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا۔جب نبی نہیں بنے گا تو اس کی مسجد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اس لیے رسول اللہ ﷺ کی مسجد انبیاء علیہم السلام کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہ رہے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے۔

حدیث

انا خاتم الانبياء و مسجدي خاتم مساجد الانبياء

میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں میری مسجد انبیاء کی مساجد کو ختم کرنے والی ہے

﴿ المخلصیات رقم 2943 جلد 4 صفحہ 25

مجموع فیہ مصنفات ابی جعفر بن البختری رقم 216 جلد 1 صفحہ 228

کشف الاستار عن زوائد البزار رقم 1193 جلد 2 صفحہ 56

مجمع الزوائد و منبع الفوائد رقم 5855 جلد 4 صفحہ 4

کنزالعمال رقم 34999 جلد 12 صفحہ 270

الجامع الکبیر رقم 4032/8521 جلد 3 صفحہ 195 ﴾

یہ حدیث تو ختم نبوت کی دلیل ہے نہ کہ قادیانی عقیدہ کی۔

اطْمَئِنَّ یا عَمُّ ! فَإِنَّكَ خَاتَمُ المُهَاجِرِينَ فِي الهِجْرَةِ،روایت اور قادیانی دجل کا جواب

روایت

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ إبراهيم بن حمزة ، عن إِسْمَاعِيلَ بْنِ قَيْس ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ سَهْل بْنِ سَعْدٍ؛ قال: لَمَّا رجَعَ النبيُّ)ص(مِنْ بَدْر ؛ اسْتَأْذَنَهُ العبَّاس فِي أَنْ يَرجعَ إِلَى مَكَّةَ فيهاجرَ منها، فقال له النبيُّ)ص(: اطْمَئِنَّ يا عَمُّ! فَإِنَّكَ خَاتَمُ المُهَاجِرِينَ فِي الهِجْرَةِ، كَمَا أَنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فِي النُّبُوَّةِ

قادیانی روایت پیش کر کے کہتے ہیں دیکھو حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد بھی ہجرت ہوتی رہے گی۔

اوراس روایت میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں خاتم المہاجرین کہا گیاہے مطلب یہ کہ خاتم المہاجرین کامطلب آخری مہاجر نہیں ہے۔اسے طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے بارے میں خاتم النبیین کہا مطلب خاتم النبیین کا مطلب بھی آخری نبی نہیں ہے (معاذاللہ)

جواب نمبر1

قادیانی یہ روایت پیش کرتے ہیں کنزالعمال سے اور کنزالعمال میں اس روایت کی سند موجود نہیں ہے۔

اس روایت کی سند ابن ابی حاتم (المتوفی 327ھ) کی کتاب "العلل لابن ابی حاتم" میں ہے۔

(سند پہلے لکھ دی ہے)

امام ابن ابی حاتم اس روایت کو لکھنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں

قَالَ أَبِي: هَذَا حديثٌ موضوعٌ، وإسماعيلُ مُنكَرُ الحَدِيثِ

میرے والد نے کہا یہ موضوع روایت ہے اور اسماعیل منکر الحدیث ہے

﴿العلل لابن ابی حاتم رقم الحدیث 2619 جلد 6 صفحہ 404﴾

شیخ البانی صاحب نے بھی روایت کو ضعیف کہا ہے

﴿سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ رقم الحدیث 7030 جلد 14 صفحہ 1131﴾

اور اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے اسماعیل بن قیس الانصاری

1. امام بخاری کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے ﴿التاریخ الکبیر للبخاری رقم 1173 جلد 1 صفحہ 370،الضعفاء الصغیر للبخاری رقم 19 جلد 1 صفحہ 25﴾
2. امام مسلم کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے ﴿الکنی والاسماء رقم 3206 جلد 2 صفحہ 788﴾
3. امام نسائی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے ﴿الضعفاء والمترو کون للنسائی رقم 41 جلد 1 صفحہ 17﴾
4. امام رازی کہتے ہیں یہ مجہول ہے ﴿الضعفاء والمترو کون لابن الجوزی رقم 403 جلد 1 صفحہ 118﴾

تو اس طرح کی روایت پر عقیدہ بنانا کہاں تک درست ہو گا یہ قادیانی بتائیں۔

جواب نمبر2

اگراس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی یہ ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں ہے۔

بات کچھ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ کو فتح کرنے کے لیے صحابہ کرام ﴿رضوان اللہ علیہم اجمعین﴾ کا لشکر لے کر تشریف لے جارہے تھے توراستے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ ہجرت کر کے مکہ شریف سے مدینہ تشریف جارہے تھے۔راستے میں جب انہوں نے صحابہ کرام ﴿رضوان اللہ علیہم اجمعین﴾ کو دیکھا تو افسوس کیا کہ مجھے ہجرت کرنے کی فضیلت حاصل نہیں ہو گی تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ علیہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ

اطْمَئِنَّ يا عَمُّ! فَإِنَّكَ خَاتَمُ المُهَاجِرِينَ فِي الهِجْرَةِ، كَمَا أَنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فِي النُّبُوَّةِ

اے چچاآپ اطمینان رکھیں کیونکہ آپ مہاجرین کو ختم کرنے والے ہیں جس طرح میں انبیاء کو ختم کرنے والا ہوں

اوراس روایت کواگر صحیح مانا جائے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ مکہ شریف سے ہجرت کرنے والے آخری مہاجر تھے۔کیونکہ ہجرت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہوتی ہے۔اور مکہ فتح ہونے کے بعد دارالاسلام ہے اور قیامت تک دارالاسلام ہی رہے گا۔

اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نہیں ہوگئی جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الفَتْحِ

(صحیح بخاری رقم الحدیث 4311،3899،2825،2783

صحیح مسلم رقم الحدیث 1864

سنن ترمذی رقم الحدیث 1590

صحیح ابن حبان رقم الحدیث 4592،4867)

وغیرہ

اگراس روایت کو صحیح مانا جائے تو یہ تو ختم نبوت کی دلیل ہے نہ کہ قادیانی عقیدہ کی۔

تحذیرالناس اور قادیانی دجل

﴿عبارت نمبر1﴾

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں. ﴿تحذیرالناس صفحہ 3﴾

﴿عبارت نمبر2﴾

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا. ﴿تحذیرالناس صفحہ 25﴾

نوٹ:-یہ دونوں عبارتیں الگ الگ جگہوں سے لے کر ایک عبارت کے طور پر پیش کی جاتی ہے جو دجل کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔
قادیانی یہ عبارات پیش کر کے کہتے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتوی بھی اجرائے نبوت کے قائل تھے (معاذاللہ)

جواب نمبر1

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) خاتم النبیین کے مفہوم میں ختم نبوت زمانی، ختم نبوت مرتبی، ختم نبوت مکانی وغیرہ سب شامل کرتے ہیں۔ حضرت نانوتوی (رحمۃاللہ علیہ) کے مطابق خاتم النبیین کا مفہوم صرف یہ نہیں کے بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کوئی نبی نہیں بنے گا حضرت کے مطابق خاتم النبیین سے جیسے ختم نبوت زمانی ثابت ہے اسی طرح خاتم النبیین سے ختم نبوت مرتبی بھی ثابت ہے۔یعنی آیت خاتم النبیین سے جیسے یہ ثابت ہوتا ہے کے بعد زمانہ نبوی صلی اللہ وسلم اور کوئی نبی نہیں بنے گا اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کا مرتبہ باقی تمام انبیاء سے بلند ہے۔

یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کر رہے بلکہ حضرت نانوتوی (رحمۃاللہ علیہ) نے اس بات کو اپنی اسی کتاب تحذیر الناس میں خود بیان کیا ہے۔

حضرت نانوتوی فرماتے ہیں

حوالہ نمبر1

"ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہو گا۔پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی،اور مجھ سے پوچھیں تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انشاءاللہ انکار ہی نہ کر سکے۔سو وہ یہ ہے کہ تقدیم وتاخیر یا زمانی ہو گا یا مکانی یا مرتبی۔یہ تینوں نوعیں ہیں۔باقی مفہوم تقدیم وتاخیر تینوں کے حق میں جنس ہے۔" (تحذیر الناس صفحہ 8)

یعنی حضرت نانوتوی (رحمۃاللہ علیہ) کے مطابق لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت مرتبی، خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی سب ثابت ہیں۔

حوالہ نمبر2

اگر خاتم کو مطلق رکھیے تو پھر خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں اس سے اسی طرح ثابت ہو جائیں گے جس طرح آیت اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ میں لفظ رجس سے نجاست معنوی اور نجاساتِ ظاہری دونوں ثابت ہوتی ہیں اور اس ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے۔(مناظرہ عجیبہ صفحہ 53)

حوالہ نمبر3

(........اگر تحذیر الناس کو....) غور سے دیکھا ہوتا تو اس میں خود موجود ہے (یعنی تحذیر الناس میں موجود ہے) کے لفظ خاتم تینوں معنوں پر (یعنی خاتمیت زمانی، مرتبی اور مکانی) بدلالت مطابقی دلالت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مختار قرار دیا تھا۔۔۔۔(مناظرہ عجیبہ صفحہ 115)

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے مولانا نانوتوی خاتم النبیین کے مفہوم میں خاتمیت زمانی، مرتبی اور مکانی سب کو شامل کرتے ہیں اور آیت خاتم النبیین سے ان سب قسموں کو ثابت مانتے ہیں۔

جواب نمبر 2

آیت خاتم النبیین سے مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی ثابت مانتے ہیں

حوالہ نمبر 1

سوا گر اطلاق اور عموم ہیں تب تو خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے، ادھر تصریحات نبوی مثل

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ او کما قال

جو بظاہر بطرز مذکورہ اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گا۔ گو الفاظ مذکور بہ سند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجود یہ کہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا۔ (تحذیر الناس صفحہ 9،10)

اس عبارت میں حضرت نانوتوی حضور علیہ سلام کے بعد کسی نئی نبوت کا دعویٰ کرنے والے اور اس کو ماننے والوں کو کافر قرار دے رہے ہیں۔

تحریر سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں

(1) خاتمیت زمانی آیت خاتم النبیین سے ثابت ہے۔

(2) اس پر تصریحات نبوی متواتر موجود ہیں اور یہ تواتر رکعات نماز کے تواتر کی مثل ہے۔

(3) اس پر امت کا اجماع ہے۔

(4) اس کا منکر اسی طرح کافر ہے جس طرح ظہر کی چار رکعت فرض کا منکر۔

اب اس کے بعد بھی اگر کوئی مولانا نانوتوی کو ختم نبوت زمانی کا منکر کہے تو اس کی عقل پر ماتم کرنا چاہیے۔

حضرت کی ایک اور عبارت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت نانوتوی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں

"اپنا دین و ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں" (مناظرہ عجیبہ صفحہ 144)

جواب نمبر 3

اب چلتے ہیں اس عبارت کی طرف جس کو بطور اعتراض پیش کیا جاتا ہے

(عبارت نمبر 1)

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں (تحذیر الناس صفحہ 3)

صفحہ نمبر 3 سے یہ حصہ پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت نانوتوی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کرنا محض عوام کا خیال سمجھتے ہیں اور وہ ختم النبیین کا معنی آخری نبی کرنا درست نہیں سمجھتے (معاذاللہ)

جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں (جواب نمبر 1 میں) حضرت نانوتوی خاتم النبیین کے مفہوم میں خاتمیت زمانی، خاتمیت مرتبی اور خاتمیت مکانی سبھی کو شامل کرتے ہیں۔ اس جگہ بھی حضرت یہی فرما رہے ہیں کہ عوام کا خیال تو یہ ہے کہ خاتم النبیین کے مفہوم میں صرف خاتمیت زمانی شامل ہے مگر اہل فہم پر یہ روشن ہو گا کہ خاتم النبیین کا مفہوم صرف یہاں تک محدود نہیں بلکہ خاتم النبیین کے مفہوم میں جس طرح خاتمیت زمانی شامل ہیں اسی طرح خاتمیت مرتبی اور خاتمیت مکانی بھی شامل ہے۔ اس میں حضرت یہ ہر گز نہیں فرما رہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کرنا درست نہیں۔ میں دلائل کے ساتھ ثابت کر چکا ہوں کہ آیت خاتم النبیین سے حضرت نانوتوی ختم نبوت زمانی ثابت کرتے ہیں بلکہ ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ آگے فرمایا "تقدیم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" مطلب یہ کہ زمانے کے اول یا آخر میں انا اس میں بالذات آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے کوئی فضیلت نہیں بلکہ حضور ﷺ کا آخری زمانے میں آنا اس زمانے کے لیے فضیلت ہے اگر حضور ﷺ اول زمانہ میں تشریف لاتے تو فضیلت اول زمانے کی ہوتی کیونکہ حضور ﷺ اس میں تشریف لائیں اب حضور ﷺ آخری زمانہ میں تشریف لائے تو فضیلت آخری زمانے کی ہے کہ حضور ﷺ اس میں تشریف لائے۔

(عبارت نمبر 2)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا. (تحذیر الناس صفحہ 25)

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت نانوتوی نے ساری بات فرضی طور پر کی ہے۔ جیسے کہ الفاظ "اگر بالفرض" سے واضح ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو دونوں درہم برہم ہو جاتے۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر 22)

آیت میں اللہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اس آیت سے یہ مطلب ہر گز نہیں نکلتا کہ زمین و آسمان میں اور خدا ہیں۔ اللہ نے بطور مثال فرمایا اگر زمین و آسمان میں اور خدا ہوتے تو اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

اب مولانا کے تحریر کو دیکھیں اس میں مولانا بطور مثال فرما رہے ہیں اگر بالفرض بعض زمانہ نبی۔۔۔۔۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں ختم نبوت زمانے کی بات نہیں ہو رہی یہاں ختم نبوت مرتبی کی بات ہو رہی ہے کہ اگر بعد میں کوئی نبی پیدا ہو بھی جائے (لو کانَ) تب بھی ختم نبوت مرتبی میں کوئی فرق نہیں آئے گا یعنی حضور علیہ السلام کا مقام سب انبیاء سے افضل ہی رہے گا۔

لیکن یہ بات بھی بطور مثال بیان کی گئی ہے۔ پہلے حوالے دے چکا ہوں جس میں مولانا ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر فرما رہے تھے۔

خلاصہ

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی ﴿رحمۃ اللہ علیہ﴾ خاتم النبیین کے مفہوم میں خاتمیت زمانی، خاتمیت مرتبی اور خاتمیت مکانی سبھی کو شامل کرتے ہیں اور آیت خاتم النبیین سے جس طرح خاتمیت زمانی ثابت مانتے ہیں اسی طرح خاتمیت مرتبی اور خاتمیت مکانی بھی ثابت مانتے ہیں۔ اور خاتمیت زمانی کہ منکر کو کافر قرار دیتے ہیں۔ حضرت نے خاتمیت مرتبی کے بیان میں بطور مثال یہ فرمایا کہ اگر ﴿لَوْ کَانَ﴾ بعض زمانے نبی ﷺ کے کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں آئے گا لیکن یہ صرف بطور مثال بیان کیا۔ حضرت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور آخری نبی ہیں حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بنے گا اور نہ ہی کوئی نبی پیدا ہو گا۔

قادیانی حضرات توجہ کریں

قادیانی حضرات عقیدہ کے باب میں مولانا نانوتوی کی تحریر پیش کرتے ہیں اور اپنے باطل عقیدے اجرائے نبوت پر مولانا کی کتاب تحذیر الناس سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر قادیانیوں کی بات ایک لمحے کے لئے مان لی جائے کہ اس کتاب میں اجرائے نبوت کا عقیدہ ہے تو ہم مولانا کی اسی کتاب سے آپ کے سامنے وہ تحریر پیش کر چکے ہیں جس میں انہوں نے ختم نبوت زمانے کے منکر کو قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع امت کا منکر اور کافر کہا ہے۔ اب قادیانی اجرائے نبوت کا عقیدہ بھی اختیار کر لیں ﴿جو ان کے مطابق اس کتاب میں ہے﴾ اور اسی کتاب میں لکھے اس اصول کو بھی مان لیں کہ اجرائے نبوت کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں جمع ہو سکتی ہیں تو ضرور کرنی چاہیے۔ اور اگر جمع نہیں ہو سکتی اور ہر گز نہیں ہو سکتے تو انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ جو عبارت انہوں نے اجراء نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کی ہے اس سے اجراء نبوت ثابت نہیں ہوتی۔

امام ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) اور قادیانی دجل کا جواب

امام ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب "الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة" جس کو موضوعات کبیر کہا جاتا ہے سے قادیانی دجل کر کے ایک عبارت کا کچھ حصہ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولا علی قاری) رحمۃ اللہ علیہ) غیر تشریعی نبوت کو جاری مانتے تھے۔ (معاذ اللہ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت آپ کے سامنے رکھتے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) معاذ اللہ) ختم نبوت کے منکر نہیں تھے۔

الموضوعات میں حضرت نے حدیث "وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا" کو ذکر کیا ہے اس کے بعد اس حدیث پر امام نووی) رحمۃ اللہ علیہ) کی جرح نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي تَهْذِيبِهِ هَذَا الْحَدِيثُ بَاطِلٌ وَجَسَارَةٌ عَلَى الْكَلَامِ بِالْمُغَيَّبَاتِ وَمُجَازَفَةٌ وَهُجُومٌ عَلَى عَظِيمٍ

(الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة (ص: 284، 283))

ترجمہ: اس حدیث کے بارے میں امام نووی (رحمۃ اللہ) نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء میں فرمایا ہے "یہ روایت باطل ہے، غیب کی باتوں پر جسارت ہے اور ایک بے تکی بات ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ اس روایت کو صحیح نہیں مانتے تھے اسی وجہ سے انہیں نے امام نووی (رحمۃ اللہ) کی جرح کو نقل کیا ہے۔ مگر قادیانی اس روایت کو صحیح مانتے ہیں اگر ملا علی قاری (رحمۃ اللہ) کا نام لیا ہے تو کم از کم ان کی بات تو مانو۔

امام صاحب آگے فرمایا ہیں

"قَوْلُهُ تَعَالَى {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ} فَإِنَّهُ يومِىءُ إِلَيْهِ بِأَنَّهُ لَمْ يَعِشْ لَهُ وَلَدٌ يَصِلُ إِلَى مَبْلَغِ الرِّجَالِ فَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ صُلْبِهِ يَقْتَضِي أَنْ يَكُونَ لُبَّ قَلْبِهِ كَمَا يُقَالُ الْوَلَدُ سِرُّ أَبِيهِ وَلَوْ عَاشَ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ وَصَارَ نَبِيًّا لَزِمَ أَنْ لَا يَكُونَ نَبِيُّنَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ" {الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة) ص: 284)}

ترجمہ: اللہ تعالی کا یہ فرمان (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ) اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ وسلم کا کوئی بیٹا اس عمر تک نہیں پہنچا کہ وہ مرد کہلاتا، آپ ﷺ کا وہ بیٹا جو آپ کی پشت مبارک سے ہے آپ کے دل کا ٹکڑا ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا "سِرٌّ" ہوتا ہے) یعنی باپ کی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے) تو اگر آپ کے بیٹے چالیس سال کی عمر تک زندہ رہتے اور نبی بن جاتے تو یہ لازم آتا کہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین نہ ہوں۔ (اور اللہ کو یہ منظور نہ تھا کہ آپ) صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نبی ہو اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کوئی بیٹا چالیس سال کی عمر تک نہ پہنچا)

اس عبارت میں مولا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے آیت خاتم النبیین کا ذکر فرمایا ہے، اور پھر یہ وضاحت فرمائیں کہ چونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس لئے اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ آپ) صلی اللہ علیہ وسلم) کا کوئی بیٹا چالیس سال کی عمر تک نہ پہنچتا، کیوں کہ اگر ایسا ہو جاتا تو ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) کے خیال میں وہ نبی ہوتا، اور اگر وہ نبی ہوتا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین نہ رہتے۔ یعنی ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی ہی ہے۔ اسی وجہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کسی بیٹے کو چالیس سال تک زندہ نہ رکھا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاتمیت میں فرق نہ آئے۔ یہی بات صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ تعالی عنہ) نے بھی فرمائی ہے، صحیح البخاری میں روایت ہے

6194 حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «مَاتَ صَغِيرًا، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ «صحيح البخاري (ص: 1546)

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ تعالی عنہ) سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے؟ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا "وہ چھوٹی عمر میں ہی انتقال فرما گئے تھے، اگر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ کے بعد ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں"۔

اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے اور جو ضعیف روایت قادیانی پیش کرتے ہیں (وَلَوْ عَاشَ" والی) اس سے پہلے موجود ہے۔

آگے ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) امام ابن حجر (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول نقل کرتے ہیں

وَأَمَّا قَوْلُ ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيُّ وَتَأْوِيلُهُ أَنَّ الْقَضِيَّةَ الشَّرْطِيَّةَ لَا تَسْتَلْزِمُ وُقُوعَ الْمُقَدَّمِ

{الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة) ص: 285}

ترجمہ: اور ابن حجر مکی کا یہ قول کہ) اس رویت میں) یہ قضیہ شرطیہ ہے اور قضیہ شرطیہ میں ضروری نہیں کہ مقدم ضرور واقع ہو۔

مطلب یہ کہ روایت کو مان بھی لیا جائے تب بھی ختم نبوت کا انکار لازم نہیں آتا کیونکہ روایت میں قضیہ شرطیہ ہے جو کہ مقدم کے واقع ہونے کو مستلزم نہیں ہوتا جیسے قرآن پاک میں ہے

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (الأنبياء: ٢٢)

ترجمہ: "اگر زمین و آسمان میں بہت سے خدا ہوتے تو یہ دونوں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں"

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمین و آسمان میں بہت سے الہ بالفعل ہو سکتے ہیں۔

یہ عبارت کا سیاق و سباق ہے، اس سے یہ درج ذیل موٹی موٹی باتیں ثابت ہوتی ہے

نمبر 1: روایت "وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا" ضعیف ہے، باطل ہے وغیرہ

نمبر 2: ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک بھی خاتم النبیین کا معنی ہے آخری نبی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے ہی آپ کا کوئی بیٹا چالیس سال کی عمر تک نہیں پہنچا کیونکہ اگر وہ چالیس سال کی عمر تک پہنچ جاتا تو وہ نبی بن جاتا (ملا علی قاری (رحمۃ اللہ) کے خیال کے مطابق) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نمبر 3: اگر اس باطل روایت کو مان بھی لیا جائے تو بھی ختم نبوت کا انکار لازم نہیں آتا کیونکہ روایت میں قضیہ شرطیہ ہے جس کے لیے ضروری نہیں کہ مقدم ضرور واقع ہو۔

اب چلتے ہیں عبارت کے اس حصے کی طرف جس سے قادیانی دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں

ثُمَّ يَقْرُبُ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ فِي الْمَعْنَى حَدِيثُ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَدْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ بِهِ مَرْفُوعًا

قُلْتُ وَمَعَ هَذَا لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ أَتْبَاعِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَعِيسَى وَالْخَضِرِ وَإِلْيَاسَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهُ تَعَالَى { وَخَاتَمَ النَّبِيين } إِذِ الْمَعْنَى أَنَّهُ لَا يَأْتِي نَبِيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ وَيُقَوِّيهِ حَدِيثُ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا لِمَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي { الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة)ص: 285) {

ترجمہ: پھر معنی کے لحاظ سے اس حدیث (یہ "وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا" والی) کے قریب قریب وہ حدیث بھی ہے جس میں ہے کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے"، جیسے امام احمد اور امام حاکم نے حضرت عقبہ بن عامر) رضی اللہ تعالی عنہ) سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں اس کے باوجود (یعنی جو آئمہ حدیث نے اس روایت ''وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا'' کو ضعیف کہا ہے) اگر صاحبزادہ حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اسی طرح اگر حضرت عمر نبی ہوتے تو دونوں حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس (علیہم السلام) کی طرح نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع داروں میں سے ہوتے،) یہ الفاظ بہت ہی قابل غور ہیں، قادیانی پاکٹ بک والے نے اپنے مسیح دجال کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان الفاظ کو نقل ہی نہیں کیا) لہٰذا ان کا نبی ہونا اللہ تعالی کے فرمان خاتم النبیین کے منافی نہیں کیونکہ) حضرت ابراہیم کے نبی ہو سکنے کا) مطلب یہ ہو گا کہ آپ) صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی ملت کو منسوخ کر دے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو، اور اس بات کو وہ حدیث بھی تقریر پہنچاتی ہے کہ '' اگر موسی (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا''۔

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ

نمبر 1: ''وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا'' والی حدیث کو ''لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ'' والی حدیث جیسا بتایا گیا ہے۔ جیسے وہ بطور فرض ایک بات بیان کی گئی ہے اسی طرح یہ بھی بطور فرمایا ہے۔ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے لیکن میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں اس لئے حضرت عمر نبی نہ بنے، اسی طرح اگر حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں اس لیے وہ زندہ ہی نہ رہے۔

نمبر 2: آگے بطور فرض محال ایک بات کی گئی ہے کہ اگر بالفرض حضرت ابراہیم اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا نبی بنا اللہ کے ہاں مقرر ہوتا تو یہ دونوں حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس) علیہم السلام) کی طرح حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کے نبی ہوتے۔ کیونکہ یہ تینوں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے مبعوث ہو چکے ہیں اور اگر ابراہیم و عمر (رضی اللہ عنہما) کا نبی ہونا اللہ کے ہاں مقرر ہوتا تو یہ بھی ان تینوں کی طرح حضور ﷺ سے پہلے نبی بنا دیے گئے ہوتے۔

(ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تینوں انبیاء (علیہم السلام) کو زندہ مانتے ہیں اور قادیانی تو ایک نبی کو بھی زندہ ماننے کو شرک سمجھتے ہیں

''فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات ان ھو الاشرك عظیم''

(الاستفتا ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

یعنی حیات مسیح کا عقیدہ تو ایک شرک عظیم ہے۔

قادیانیوں مرزا قادیانی کے فتوے کے مطابق تو امام ملا علی قاری تین گنا بڑے مشرک ثابت ہوئے، قادیانیوں شرم کرو مشرکوں کے حوالے پیش کرنا شروع کر دیے ہیں)

خیر عبارت میں تو یہ ہے کہ اگر حضرت ابراہیم کا نبی ہونا اللہ کے ہاں مقرر ہوتا تو وہ انہیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے حضرت عیسی، حضرت خضر حضرت الیاس (علیہم السلام) کی طرح نبی بنا کر بھیج دیتا، اس صورت میں ضروری نہ تھا کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے بھی ہوتے چنانچہ اسی بات کی مزید وضاحت کے لیے حضرت موسی (علیہ السلام) کے زندہ ہونے کی صورت میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا تابع ہونے کا بھی ذکر فرمادیا اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے ہی مبعوث ہوئے تھے اور اسی طرح پہلی مثال حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس (علیہم السلام) وہ بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے ہی مبعوث ہو چکے تھے۔ تو دونوں مثالوں سے یہ ثابت ہوا کہ ملا علی قاری (رحمۃ اللہ) کے نزدیک اگر حضرت ابراہیم کا نبی بننا اللہ کے ہاں مقرر ہوتا تو وہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس (علیہم السلام) کی طرح حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے ہی مبعوث کر دیے جاتے۔

نمبر 3: ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے جو فرمایا کہ "إِذِ الْمَعْنَى أَنَّهُ لَا يَأْتِي نَبِيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ" اس سے وہ لفظ "خاتم النبیین" کا معنی بیان نہیں کر رہے جیسے کہ قادیانی دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے نبی ہو سکنے کا معنی اور مفہوم یہ ہے.... (جو اوپر بیان ہوا) کیونکہ خاتم النبیین کا معنی تو وہی ہے جو امت نے سمجھا ہے اور خود ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی اوپر بیان فرمایا ہے جس کی اور وضاحت بھی آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ

اب ختم نبوت کے حوالے سے حضرت امام ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) کا عقیدہ کیا تھا حوالہ جات کے ساتھ ملاحظہ فرمایئے

نمبر 1

شرح فقہ اکبر میں امام ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) قادیانیت کے وجود سے پہلے ہی ان پر فتویٰ کفر دیتے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں

وأقول: التحدي فرع دعوى النبوة، ودعوى النبوّة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالإجماع، فظهور خارق العادات من الأتباع كرامة من غير نزاع (.شرح فقه اكبر ص: 451)

ترجمہ: میں کہتا ہوں خارق عادت امور میں دوسروں پر غلبہ کا دعویٰ نبوت کے دعویٰ کی ایک شاخ ہے، اور ہمارے نبی) صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

مرزا قادیانی کی پیدائش سے پہلے ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دے دیا تھا اور ساتھ یہ بھی بتادیا تھا کہ یہ بات صرف میں نہیں کہتا اس پر پوری امت کا اجماع ہے، قادیانیوں ملا علی قاری) رحمۃ اللہ) کا نام کس منہ سے لیتے ہو وہ تو مرزا قادیانی کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے کفر پر امت کا اجماع نقل کر چکے ہیں۔

نمبر 2

آگے امام ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) خاتم النبیین اور حدیث "لا نبی بعدی" کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

فَالْمَعْنَى أَنَّهُ لَا يَحْدُثُ بَعْدَهُ نَبِيٌّ لِأَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ السَّابِقِينَ، {مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح) 11/ 241)}

ترجمہ: پس معنی یہی ہے کہ آپ) صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا کیونکہ آپ) صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے سب انبیاء کے خاتم یعنی آخری نبی ہیں۔

عبارت سے واضح ہے کہ حضور) صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان "لا نبی بعدی" کا مطلب یہ ہے کہ آپ) صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا کیونکہ آپ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی کہے کہ ملا علی قاری ختم نبوت کے منکر تھے تو اسے خد شرم کرنی چاہیے۔

نمبر 3

ایک اور جگہ امام ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) حدیث ابو موسیٰ اشعری) رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جس میں نبی) علیہ سلام) نے اپنا نام ''المقفی'' بتایا ہے کی شرح میں اس نام کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

يَعْنِي أَنَّهُ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ الْآتِي عَلَى أَثَرِهِمْ، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. {مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (10/457) }

ترجمہ: آپ آخری نبی ہیں جو سب انبیاء کے بعد تشریف لائے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام ملا علی قاری پر اجراء نبوت کا الزام لگانے والوں اس عبارت کو بھی غور سے دیکھ لو، ملا علی قاری فرماتے ہیں نبی (علیہ السلام) آخری نبی ہیں، آپ سب انبیاء (علیہم السلام) کے بعد تشریف لائے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نمبر 4

ایک اور جگہ ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) حدیث ''وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ) أَيْ: وَجُودُهُمْ، فَلَا يَحْدُثُ بَعْدِي نَبِيٌّ، وَلَا يُشْكِلُ بِنُزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ،

{مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (10/ 427)}

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو یہ فرمایا کہ مجھ پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا وجود میں آنا ختم کر دیا گیا، پس میرے بعد اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا) کیونکہ وہ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے کے نبی ہیں)

عبارت بالکل واضح ہے اپنا معنی خود بیان کرتی ہے، رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نیا نبی وجود میں نہیں آئے گا، کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، اس سے حضرت عیسیٰ) علیہ السلام) کے نزول پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

مختصر یہ کہ حضرت ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) ختم نبوت کے قائل تھے ان کے بارے میں یہ کہنا کہ معاذ اللہ وہ ختم نبوت کے منکر تھے جھوٹ اور دجل کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ابن عربی اور مرزا قادیانی

قادیانی شیخ ابن عربی کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبوت جاری ہے۔ ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں قادیانیوں کچھ تو شرم کرو مرزا قادیانی نے ابن عربی کے بارے میں لکھا ہے کہ

ابن عربی سے پہلے وحدت الوجود کا نام و نشان نہ تھا۔ (ملفوظات جلد 2، صفحہ 232)

وجودی موجودات کو عین اللہ کہتے ہیں... اور یہ ابن عربی سے بھی ثابت ہے۔ (ملفوظات جلد 2، صفحہ 230)

وجودیوں کے مذہب کا لب ولباب یہ ہے کہ ہم اور خدا ایک ہی ہیں صرف درمیان میں اعتباری تغیر ہے۔ (مکتوبات جلد 1، صفحہ 648)

وجودی بزعم خود خدا ہیں۔ (مکتوبات جلد 1، صفحہ 648)

یہ (وجودی)خود میں اور خدا میں فرق نہیں کرتے اور خود ہی خدا بنتے ہیں۔(ملفوظات جلد 4، صفحہ 396)
وجودی اپنے علاوہ سب کو مشرک سمجھتے ہیں۔(ملفوظات جلد 4 صفی 397)
وجودیوں اور دہریوں میں انیس بیس کا فرق ہے....وجودی سخت قابل نفرت اور قابل کراہت ہیں۔(ملفوظات جلد 4 صفی 397)
ہم کہتے ہیں کہ ایسا آدمی جو بقول مرزا وجودیوں کا بانی ہو، جو موجودات کو اللہ کہتا ہو، جو خود میں اور خدا میں صرف اعتباری تغیر کا قائل ہو، جو بزعم خود خدا ہو، جو خود میں اور خدا میں فرق نہ کرتا ہو، جو مرزا قادیانی اور سب مرزائیوں کو مشرک کہتا ہو، جس میں اور دہریوں میں انیس بیس کا فرق ہو اور جو سخت قابل نفرت اور کراہت ہو تم اس کی بات کس منہ سے پیش کرتے ہو۔

قادیانی دھوکہ "ہم ختم نبوت کے منکر نہیں" کا جواب

مرزا قادیانی کہتا ہے
''میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے بکلی بند ہیں۔اب نہ کوئی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے'' (سراج المنیر ص ۳، خزائن ج ۱۲ ص ۵)
یعنی جو ختم نبوت کے بعد بھی نبوت کی ایک بھی کھڑکی کھلی سمجھے وہ ظالم ہے،اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں
''ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے۔یعنی فناء فی الرسول کی۔پس جو شخص اس کھڑکی کی طرف سے اس کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے...... اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی گو بروزی طور پر''......
(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸)
آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں پہلے کہتا ہے ''جو ختم نبوت کے بعد نبوت کی ایک بھی کھڑکی کھلی مانے وہ ظالم اور ختم نبوت کا منکر ہے'' اب کہ رہا ہے ''میں بھی نبوت کی ایک کھڑکی کھلی مانتا ہوں سیرت صدیقی کی یعنی فناء فی الرسول کی۔''
اس سے ثابت ہوا مرزا قادیانی ظالم اور ختم نبوت کا منکر تھا، قادیانیوں کا یہ دعویٰ کہ وہ ختم نبوت مانتے ہیں جھوٹ ہے۔

کیا عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام ختم نبوت کے خلاف ہے؟

قادیانی حضرات کی جانب سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف ہے، میں آپ کے سامنے دونوں عقیدے رکھ دیتا ہوں فیصلہ آپ خد فرمائیں کیا دونوں عقیدے آپس میں تضاد رکھتے ہیں یا نہیں؟

عقیدہ ختم نبوت

عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام

عقیدہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام جو اللہ کے نبی تھے کو اللہ نے لمبی زندگی عطا فرمائی ہے وہ ابھی تک زندہ ہیں، قیامت کے قریب آسمان پر سے نازل ہوں گے۔

آپ خد فیصلہ کریں کیا یہ دونوں عقیدے ایک دوسرے کے مخالف ہیں،

کیا آخری نبی ہونے کا یہ معنی ہے کہ کوئی نبی جو پہلے پیدا ہو چکا ہے زندہ نہیں رہ سکتا؟

کیا پہلے نبی کے زندہ ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ بعد والا نبی آخری نہیں ہے؟

یقیناً آپ کا جواب یہی ہو گا دونوں عقیدے آپس میں تضاد نہیں رکھتے، قادیانی حضرات کا یہ اعتراض ان کی جہالت یا دجل کا ایک شاہکار ہے۔

خاتم کا معنی انگوٹھی

قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ ''ہمارا عقیدہ ہے رسول اللہ ﷺ آخری صاحب شریعت نبی ہیں'' ہم کہتے ہیں یہ کی دلیل کیا ہے قادیانی کہتے ہیں آیت خاتم النبیین اس کی دلیل ہے، اس سے یہ تو ثابت ہوا خاتم کا معنی آخری ہوتا ہے، تب ہی تو قادیانی حضرات بھی اس کا ترجمہ ''آخری صاحب شریعت نبی'' کرتے ہیں،

باقی اختلاف یہ ہے کہ ''النبیین'' کا معنی صرف انبیاء ہے یا صاحب شریعت انبیاء ہے۔

تو اس کا جواب بہت آسان ہے ہر مسلمان جو کو اردو یا عربی کو تھوڑا سا بھی جانتا ہے اسے علم ہے کہ ''النبیین'' میں ''صاحب شریعت'' کا کوئی بھی ذکر نہیں ہے۔

ثابت ہو آیت خاتم النبیین سے رسول اللہ ﷺ کا آخری نبی ہونا واضح معلوم ہوتا ہے۔

قادیانی عموماً خاتم النبیین کا معنی کر دیتے ہیں ''نبیوں کی انگوٹھی'' یہ ترجمہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے۔

کیسے؟ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک انسان آپ کے پاس آتا ہے اس نے انگوٹھی پہن رکھی ہے، اب اصل وہ انسان ہے یا انگوٹھی، ظاہر ہے اصل مطلوب انسان ہے، انگوٹھی تو ویسے اس نے پہن رکھی ہے،

اصل انسان ہے کو ایک مثال سے سمجھیں، آپ نے اس انگوٹھی والے شخص کو ملنے کے لیے بلایا وہ آپ کو انگوٹھی بھیج دیتا ہے، کیا آپ خوش ہوں گے، نہیں

کیوں؟ کیونکہ اصل انگوٹھی نہیں انسان تھا۔

اب اس ترجمہ کی دیکھیں، قادیانی کہتا ہے نبی ﷺ انبیاء کی انگوٹھی ہیں، یعنی اصل انبیاء ہیں۔ نبی کریم ﷺ اصل نہیں (معاذ اللہ) اس لیے ہم قادیانیوں کا گستاخانہ ترجمہ قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانی مذہب

اس موضوع کی قادیانی مذہب میں اہمیت

پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قادیانی مذہب میں وفات مسیح موضوع کی کیا اہمیت ہے۔

چند حوالہ جات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مذہب میں یہ موضوع اتنا اہم نہیں جس پر گفتگو کی جائے۔

حوالہ نمبر 1

ہماری یہ غرض ہر گز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے.

﴿ملفوظات جلد 1 صفحہ 352﴾

حوالے سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک حیات و وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ایک ادنیٰ سی بات تھی جس پر جھگڑے اور مباحثے کرنے کی غرض نہیں۔

حوالہ نمبر 2

اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیل انبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے (معاذ اللہ)

﴿حقیقت الوحی :: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 32﴾

حوالے سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کا عقیدہ رکھنے والے افراد پر کوئی گناہ نہیں یہ صرف ان کی اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا بقول مرزا قادیانی اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی ہے (معاذ اللہ)

حوالہ نمبر 3

کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقے میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کے یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں اور بس باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ زکوۃ اور حج وہی ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور وہ ایک جماعت الگ بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کے آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصے بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔

﴿احمدی اور غیر احمدی میں فرق صفحہ 1،2﴾

{نوٹ:- روحانی خزائن جلد 20 میں یہ کتاب شامل کی گئی ہے لیکن اس میں الفاظ بدل دیے گئے ہیں۔ ہمارے پاس دونوں کتابیں موجود ہیں پرانی بھی اور روحانی خزائن والی بھی۔ طلب کی جاسکتی ہے}

حوالے سے معلوم ہوا کہ حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ مرزا قادیانی کے نزدیک حضور ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا بہت سے خواص اور اہل اللہ اور اولیاء کا یہی عقیدہ تھا اور یہ کوئی ایسا امر بھی نہیں جس کا ازالہ خدا تعالی نے ضروری سمجھا ہوں

حوالہ نمبر 4

اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکن وں میں سے کوئی رکن ہوں بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ میں یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے کچھ کامل نہیں ہو گیا

﴿ازالہ اوہام:: خزائن جلد 3 صفحہ 171﴾

حوالے سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ کوئی ایمانیات کا جز نہیں یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن بھی نہیں یہ ایک پیشگوئی ہے اس کو حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہیں اور اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

ان حوالہ جات سے بات واضح ہوتی ہے کہ قادیانی مذہب میں حیات وفات مسیح علیہ السلام عقیدے کی کتنی اہمیت ہے۔

عموماً یہ موضوع قادیانی پیش کرتے ہیں اس لیے وہ مدعی ہیں اور ہم سائل۔

اس لئے قادیانیوں نے اپنا دعویٰ ثابت کرنا ہے۔اور ہم نے ان کے دعویٰ کی نفی کرنی ہے۔

اس موضوع پر قادیانی مذہب کا دعویٰ کیا ہے اس کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔

قادیانی عموماً دجل سے کام لیتے ہوئے اپنا مکمل مذہبی دعویٰ پیش نہیں کرتے۔

قادیانی مذہب کا مکمل دعویٰ

قادیانی مذہب کا اس موضوع پر دعویٰ یہ ہے کہ

حضرت ابن مریم علیہ السلام کو یہود نے پکڑ کر دو چوروں کے ساتھ صلیب پر ڈال دیا اور آپ کو زخمی کیا جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے تھے اور دشمن آپ کو مردہ سمجھ کر چلے گئے لیکن آپ علیہ السلام ابھی زندہ تھے(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 51،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 296،روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 20،روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 396،روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 52)آپ کو کسی طرح صلیب سے اتارا گیا اور آپ ہجرت کر کے کشمیر آ گئے(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 301،روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 191،209،212 وغیرہ)اور آپ 120 سال یا 125 سال کی عمر پا کر انتقال کر کے(120 سال حوالہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 14،125 سال حوالہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 55)

(یہ بات الگ ہے کہ مرزا صاحب نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی عمر بتائی ہے اس میں واضح تضاد ہے)

تو قادیانی حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ

حضرت ابن مریم علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر ڈالا گیا آپ کو زخمی کیا گیا جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے یہودی آپ کو مردہ سمجھ کر چلے گئے پھر آپ کو کسی طرح صلیب سے اتارا گیا اور آپ ہجرت کر کے کشمیر آگئے اور 120 یا 125 سال کی عمر پا کر انتقال کر گئے۔

قادیانی اپنے اس مکمل دعویٰ کو قرآن مجید کی ایک آیت یا رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں سے ایک حدیث سے ثابت کریں اور منہ مانگا انعام لے جائیں۔

لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

مرزا بشیر صاحب مرزا صاحب کے نظریہ وفات مسیح کا خلاصہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

1. یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر تو ضرور چڑھائے گئے مگر اللہ تعالی نے ان کو اس لعنتی موت سے بچا لیا جس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔
2. یہ کہ اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہی ان کی وفات ہوئی اور وہی آج تک ان کی قبر موجود ہے۔

﴿سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 233،234﴾

عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کی اہمیت قادیانی حضرات کی نظر میں۔

ایک قادیانی صاحب موصوف اس عقیدے پر بات کرنا چاہتے ہیں جو بقول ان کے حضرت صاحب، نہ ایمانیات کا جزو ہے نہ ہی دین کا رکن ہے،

عبارت ملاحظہ فرمائیں

"اوّل: یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو ہو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

اب اس موضوع پر بات کرنا اگر موصوف کے نزدیک اتنا ہی اہم ہے تو پہلے موصوف کو یہ کہنا پڑھے گا کہ، اس اوپر والی عبارت میں مرزا صاحب قادیانی نے جھوٹ اور دجل سے کام لیا ہے، یہ موضوع اہم ہے اس پر بات ہونی چاہیے وغیرہ۔

یہ ہمارا مطالبہ ہے پہلے اسے پورا کریں، اس کے بعد آپ اپنا مکمل عقیدہ بیان کریں۔

آپ جو بھی مانتے ہیں وہ مکمل وضاحت کے ساتھ جامع ومانع، دعویٰ کی صورت میں پیش کریں، پھر اس دعویٰ پر ایسی دلیل ارشاد فرمائیں جو آپ کے دعویٰ کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو۔

تو خلاصۃ عرض ہے

نمبر 1۔ مرزا قادیانی صاحب نے اس موضوع کو اہم نہیں سمجھا، آپ اسے اہم سمجھ کر ہی گفتگو کے لیے بلا رہے ہیں، تو ہمارا مطالبہ ہے آپ مرزا قادیانی صاحب کی اس بات کو کہ یہ موضوع اہم نہیں، جھوٹا کہیں۔

نمبر 2۔ اپنا مکمل عقیدہ بیان کریں، پھر اس پر ایسی دلیل پیش کریں جو آپ کے دعویٰ کے مطابق ہو۔

آیت قد خلت اور قادیانی دھوکہ

آیت مبارکہ

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ (آل عمران آیت 144)

اور محمد (صلی۔اللہ۔علیہ۔وآلہ۔وسلم) ایک رسول ہی تو ہیں؛ ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔

یہ وہ آیت مبارکہ ہے جسے قادیانی اور منکرین حیات مسیح علیہ السلام پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاء علیہم السلام فوت ہو گئے ہیں۔

ہمارا سوال ہے کہ آیت مبارکہ میں یہ کہاں لکھا ہے کہ سب انبیاء فوت ہو گئے ہیں؟ خلت کا معنی موت کیسے کیا ہے آپ نے؟ لفظ خلت موت کے لیے خاص نہیں ہے، اس کے اصل معنی گزرنے یا چلے جانے کے ہیں۔ (تفسیر مدارک جلد 1 صفحہ 297)

قرآن مجید میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں

قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿آل عمران ۱۳۷﴾

تم سے پہلے بہت سے واقعات گذر چکے ہیں۔ اب تم زمین میں چل پھر کر دیکھو لو کہ جنہوں نے) پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا ان کا انجام کیسا ہوا؟

اسی طرح ایک اور آیت میں ہے کہ اللہ قیامت کے دن کفار سے فرمائے گا

قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ ۖ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ﴿ الاعراف ۳۸﴾

اللہ فرمائے گا کہ : جاؤ، جنات اور انسانوں کے ان گروہوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ (اس طرح) جب بھی کوئی گروہ دوزخ میں داخل ہوگا، وہ اپنے جیسوں پر لعنت بھیجے گا، یہاں تک کہ جب ایک کے بعد ایک، سب اس میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ان میں سے جو لوگ بعد میں آئے تھے، وہ اپنے سے پہلے آنے والوں کے بارے میں کہیں گے کہ : اے ہمارے پروردگار!

انہوں نے ہمیں غلط راستے پر ڈالا تھا، اس لیے ان کو آگ کا دگنا عذاب دینا۔ اللہ فرمائے گا کہ : سبھی کا عذاب دگنا ہے، لیکن تمہیں (ابھی) پتہ نہیں ہے۔

اب ظاہر ہے اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اللہ فرما رہا ہے کہ جاؤ، جنات اور انسانوں کے ان گروہوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ جو تم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿الرعد ٦﴾

اور یہ لوگ خوشحالی) کی میعاد ختم ہونے) سے پہلے تم سے بدحالی کی جلدی مچائے ہوئے ہیں، حالانکہ ان سے پہلے ایسے عذاب کے واقعات گذر چکے ہیں جس نے لوگوں کو رسوا کر ڈالا تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ لوگوں کے لیے ان کی زیادتی کے باوجود تمہارے رب کی ذات ایک معاف کرنے والی ذات ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کا عذاب بڑا سخت ہے۔

اب کیا منکرین حیات مسیح علیہ السلام اس جگہ یہ ترجمہ کریں گے کہ حالانکہ ان سے پہلے ایسے عذاب کے واقعات فوت ہو چکے ہیں؟

كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ﴿الرعد ٣٠﴾

اسی طرح ہم نے تمہیں ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے جس سے پہلی بہت سی امتیں گذر چکی ہیں، تاکہ تم ان کے سامنے وہ کتاب پڑھ کر سناؤ جو ہم نے وحی کے ذریعے تم پر نازل کی ہے، اور یہ لوگ اس ذات کی ناشکری کر رہے ہیں جو سب پر مہربان ہے۔ کہہ دو کہ : وہ میرا پالنے والا ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے، اور اسی کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں قَدْ خَلَتْ اور مِن قَبْلِهَا دونوں الفاظ موجود ہیں۔ ہمارا منکرین حیات مسیح علیہ السلام سے سوال ہے کیا اس امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آجانے کے بعد پہلی تمام امتیں فوت ہو گئی ہیں؟ کیا یہود و نصاری اب اس دنیا میں موجود نہیں ہیں؟ کیا وہ سب فوت ہو گئے؟

جس طرح اس آیت میں قَدْ خَلَتْ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ پہلی امتیں اس امت کے زمانہ میں زندہ رہیں اسی طرح ہماری زیر بحث آیت میں بھی قَدْ خَلَتْ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں زندہ رہیں۔

فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴿المومن ٨٥﴾

تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے۔

منکرین حیات مسیح علیہ السلام اس کا ترجمہ کیا کریں گے، اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں فوت ہو چکا (معاذ اللہ)

سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿الفتح ٢٣﴾

جیسا کہ اللہ کا یہی دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے، اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿الأحقاف: ٢١﴾

اور قوم عاد کے بھائی) حضرت ہود علیہ۔السلام) کاتذکرہ کرو، جب انہوں نے اپنی قوم کو خم دار ٹیلوں کی سرزمین میں خبردار کیا تھااور ایسے خبردار کرنے والے ان سے پہلے بھی گذر چکے ہیں، اور ان کے بعد بھی کہ : اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، مجھے تم پر ایک زبردست دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

اسی طرح ہماری زبان میں بھی یہ استعمال ہوتا ہے، مثلاً جب یہ کہا جائے کہ وزیر اعظم عمران خان صاحب سے پہلے پاکستان میں بہت سے وزیر اعظم گزر چکے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کے وہ سب فوت ہو گئے ہیں۔

اسی طرح جب یہ کہا جاتا ہے کہ عمر لاہور سے گزر کر اسلام آباد گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لاہور میں فوت ہو گیا اور پھر اسلام آباد پہنچا وغیرہ

لیکن اگر بالفرض منکرین حیات مسیح علیہ السلام کا خلت کا معنی موت مان لیا جائے پھر بھی ان کا وفات مسیح پر استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ جب قرآن کی دوسری آیات، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں تو وہ اس سے مستثنیٰ سمجھے جائے گے۔

یعنی قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ میں مسیح علیہ السلام داخل نہیں ہیں کیونکہ یہی قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ مسیح علیہ السلام کے بارے میں بھی آیا ہے۔

مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿المائدہ ٧٥﴾

مسیح ابن مریم تو ایک رسول تھے، اس سے زیادہ کچھ نہیں، ان سے پہلے) بھی) بہت سے رسول گذر چکے ہیں، اور ان کی ماں صدیقہ تھیں۔ یہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو! ہم ان کے سامنے کس طرح کھول کھول کر نشانیاں واضح کر رہے ہیں! پھر یہ بھی دیکھو کہ ان کو اوندھے منہ کہاں لے جایا جارہا ہے!

تو اگر خلت کا معنی موت ہی کرنا ہے تو یہ مطلب بنے گا کہ تمام رسول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے مر چکے ہیں اور خود عیسیٰ علیہ السلام ان سے مستثنیٰ ہیں۔ حالانکہ ان تمام رسولوں میں حضور ﷺ بھی ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ الرسل جمیع افراد رسل کو محیط نہیں۔ اسی طرف ہماری زیر بحث آیت میں بھی سمجھیں۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ ہے

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ (الدھر ٢)

ہم نے انسان کو ایک ملے جلے نطفے سے اس طرح پیدا کیا۔

یہاں انسان کی پیدائش نطفہ سے بتائی گئی ہے اور آدم علیہ السلام بھی منجملہ انسانوں کے ایک انسان ہیں، مگر دوسری آیات کی وجہ سے آدم، حوا اور عیسیٰ علیہم السلام کو اس سے مستثنیٰ کرنا ضروری اور لابدی امر ہے تاکہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی تکذیب لازم نہ آئے۔ اسی طرح اگر بالفرض آپ کے معنی مانے جائیں) جو کہ غلط ہیں) پھر بھی مسیح علیہ السلام کو الرسل کے عموم سے مستثنیٰ سمجھا جائے گا تاکہ قرآن مجید کی آیات، احادیث متواترہ اور اجماع امت کی تکذیب لازم نہ آئے۔

کچھ منکرین حیات مسیح علیہ السلام کہتے ہیں کہ ''بہت مشہور واقعہ ہے جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشان تھے، ایسے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مشہور خطبہ دیا جو حدیث کی کتابوں میں درج ہے، اس خطبہ میں سب کو تسلی دیتے ہوئے انہوں نے کہا" وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ

محمد تو بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ ''

ہمیں سمجھ نہیں آتی یہ خطبہ تو حیات مسیح علیہ السلام کی دلیل ہے اسے لوگ وفات مسیح ثابت کرنے کے لیے کس ''دلیری'' سے پیش کرتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے وفات مسیح علیہ السلام پر اجماع صحابہ کا دعویٰ کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر شدت غم کی وجہ سے صحابہ کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ کوئی کہتا تھا کہ یہ موت نہیں بلکہ وحی کی وہ حالت ہے جو ہمیشہ سے پیش آتی رہتی تھی، کوئی کہتا تھا حضور علیہ اسلام ہر گز فوت نہیں ہوئے، موت نبوت کے منافی ہے۔ اور غم کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ تلوار اٹھائے پھرتے تھے کہ جس شخص نے کہا کہ حضور علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں میں اس کو قتل کر دوں گا اور چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا رفع سب کا تسلیم شدہ تھا اس لئے حضور علیہ السلام کی عدم وفات پر بوجہ اضطراب اور کچھ نہیں بن پڑتا تھا مگر یہی کلمہ

قال عمر بن الخطاب: من قال: إن محمدا قد مات قتلته بسيفي هذا؛ وإنما رفع إلى السماء كما رفع عيسى عليه السلام ،

(الملل و النحل جلد 1 صفحہ 21)

ارشاد فرماتے رہے اور اصل منشاء عدم وفات تھا۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ شدت غم سے ان میں یہ حالت پیدا ہو گئی تھی کہ حضور علیہ السلام ہر گز نہیں فوت ہوئے بھلا انبیاء بھی کیا فوت ہوتے ہیں اور جو شخص وفات کا قائل ہوا اس نے حضور ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ اس وجہ سے واجب القتل ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں اس آیت کو پڑھ کر یہ ظاہر کر دیا کہ موت اور نبوت میں کوئی منافات نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام واقعہ ہی وفات پا گئے ہیں مسیح علیہ السلام کی طرح زندہ آسمان پر رفع نہیں ہوا۔ اس خطبہ میں حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے کی تردید نہیں کی صرف حضور علیہ السلام کی وفات ظاہر کرتے ہوئے موت اور نبوت کی عدم منافات کو ثابت کیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ علیہ نے انک میت وانھم میتون اور اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ سے استدلال کیا ہے قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ سے حجت نہیں پکڑی ورنہ اسی پر بس کرتے اور اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ یا انك میت و انھم میتون وغیرہ نہ کہتے۔ اور صحابہ کرام کے عقیدے کے دوسرے جز حیات مسیح کے غلط ہونے کی صورت میں اشارۃ یا کنایۃ ضرور تردید فرماتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حیات مسیح کی ترتیب میں ایک لفظ بھی ارشاد نہ فرمایا، جو کچھ کہا وہ حضور ﷺ کی وفات پر

کہا۔اس لیے یہ کہناتو درست ہے)اور ہم کہتے بھی ہیں) کہ صحابہ کا اس بات پر اجماع ہو گیا تھا کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں، مگر وفات مسیح کے لیے نہیں کہہ سکتے۔

ایک اور عتراض جو منکرین حیات مسیح علیہ السلام کی طرف سے کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ قد خلت کے دو معنی ہیں ایک مّاتَ اور دوسرا قُتِلَ۔ تو جواب یہ ہے کہ قد خلت کا تعلق مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ سے ہے اور اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کے ساتھ ہے۔قد خلت کا تعلق اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ کے ساتھ جوڑنا درست نہیں۔ویسے بھی اگر قد خلت کے معنی مّاتَ اور قُتِلَ ہوتے تو خطبہ صدیق میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انك میت و انھم میتون اور اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ سے استدلال نہ کرتے بلکہ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ سے حجت پکڑتے اور اسی پر بس کرتے اور اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ یا انك میت و انھم میتون وغیرہ نہ کہتے۔

فلماتوفیتنی پر قادیانی مربیوں سے تین سوال۔۔

سوال نمبر1:

وہ قادیانی سوال کرنے والا جو سورہ مائدہ کی ان آیات کا یہ مطلب بیان کر رہا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام یہ فرمانا چاہتے ہوں گے کہ "میں جب تک زندہ تھا میری قوم نہیں بگڑی،البتہ جب تو نے مجھے موت دیدی تو اسکے بعد میں ان پر نگران نہیں تھا،یعنی وہ میری موت کے بعد بگڑے "ان سے سوال ہے کہ بقول مرزا قادیانی جب واقعہ صلیب پیش آیا تو حضرت عیسی علیہ السلام کی عمر 33 سال 6 مہینے تھی،اور وہ اس عمر میں صلیب سے نجات پاکر کشمیر چلے گئے اور وہاں ان کی موت 125 سال یا 120 سال کی عمر میں ہوئی...)واقعہ صلیبی حضرت مسیح کو تقریباً ۳۳ سال کی عمر میں پیش آیا۔(تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۱) ،

جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ جو کنزالعمال میں ہے یعنی یہ کہ عیسی علیہ السلام صلیب سے نجات پاکر ایک سرد ملک کی طرف بھاگ گئے تھے یعنی کشمیر۔(تحفہ غزنویہ، خزائن جلد 15 صفحہ 540)

125 و 120 سال کی عمر میں وفات، مسیح ہندوستان میں، خزائن ج 15 ص 55 و 14،تذکرۃ الشہادتین ص ۲۷، خزائن ج ۲۰ ص ۲۹)

نیز مرزا قادیانی نے لکھا کہ "عیسائیت میں تثلیث اور دوسرے گمراہ کن عقائد کو داخل کرنے والا پولوس تھا،جب حضرت عیسی علیہ السلام کشمیر چلے گئے تو اس نے پیچھے سے یہ گمراہی پھیلادی"،)ایک شریر یہودی پولوس نام... اس شخص نے عیسائی مذہب میں بہت فساد ڈالا۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۱))

اب سوال یہ ہے کہ قادیانی مربی بتائیں: پولوس کی موت کب ہوئی؟ کیا کہیں ایسا تو نہیں کہ پولوس کی موت جب ہوئی اس بقول مرزا قادیانی کی فرضی منطق کے حضرت عیسی علیہ السلام ابھی کشمیر میں زندہ تھے؟ اگر ایسا ثابت ہو جائے کہ پولس جس نے حضرت عیسی علیہ السلام کے معبود ہونے کا عقیدہ عیسائیت میں داخل کیا اس کی موت حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہوئی گی تو کیا قادیانی مربی یہ تسلیم کریں گے کہ عیسائی حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی میں ہی "گمراہ ہو گئے" تھے؟؟ جواب ضرور دیں.اور اگر "فلماتوفیتنی" کا قادیانی ترجمہ کیا جائے

کہ "جب تونے مجھے موت دیدی تواسکے بعد وہ بگڑے" یہ سچ ہوگا یا جھوٹ؟ کیونکہ وہ تو ابھی کشمیر میں زندہ تھے جب پولس نے یہ گمراہی عیسائیت میں داخل کردی؟... لیس جی آپ کا سوال آپ ہی کی طرف آگیا ..

سوال نمبر2 :

کیا قادیانی یہ مانتے ہیں کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام کشمیر گئے تو اس سے پہلے وہ اپنے وطن (یروشلم وغیرہ) میں رہنے والے اپنے حواریوں کو اپنے اوپر نازل ہونے والی کتاب "انجیل" دے کر گئے تھے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر مرزا قادیانی نے ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ "انجیل پر ابھی تیس سال بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی")' انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھہرادیا کہ ان کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان لایا جائے۔"
(چشمہ معرفت ص ۲۵۴، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶))، توجب انجیل پر 30 برس گزرے تو مرزا قادیانی کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام تو ابھی کشمیر میں زندہ تھے اور ان کی عمر تو 63 سال کے قریب ہوگی... تو کیا ان کی زندگی میں ہی عاجز انسان کی پرستش شروع ہوگئی تھی؟ اگر جواب یہ ہے کہ جب آپ کشمیر گئے تو اپنے حواریوں کو مکمل انجیل نہیں دے کر گئے تھے، تو اس کی دلیل دی جائے .

سوال نمبر3 :

مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ "حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان پر یہ اطلاع دے دی گی گئی تھی کہ تیری قوم اور تیری امت نے یہ طوفان برپا کیا ہے""خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دکھایا۔ یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری امت اور تیری قوم نے اس طوفان کو برپا کیا ہے... تب وہ نزول کے لئے بے قرار ہوا۔" (آئینہ کمالات ص ۲۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً، آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۴، خزائن ج ۵ ص ایضا)
(،تو کیا جب آپ کو بقول مرزا آپ کی موت کے بعد آسمان پر یہ اطلاع دی جاتی رہی کہ آپ کی قوم گمراہ ہوگئی ہے تو قیامت کے دن جب وہ کہیں گے کہ "جب میری موت ہوگئی تو میں ان کے حالات سے بے خبر تھا" جھوٹ ہوگا یا سچ؟؟؟)

حدیث "فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي" اور کچھ قادیانی شبہات کے جوابات

قادیانی مذہب کے جھوٹا ہونے کی روشن دلیل حدیث "فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي" اور کچھ قادیانی شبہات کے جوابات

روایت

قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «))ينزل عيسى ابن مريم إلى الأرض، فيتزوج، ويولد له، ويمكث خمساً وأربعين سنة، ثم يموت فيدفن معي في قبري، فأقوم أنا وعيسى ابن مريم من قبر واحد بين أبي بكر وعمر)) » . أخرجه

في))المشكاة)) وعزاه إلى))كتاب الوفاء)) لابن الجوزي، وأخرجه الزين المراغي في))تحقيق النصرة)) . عن ابن الجوزي في))المنتظم)) كما في))كنز العمال)) . ﴿التصريح بما تواتر في نزول المسيح صفحة ٢٤٠﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل ہوں گے، شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہو گی، وہ 45 سال رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے۔ انہیں میری قبر کے ساتھ ہی میرے قریب دفن کر دیا جائے گا۔ میں اور عیسیٰ بن مریم، ابو بکر اور عمر کے درمیان سے ایک ہی مقبرہ سے کھڑے ہوں گے۔

یہ روایت قادیانی مذہب کو جھوٹا ثابت کر رہی ہے، اللہ کے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کے زمین پر نازل ہونے کی خبر دی ہے لیکن قادیانی ''چراغ بی بی'' کے بیٹے کو مسیح مانتے ہیں۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے مسیح کے زمین پر نازل ہونے کی خبر دی ہے لیکن قادیانی مسیح کے ایک لڑکی کے بعد ''پیٹ سے نکلنے'' کو مانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے تو خبر دی تھی کہ مسیح علیہ السلام آکر شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہو گی لیکن مرزا قادیانی کی تو نہ شادی ہوئی نہ ہی اولاد ہوئی بلکہ محمدی بیگم ایک مسلمان کی بیوی بن کر رہی۔ (نوٹ: مرزا قادیانی نے حدیث کے ان الفاظ ''فیتزوج، ویولد لہ'' کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ محمدی بیگم والی پیش گوئی کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے پیشگوئی فرمائی ہے معاذ اللہ) روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337)

حدیث میں تو آتا ہے کہ مسیح علیہ السلام پینتالیس سال رہیں گے مگر مرزا قادیانی کی عمر تو 68 یا 69 سال بنتی ہے) نوٹ:- مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اس کی پیدائش 1839 یا 1840 میں ہوئی تھی) رخ 13 ص 177) اور اس کی موت 1908 کو ہوئی تھی) اور اگر قادیانی اس کی یہ ''تاویل'' کریں کہ اس سے دعویٰ نبوت کے بعد کی زندگی مراد ہے تب بھی قادیانی مذہب جھوٹا ہی رہے گا کیونکہ مرزا نے دعویٰ نبوت 1901 میں کیا اور 1908 میں مر گیا اب بھی 45 سال نہیں بنتے۔

حدیث میں تو ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہونے کے بعد آپ علیہ السلام کی قبر کے ساتھ آپ کے قریب دفن ہوں گے مگر مرزا قادیانی تو لاہور میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔ مرزا کی موت اور اس کی قبر بھی اسے جھوٹا ثابت کر گئی۔

قادیانیوں کی جانب سے ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حدیث میں الفاظ ہیں فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي کہ وہ میری قبر میں دفن ہوں گے اور ایسا ممکن نہیں ہے اس لیے اس روایت کی کوئی ''تاویل'' کر دینی چاہیے۔

ہم کہتے ہیں کہ روایت بلکل واضح ہے اور اس میں تاویل کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جن الفاظ پر قادیانیوں نے عتراض کیا ہے اگر ان الفاظ کا معنی ہی سمجھ لیا جائے تو اعتراض باقی نہیں رہتا۔ حدیث میں الفاظ آئے ہیں فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي اور قبر مقبرہ کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے مصنف ابن ابی شیبہ کی دو احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

حدیث 1:- قَالَ: لَا يُصَلَّى إِلَى الْقَبْرِ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم 36379)

حدیث 2:- لَا يُصَلَّى إِلَى حَائِطِ حَمَّامٍ وَلَا وَسَطِ مَقْبَرَةٍ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم 36380)

یہاں ایک ساتھ دو حدیثیں ہیں ایک امر سے متعلق ایک حدیث میں قبر کا لفظ ہے۔ دوسری حدیث میں مقبرہ کا لفظ ہے۔ ایک ہی امر کے لیے ایک حدیث میں قبر اور دوسری میں اسی امر سے متعلق مقبرہ کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے کہ قبر بمعنی مقبرہ بھی مستعمل ہے۔ محدیثین نے بھی

اس جگہ قبر کا معنی مقبرہ ہی کیا ہے ﴿دیکھیں (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج۸ ص ۳۴۹۶) اور)لمعات التنقیح في شرح مشکاۃ المصابیح ج۸ ص ۷۴۳) ﴾

جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ میری تدفین جنت البقیع میں کی جائے۔ آپ کے عزیزوں نے درخواست کی کہ نبی ﷺ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اس کی رجسٹریشن نبی علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمادی ہے۔ وہ ہی یہاں پر دفن ہوں گے۔)لمعات التنقیح في شرح مشکاۃ المصابیح جلد 8 صفحہ 743)

چنانچہ آج تک روضہ شریف میں وہ جگہ پکار پکار کر مرزائیت کے غلط عقائد کا اعلان کر رہی ہے۔

ایک اور روایت مرقاۃ میں ہے "فَيُدْفَنُ فِي الْحُجْرَةِ الشَّرِيفَةِ" ﴿مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج۹ ص ۳۶۹۳﴾

جس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث میں قبر سے مراد مقبرہ ہے۔

ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے "فی" کا ترجمہ "مع" کیوں کیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں بھی بعض جگہ "فی" بمعنی "مع" مستعمل ہے، جیسے فرمایا

بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ (النمل: ۸)

یعنی موسیٰ علیہ السلام پر برکت نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھے نہ کے اندر۔ چناچہ امام رازی اس آیت کے تحت تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں

"وَهَذَا أَقْرَبُ لِأَنَّ الْقَرِيبَ مِنَ الشَّيْءِ قَدْ يُقَالُ إِنَّهُ فِيهِ" ﴿التفسیر الکبیر الجزء 24 الصفحۃ 544﴾

یعنی کبھی کبھار قریب ترین کے بارے میں کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ اسی میں ہے۔

اب یہ آخری حوالہ قادیانیوں کو ان کے گھر سے پیش کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے

"ممکن ہے کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہوں" روحانی ﴿خزائن جلد 3 صفحہ 356﴾

اس حوالے میں مرزا قادیانی نے قبر سے مراد مقبرہ بھی مانا ہے اور "قبر میں" سے مراد "روضہ کے پاس" بھی مانا ہے۔ آگے اللہ جسے ہدایت عطا فرمانا چاہے۔

ولا المهدي إلا عيسى ابن مريم روایت اور قادیانی دجل کا جواب

روایت

حدثنا يونس بن عبد الأعلى قال: حدثنا محمد بن إدريس الشافعي قال: حدثني محمد بن خالد الجندي، عن أبان بن صالح، عن الحسن، عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «لا يزداد الأمر إلا شدة، ولا الدنيا إلا إدبارا، ولا الناس إلا شحا، ولا تقوم الساعة إلا على شرار الناس، ولا المهدي إلا عيسى ابن مريم

قادیانی یہ روایت پیش کر کے کہتے ہیں کہ

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی فرد کے دو نام ہیں

جواب نمبر1

پہلے ہم روایت کی سند کو دیکھتے ہیں

اس سند میں یونس بن عبد الاعلی روایت کر رہے ہیں امام الشافعی سے جبکہ امام شافی سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے۔

عَن يُونُس قَالَ حَدثنَا الشَّافِعِي وَالصَّحِيح انه لم يسمعهُ مِنْهُ

﴿شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی وغیرہ جلد 1 صفحہ 293، میزان الاعتدال جلد 3 صفحہ 535﴾

قادیانی حضرات پہلے یونس کا امام شافی سے سماع ثابت کریں۔

اس کے بعد سند میں ایک راوی ہے جس کا نام ہے محمد بن خالد الجندی

1. ابو الفتح الازدی کہتے ہیں یہ "منکر الحدیث" ہے ﴿تاریخ الاسلام ذہبی جلد 4 صفحہ 1193﴾
2. امام حاکم کہتے ہیں یہ "مجھول" ہے ﴿تاریخ الاسلام ذہبی جلد 4 صفحہ 1193﴾
3. ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں یہ "ضعیف" ہے ﴿لسان المیزان جلد 9 صفحہ 405﴾
4. امام بیہقی کہتے ہیں یہ "مجھول" ہے ﴿تہذیب الکمال جلد 25 صفحہ 150﴾

جواب نمبر2

اس روایت کے بارے میں

:1 ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ حَدِيثَ: لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ

جان لو کہ لا المهدي إلا عیسی ابن مریم والی حدیث کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے

﴿مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد 8 صفحہ 3448

کتاب الفتن باب أشراط الساعۃ﴾

:2 امام شمس الدین ذہبی کہتے ہیں

لا مهدي إلا عيسى ابن مريم، وهو خبر منكر أخرجه ابن ماجة

لا المهدي إلا عيسى ابن مريم والی روایت منکر ہے جسے ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے

﴿میزان اعتدال جلد 3 صفحہ 535﴾

:3 شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں

وَالْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ: " «لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ» " رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ

وہ حدیث جس میں ہے لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے وہ ضعیف ہے

﴿منہاج السنہ النبویہ جلد 4 صفحہ 101﴾

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن قادیانیوں کو ان کے گھر تک پہنچانے کے لیے ان کے "مسیح موعود" کی تحقیق ان کے سامنے پیش کر دیتا ہوں

مرزا قادیانی صاحب لکھتے ہیں

:1 میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں کس قدر احادیث ہیں تمام مجروح و مخدوش ہیں ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر افتراء ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور میں ایسا نہیں ہوا۔

﴿ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم: :روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 356﴾

:2 مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے

﴿حقیقۃ الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 217﴾

:3 اور جہاں تک مہدی کی آمد سے متعلق احادیث کا تعلق ہے تو جانتا ہے کہ وہ سب کی سب ضعیف، مجروح ہیں اور ایک دوسرے کی مخالف ہیں یہاں تک کہ ابن ماجہ اور اس کے علاوہ دوسری کتب میں ایک حدیث آئی ہے لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ یعنی عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہوگا۔ پس کس طرح ان جیسی احادیث پر اعتبار کیا جا سکتا ہے جن میں شدت سے باہم اختلاف تناقض اور ضعف پایا جاتا ہے اور ان کے راویوں پر بہت جرح ہوئی ہے جیسا کہ محدثین پر یہ بات مخفی نہیں

﴿حمامۃ البشریٰ مع اردو ترجمہ صفحہ 331: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 314، 315﴾

جواب نمبر 3

امام مہدی اور مسیح ابن مریم علیہ السلام دونوں الگ الگ ہیں۔

حضرت امام مہدی کے بارے میں

:1 رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا.

مہدی میری نسل سے یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے ﴿ابوداؤد رقم الحدیث 4284﴾

اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے نہیں بلکہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں۔

2 : رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے

مہدی میرا ہم نام ہوگا یعنی ان کا نام محمد ہوگا

﴿ترمذی رقم الحدیث 2230﴾

اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت مسیح کا نام عیسیٰ ابن مریم ہے نہ کہ محمد

3 : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مہدی میری اہل بیت میں سے ہوگا

﴿ابو داؤد رقم الحدیث 4283﴾
اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے اہل بیت میں سے نہیں ہے
4 : رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
مہدی کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہو گا یعنی عبد اللہ
﴿مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث 37647﴾
اور ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت ابن مریم کے والد تھے ہی نہیں اللہ نے ان کو باپ کے بغیر پیدا فرمایا
ان روایات سے بھی واضح ہے کہ مہدی اور مسیح دونوں الگ الگ شخصیات ہیں

جواب نمبر 4

پہلے گزر چکے تمام جوابات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن قادیانی حضرات کے اطمینان کے لیے روایت کو درست مان بھی لیا جائے تو بھی قادیانیوں کا استدلال درست نہیں ہے۔
اگر روایت کو درست مانا جائے تو اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ
کامل ترین مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں
لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ سے مراد ہے کہ جو کامل ترین مہدی اس امت میں آئے گا وہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام ہوں گے۔
مطلب لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ میں "لا" نفی کمال کے لئے ہے نفی ذات واصل کے لئے نہیں۔
اس کی مثال احادیث سے بھی ملتی ہے جیسے فرمایا
لَا دِينَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ
﴿جامع معمر بن راشد رقم الحدیث 20192، مسند البزار رقم الحدیث 819، سنن الکبری للبیہقی رقم الحدیث 12694﴾
روایت میں مہدی کا اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ مہدی کا لغوی معنی یعنی "ہدایت والا" مراد ہے
جیسے کہ حدیث میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی مہدی کہا گیا ہے
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ مُعَاوِيَةَ، وَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ
﴿مسند احمد رقم الحدیث 17895﴾
مختصر یہ کہ اگر روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی قادیانیوں کا استدلال درست نہیں۔

ایک قادیانی کے سوالات اور ان کے جوابات

سوال نمبر1: رسول الی بنی اسرائیل

حضرت عیسی کے بارے میں قرآن میں خدا تعالی فرماتا ہے

رسول الی بنی اسرائیل

ترجمہ: کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے (رسول بن کر آئے)۔

کیا جب وہ واپس نازل ہونگے تو کیا ان سے نبوت چھین لی جاوے گی؟

اگر نہیں تو پھر مہر نبوت ٹوٹتی ہے اور اگر ہاں تو کس کتاب میں لکھا ہے کہ نبی سے نبوت چھین لی جاسکتی ہے؟

جواب

حضرت عیسی علیہ السلام جب دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے خلیفہ اور امت کے حاکم کی حیثیت میں نازل ہوں گے۔ ﴿صحیح البخاری حدیث 3448﴾ کیونکہ وہ نبی صرف بنی اسرائیل کے لئے تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

وَ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ

اور اسے بنی اسرائیل کے پاس رسول بنا کر بھیجے گا

﴿سورۃ ال عمران آیت 49﴾

اب ان کا دور نبوت ختم ہو چکا۔ اب دور نبوت رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اور اللہ کے حکم کے مطابق ہر زندہ نبی کو حضور ﷺ پر ایمان لانا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کی مدد کرنی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ : اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے، تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے، اور ضرور اس کی مدد کرو گے

﴿سورۃ آل عمران آیت 81﴾

اس آیت کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ نازل ہو کر حضور علیہ السلام کے امتی کی حیثیت سے دین اسلام کی تبلیغ کریں گے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نازل ہونے سے حضور علیہ السلام کی ختم نبوت میں کچھ فرق ہوتا ہے تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں ایک مثال کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں مثلاً ایک انسان کے دو بیٹے ہیں چھوٹا بیٹا اس کے لئے خاتم الاولاد ﴿جس اولاد کے بعد کوئی اولاد پیدا نہ ہو [رخ جلد 15 صفحہ 479]﴾ ہے۔ اب چھوٹا بیٹا فوت ہو گیا۔ تو اس کے فوت ہونے سے بڑا بیٹا خاتم اولاد نہیں بن جائے گا۔ خاتم اولاد تو چھوٹا ہی رہے گا کیونکہ وہ سب سے آخر میں پیدا ہوا تھا۔ بڑے بیٹے کے زندہ رہنے سے چھوٹے بیٹے کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ سلام کے بعد ہمارے نبی ﷺ پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کے آخری نبی بیٹے بنے ﴿کنز

العمال حدیث 32139) حضور علیہ الصلاۃ والسلام خاتم النبیین ہیں۔اب رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وصال فرما گئے مسیح علیہ السلام ابھی زندہ ہیں تو مسیح علیہ السلام کے زندہ رہنے سے رسول اللہ صل وسلم کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔خاتم النبیین پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ وسلم ہی ہیں۔

سوال نمبر2: فیھا تحیون وفیھا تموتون

خدا تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے

فیھا تحیون وفیھا تموتون

کہ اے لوگوں تم اس جہان میں ہی زندہ رہتے ہو اور اسی میں مر جاوگے۔

کیا حضرت عیسی علیہ السلام دوسرے تمام لوگوں سے الگ ہیں؟

یا ان پر قرآن کے اصول نہیں چل سکتے؟

وہ آسمان پر کس طرح چلے گئے جبکہ یہ آیت انکو آسمان پر جانے سے روکتی ہے۔

جواب

قرآن میں اللہ تعالی کے فرمان

قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ

فرمایا تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر نکالے جاؤ گے

(سورۃ الاعراف آیت 25)

کاہر گز یہ مطلب نہیں کے انسان ایک لمحہ کے لیے بھی زمین سے اوپر نہیں جاسکتا۔آیت میں ایک عمومی حکم بتایا گیا ہے کہ انسان کو جنت سے بے دخل کرنے کے بعد اس کے لئے زمین پر اس کے گھر اور رہنے کا انتظام کیا گیا ہے۔اگر قادیانی کہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی انسان زمین کے اوپر نہیں جاسکتا تو ہمارا سوال ہے کہ جتنے قادیانی اور جتنے دوسرے انسان ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہیں کیا ان پر قرآن کے اصول لاگو نہیں ہوتے۔جو جواب قادیانی ہوائی جہازوں میں سفر کرنے والے لوگوں کے لیے دیں گے وہی جواب ہمارا حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے سمجھ لیں۔ایک روسی ڈاکٹر ویلری پولیکوف (valeri polyakov) نے 14 ماہ (437 دن اور 18 گھنٹے) خلا میں گزارے۔اور بھی لوگ چاند پر اور خلا وغیرہ میں جاتے ہیں قادیانیوں سے سوال ہے کیا ان پر قرآن کے اصول لاگو نہیں ہوتے؟

ماھو جوابکم فھو جوابنا

دوسری بات ہم تو مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے زمین پر زندگی گزاری نزول کے بعد بھی زمین پر زندگی گزاریں گے اور زمین پر ہی فوت ہو گئے لیکن مرزا صاحب نے لکھا ہے

یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاؤیں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں (روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68،69)

اب مرزا صاحب نے یہ تو مان لیا کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان میں موجود ہیں لیکن یہ نہیں لکھا کہ وہ نازل ہوں گے۔ قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ایک نفس ہیں اور انہوں نے بھی فوت ہونا ہے اب بتاؤ کہ کیا وہ زمین پر نازل ہو کر فوت ہوگے یا آسمان میں فوت ہوگے۔ اگر آسمان میں فوت ہوگے تو تمہارے اصول کے مطابق آیت کے خلاف ہیں۔ اگر زمین پر نازل ہو کر فوت ہوگے تو ان کے نازل ہونے کی کوئی دلیل پیش کرو۔

سوال نمبر 3: ھل کنت الا بشرالرسولا

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کفار نے کہا کہ آپ ہمیں آسمان پر چڑھ کے دکھائیں اور آسمان سے کتاب لے آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے جو جواب دیا وہ قرآن نے محفوظ کر لیا کہ

ھل کنت الا بشرالرسولا

کہ میں تو محض ایک بشر رسول ہوں۔

تو محترم غور کریں کیا حضرت عیسی علیہ السلام بشر نہ تھے؟ یا نعوذ باللہ سرکار دوعالم سے بھی افضل تھے؟

حضور تو کہہ رہے ہیں میں آسمان پر نہیں چڑھ سکتا۔

حضرت عیسی علیہ السلام کیسے چڑھ گئے؟

جواب

کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے من چاہے معجزات طلب کر رہے تھے (لیکن قادیانیوں نے دھوکہ دینے کے لیے صرف ایک کا ذکر کیا اور وہ بھی آدھا) اس کے جواب میں اللہ کے حکم سے فرمایا گیا

سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا

سبحان اللہ! میں تو ایک بشر ہوں جسے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

کفار مطالبہ کر رہے تھے کہ کھجوروں کے باغ اور انگوروں کے باغ اگائیں، سونے کا گھر بنائیں، آسمان پر جائیں اور آپ کا آسمان پر جانا تب تک نہیں مانیں گے جب تک ہمارے لئے کتابیں نہ کے آئین وغیرہ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے اللہ کے حکم سے فرمایا کے میں تو ایک بشر ہوں اور اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں میں ذاتی طور پر یہ کام خود نہیں کر سکتا یعنی میں خدا نہیں کہ اپنی مرضی سے سب کچھ کر سکوں۔ مطلب یہ کہ یہاں انکار اس بات کا ہے کہ کوئی بھی فرد اپنی مرضی سے آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اس بات کا انکار نہیں ہے کہ اللہ بھی جس نبی کو چاہے اپنی مرضی سے آسمان پر نہیں لے جا سکتا۔ جیسے اللہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو پہلے جسم سمیت آسمان پر لے جا چکا تھا (واقعہ معراج)۔ اب کفار نے مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے لئے کتابیں بھی لے آئیں جو ہم خود پڑھیں۔ جواب میں کہا گیا

سبحان اللہ ! میں تو ایک بشر ہوں جسے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

ہم قادیانیوں سے سوال کرتے ہیں اس آیت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ اللہ کسی بھی انسان کو جسم سمیت آسمان پر نہیں لے جاسکتا۔ تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی حضرت مسیح علیہ السلام کو جسم سمیت آسمان پر لے گیا ہے۔اسی طرح اللہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو بھی جسم سمیت آسمان پر لے گیا تھا اور دوبارہ زمین پر بھی لے آیا ایک ہی رات میں ﴿واقعہ معراج﴾۔ مرزا قادیانی کے نزدیک تقریباً تمام صحابہ کا اس بات پر اجماع تھا کہ رسول اللہ ﷺ معراج کی رات جسم سمیت آسمان پر تشریف لے گئے۔﴿خلاصہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 247، 248﴾

سوال نمبر 4: واوصانی باالصلوته والزکاته مادمت حیا

قرآن پاک میں حضرت عیسی علیہ السلام کا بیان اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر لیا کہ

واوصانی باالصلوته والزکاته مادمت حیا۔

کہ خدا نے مجھے نماز پڑھنے اور زکاتہ دینے کا اس وقت تک حکم دیا ہے جب تک میں زندہ ہوں۔

اگر اب تک آسمان پر بیٹھے ہیں تو وہاں وہ زکاتہ کس کو دیتے ہیں ؟اور زکاتہ کا نصاب کیسے لاگو ہوتا ہے ؟

جواب

یہ سارا کلام حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی پیدائش کے پہلے دن فرمایا اس وقت وہ زندہ بھی تھے قادیانیوں سے سوال ہے کہ اس دن مسیح علیہ السلام نے کتنی نمازیں پڑھیں ان کے پاس کتنے پیسے تھے اور انہوں نے کتنی زکوۃ ادا کی۔دوسری بات زکوٰۃ صاحب نصاب آدمی پر فرض ہوتی ہے مسیح علیہ السلام کا صاحب نصاب ہونا قادیانی ثابت کر دیں زکوۃ کن کو دیتے ہیں کتنے دیتے ہیں وہ ہم ثابت کر دیتے ہیں۔

سوال نمبر 5: حضرت عیسی (علیہ السلام) اسلام کی تعلیم کس سے سیکھیں گے ؟

اگر محترم آپکے عقیدے کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نازل ہونگے تو وہ اسلام کی تعلیم کس سے سیکھیں گے ؟

اگر خدا انکو سکھائے گا تو پھر قرآن دوبارہ نازل کرنا پڑے گا جو کہ محال ہے۔اور اگر آپ یہ کہیں کہ وہ امت میں سے کسی سے قرآن سیکھیں گے تو وہ کس مسلک کا قرآن اور اسکی تشریح سیکھیں گے ؟اور کیا ایک مسلک پر سارے مسلک متفق ہو جاویں گے ؟

جواب

جب مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے تو اللہ تعالی ہی انہیں قرآن مجید کی تعلیم سکھائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ

اور وہی (اللہ) اس کو (یعنی عیسیٰ ابن مریم کو) کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دے گا۔

کتاب حکمت سے مراد قرآنی تعلیم ہے ﴿البقرہ آیت 151﴾

اب رہا یہ سوال کہ اگر اللہ قرآن سکھائے گا تو قرآن دوبارہ نازل کرنا پڑے گا تو عرض ہے مرزا قادیانی کو الہام ہوا

(اے مرزا) خدا نے تجھے قرآن سکھلایا

﴿تذکرہ صفحہ 294،178،35﴾

اب بتاؤ کیا مرزا قادیانی پر قرآن دوبارہ نازل ہوا یا نہیں۔

نزول عیسیٰ (علیہ الصلاۃ والسلام) کے منکرین کے چند سوالات کے جوابات

سوال 1 -: عیسیٰ علیہ السلام کا نزول نبی ورسول کی حیثیت سے ہوگا یا امتی کی حیثیت سے؟

جواب:-

عیسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھایا اس وقت وہ اللہ کے نبی اور رسول تھے، اسی طرح جب وہ دوبارہ نزول فرمائیں گے تب بھی اللہ کے نبی اور رسول ہی ہوں گے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہو جانے کے بعد حضرت مسیح علیہ سلام کا دور نبوت ختم ہو چکا اب دور نبوت ہمارے نبی علیہ السلام کا ہے، اس لیے مسیح علیہ اسلام جب نازل ہوں گے تو ہمارے نبی علیہ صلاۃ وسلام کے امتی کی حیثیت سے مسلمانوں کے عادل حکمران بن کر زندگی گزاریں گے۔

ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی وقت میں نبی اور امتی دونوں کیسے ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے بیان فرما دیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے

واذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (آل عمران :81)

اور (ان کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ : اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس) کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے، تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے، اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ اللہ نے (ان پیغمبروں سے) کہا تھا کہ : کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے دی ہوئی یہ ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا : ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے کہا : تو پھر (ایک دوسرے کے اقرار کے) گواہ بن جاؤ، اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی میں شامل ہوں۔

آیت میں اللہ فرماتا ہے کہ میں نے انبیاء سے عہد لیا (اور یقیناً مسیح علیہ الصلاۃ والسلام انبیاء میں شامل ہیں) کہ جب تمہارے پاس وہ نبی یعنی محمد ﷺ تشریف لائیں تو تم ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ یعنی آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ محمد ﷺ تشریف لائے تو اب ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دور نبوت ہے اگر اس دور میں کوئی نبی زندہ ہے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے قرآن کے حکم پر عمل کرنا ہے اور اس بات کا عہد اللہ نے پہلے سے ہی تمام انبیاء سے لے لیا تھا۔

اس لئے عیسیٰ علیہ الصلاۃ وسلام جب دوبارہ نازل ہوں گے تو وہ اپنے عہد کو پورا فرمائے گے اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر آپ کے امتی کی حیثیت سے ان کے دین کی نصرت فرمائی گے۔

سوال2:-اگر عیسیٰ علیہ السلام ایک امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تو کیا ایک امتی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سب اہل کتاب اور غیر مسلموں کو یہ کہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ؟

جواب:-

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہونگے۔(النساء:159)

یہ بات تو قرآن مجید ارشاد فرما رہا ہے کہ تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی کو یہ دعوت دینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی کہ مجھ پر ایمان لاؤ، عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور رسول اللہ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے دین اسلام کی نصرت کرنا ہی دین اسلام کی صداقت کی بہت بڑی اور واضح دلیل ہو گی جس کی وجہ سے تمام اہل کتاب دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ آپ پہلے اوپر لکھ کر آچکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ اسلام کا دور نبوت ختم ہو چکا اب رسول اللہ ﷺ کا دور نبوت ہے تو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا کیا مطلب؟ تو جواب عرض ہے کہ

ہمیں نبی علیہ السلام نے جو دین عطا فرمایا ہے اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر ایمان رکھا جاتا ہے۔اور تمام انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔اگر بالفرض حضرت مسیح علیہ سلام آکر کسی کافر کو دعوت دیتے ہیں کہ مجھ پر ایمان لاؤ تو بھی یہ دین اسلام کے خلاف نہیں بلکہ دین اسلام کی نصرت ہی ہے، کہ مسیح علیہ سلام ایک اسلامی عقیدے کی تبلیغ فرما رہے ہیں، لیکن مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد جو کام انہوں نے سر انجام دینے ہیں ان کے بارے میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا ، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ آنے والا ہے جب ابن مریم) عیسیٰ علیہ السلام (تم میں ایک عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے اتریں گے۔ وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، سوروں کو مار ڈالیں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے۔اس وقت مال کی اتنی زیادتی ہو گی کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا۔(صحیح البخاری رقم:2222)

تو یہ وہ کام ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں کہ مسیح علیہ اسلام نے نازل ہو کر کرنے ہیں۔

سوال3:-قرآن حکیم میں جہاں ساری انسانیت اور اہل کتاب کو دعوت اسلام دی گئی ہے کیا وہاں یہ بات کہی گئی ہے کہ تم ایک امتی یعنی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر بھی ایمان لانا؟

جواب:-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور اللہ نے قرآن مجید میں اپنے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (البقرۃ:۲۸۵)

یہ رسول (یعنی حضرت محمد صلی۔اللہ۔علیہ۔وآلہ۔وسلم) اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اور (ان کے ساتھ) تمام مسلمان بھی۔یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔(وہ کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان لائیں، کسی پر نہ لائیں) اور وہ یہ کہتے ہیں کہ : ہم نے (اللہ اور رسول کے احکام کو توجہ سے) سن لیا ہے، اور ہم خوشی سے (ان کی) تعمیل کرتے ہیں۔اے ہمارے پروردگار! ہم آپ کی مغفرت کے طلبگار ہیں۔اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ (آل عمران :۱۷۹)

لہذا تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو۔اور اگر ایمان رکھو گے اور تقوی اختیار کرو گے تو زبردست ثواب کے مستحق ہو گے۔

اسی طرح اور بھی آیات ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا حکم ہے اور ان آیات سے حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے۔ہمارا تو ایمان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اسلام کے لئے ضروری ہے اگر کوئی شخص کسی ایک نبی کا بھی انکار کر دے تو وہ مسلمان نہیں رہتا اگر آپ اس کے خلاف مدعی ہیں تو کوئی دلیل پیش کریں۔

حضرت مسیح علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے امتی بھی ہوں گے اور نبی بھی یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

سوال4:-کیا قرآن وحدیث میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بطور امتی ہوگا؟

عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ نزول کے وقت ''نبی'' کی بجائے ''امتی'' ماننے سے ان کی نبوت کا انکار تو لازم نہیں آئے گا؟) کیونکہ بزبان عیسیٰ علیہ السلام قرآنِ حکیم میں سورۂ مریم آیت نمبر:۳۰ میں ہے وَجَعَلَنِي نَبِيًّا اور اس (اللہ) نے مجھے نبی بنایا ہے۔''

جواب:-

قرآن مجید کی ایک آیت پہلے بھی پیش کی جاچکی ہے جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو جائیں تو ان کا دور نبوت شروع ہو جائے گا اور باقی انبیاء علیہم السلام کو حکم تھا اگر کوئی اس دور میں موجود ہو تو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے اور آپ کے امتی کی حیثیت سے آپ ﷺ کی مدد کرے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ(آل عمران: 81)

اور (ان کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ : اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے، تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے، اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ اللہ نے (ان پیغمبروں سے) کہا تھا کہ : کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے دی ہوئی یہ ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا : ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے کہا : تو پھر (ایک دوسرے کے اقرار کے) گواہ بن جاؤ، اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی میں شامل ہوں۔

اس آیت سے جس طرح یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے نزول فرمائیں گے اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کا امتی ماننے سے ان کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

آیت مبارکہ میں انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا ہے آگے یہ نہیں فرمایا گیا کہ ایمان لانے کے بعد ان کی نبوت (معاذ اللہ) ختم ہو جائے گی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور صلی اللہ وسلم کا امتی ماننے سے ان کی نبوت میں فرق نہیں پڑتا اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا ذکر فرماتے ہوئے مسیح علیہ السلام کو بار بار نبی اللہ عیسیٰ، نبی اللہ عیسیٰ ارشاد فرمایا۔ (صحیح مسلم رقم :7373)

اگر مسیح علیہ السلام کی نبوت پر رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے کوئی فرق پڑنا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ مسیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے ان کو نبی اللہ عیسیٰ کبھی نہ کہتے۔

سوال 5:-اگر عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول کی حیثیت سے آئیں گے تو اس وقت آخری نبی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟

کیا محمد ﷺ کی بعثت کے بعد بھی کس نبی یا رسول کی ضرورت ہے؟

جواب:-

جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے تو آخری نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی رہیں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام رسول اللہ ﷺ سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ آپ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے تھے اس لیے آخری رسول اللہ ﷺ ہیں نہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام۔

اس بات کو ایک مثال کے ساتھ سمجھیں (بغیر تشبیہ کے)۔ فرض کریں ایک آدمی ہے اس کے تین بیٹے ہیں، بڑے بیٹے کا نام بکر ہے اس سے چھوٹے کا نام زید ہے اور آخری بیٹے کا نام عمرو ہے۔ اب کچھ دن گزرے تو اس آدمی کے آخری بیٹے یعنی عمرو کا انتقال ہو گیا۔ تو کیا اب یہ کہنا درست ہو گا کہ زید اس آدمی کا آخری بیٹا ہے ہر گز نہیں بلکہ یہ کہا جائے گا اس کا آخری بیٹا عمرو تھا جس کا انتقال ہو گیا ہے لیکن اس کا بڑا بھائی (عمرو کے لحاظ سے) ابھی زندہ ہے۔ آدمی کا آخری بیٹا عمرو ہی رہے گا لیکن اللہ نے اس کو زندگی زید اور بکر سے کم عطا کی۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء کے بعد سب سے آخر میں مبعوث فرمایا اور آپ اپنی ساری زندگی اللہ کے دین کی تبلیغ کرتے رہے اور اپنی زندگی مکمل فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے لیکن مسیح علیہ السلام جو آپ صلی اللہ وسلم سے پہلے مبعوث ہوئے تھے اللہ تعالی نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی مکمل نہیں فرمائی اب قرب قیامت آپ دوبارہ نازل ہوں گے اور اپنی زندگی کو مکمل فرمائیں گے اس کے بعد آپ بھی باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے۔(اس عقیدہ پر بے شمار احادیث اور اجماع امت دلیل ہے)

رہا سوال کا دوسرا حصہ کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے مبعوث ہو جانے کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ تو جواب عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہو جانے کے بعد کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام حضور علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہو چکے ہیں آپ اپنے عہد جو اللہ سے کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی مدد کریں گے کو پورا کرنے کے لئے دوبارہ نازل ہوں گے۔

''رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں'' یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے موجود زندہ نبی فوت ہو جائے گا۔اس لیے یہ عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کے انکار کی دلیل نہیں بنتا۔

سوال 6:- اگر تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں آنے والی ہستی عیسیٰ علیہ السلام کو مانا جائے تو محمد ﷺ کے اس فرمان کا: «فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ» ''میں تمام نبیوں کے آخر پر ہوں اور میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' کا کیا معنیٰ و مفہوم ہوگا؟

جواب:-

پہلے جواب دیا جا چکا ہے کہ ہم حضرت محمد ﷺ کو ہی تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد مبعوث ہونے والی ہستی مانتے ہیں، اس عقیدے پر دلیل آپ نے خود ہی پیش کر دی کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا «فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ» ''میں تمام نبیوں کے آخر پر ہوں اور میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' ہمارا بھی یہی ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد یعنی سب سے آخر میں مبعوث ہونے، تمام انبیاء بمع حضرت مسیح علیہ السلام حضور سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

سوال 7:- عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا اور وہاں صدیوں رہنا اور پھر زمین پر نزول فرمانا اللہ کی نعمتوں میں سے ہے یا نہیں؟

(اگر نعمتوں میں سے ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی نعمتیں یاد کرائے گا۔ ان نعمتوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، پھر زمین پر نزول فرمانے کا کوئی ذکر نہیں ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟) کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اتنی بڑی نعمت کا ذکر کرنا بھول گئے ہیں یا آسمانوں پر اٹھایا جانے کا واقعہ ہی رونما نہیں ہوا ہے؟

جواب:-

بے شک حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا اللہ کا ایک بہت بڑا انعام ہے۔ آگے جو آپ نے بات فرمائی ہے کہ ''تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی نعمتیں یاد کرائے گا۔ ان نعمتوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، پھر زمین پر نزول فرمانے کا کوئی ذکر نہیں ہے، اس کی کیا وجہ ہے ؟'' تو اس کا جواب بھی عرض ہے کہ اللہ تعالی نے جہاں حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنی نعمتیں یاد کروائیں ہیں وہاں اس انعام کا بھی ذکر فرمایا ہے شاید آپ کی نظر نہیں پڑی ہو ہم آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں

اللہ ارشاد فرماتا ہے

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا... (المائدہ:110)

۔(یہ واقعہ اس دن ہو گا) جب اللہ کہے گا : اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا تھا، جب میں نے روح۔القدس کے ذریعے تمہاری مدد کی تھی۔ تم لوگوں سے گہوارے میں بھی بات کرتے تھے، اور بڑی عمر میں بھی۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ انعامات یاد کرا رہا ہے جو اللہ نے ان پر کیے۔ ان میں سے ایک انعام کہولت میں خارق عادت گفتگو کرنا بھی ہے۔ یہاں کہولت میں گفتگو کو خارق عادت ہی ماننا پڑے گا کیوں کہ پہلے مہد میں خارق عادت گفتگو کا تذکرہ ہے۔ اور آیت کا سیاق وسباق بھی بتا رہا ہے کہ اللہ کے انعامات کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اگر کہولت میں گفتگو کو خارق عادت نہ مانا جائے تو ہر انسان ہی کہولت میں گفتگو کرتا ہے اس میں حضرت مسیح علیہ اسلام کی کیا فضیلت ہے یا ان پر کیا انعام کیا گیا۔

اور کہولت میں خارق عادت گفتگو نزول کے بعد ہی ممکن ہے۔ نہیں تو کہولت میں گفتگو تو ہے لیکن خرق عادت نہیں۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ امت کے مفسرین نے بھی یہ ہی بات فرمائی ہے (دیکھیں تفسیر جلالین و تفسیر کبیر ذیل آیت کریمہ)

تو مختصر یہ کہ آیت مبارکہ کے سیاق وسباق سے یہ بات ماننی پڑے گی کہ کہولت میں مسیح علیہ السلام کی جس گفتگو کا ذکر ہے وہ خارق عادت گفتگو ہے، اور کہولت کی گفتگو خارق عادت تب ہی ممکن ہے جب اسے نزول من السماء کے بعد کی گفتگو مانا جائے۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالی جب مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے انعامات یاد دلوائے گا وہاں ان کے رفع و نزول والے انعام کا ذکر بھی فرمائیے گا بروز قیامت۔

آخر میں آکر جناب نے یہ الفاظ لکھیں

''بلکہ حقیقت یہ ہے کہ : محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے ذریعے تمام انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو ختم اور بند کر دیا ہے۔ اب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بطور امتی یا نبی نہیں ہو گا۔ آپ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے ہیں، جن میں عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ ہر لحاظ سے عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو منظم سازش سے مسلمانوں میں پھیلایا گیا ہے۔ ''

گزارش یہ ہے کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ ''محمد ﷺ خاتم النبیین ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کے ذریعے تمام انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو ختم اور بند کر دیا ہے'' مگر اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو اللہ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا

قرب قیامت اللہ کے حکم سے نازل نہیں ہوں گے۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ نے سلسلہ نبوت ختم فرما دیا ہے مگر اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو زندہ آسمان پر موجود ہیں فوت ہو چکے ہیں۔

عقیدہ حیات مسیح عیسائیوں سے مسلمانوں میں آیا ہے کا جواب

جہاں تک دوسرے عتراض کا تعلق ہے کہ یہ عقیدہ عیسائیوں سے مسلمانوں میں آیا ہے تو عرض یہ ہے کہ عیسائی بھی اللہ کو مانتے ہیں اور مسلمان بھی اللہ کو مانتے ہیں تو کیا صرف اس بنا پر کے عیسائی اللہ کو مانتے ہیں ہم اللہ کا انکار کر دیں؟

ممکن ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ عیسائیوں کے نظریہ اور مسلمانوں کے نظریہ میں بہت فرق ہے تو عرض یہ ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کے نظریہ اور عقیدہ میں بھی عیسائیوں میں اور مسلمانوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ آپ کو ذات باری کے متعلق تو یہ خیال آگیا کہ ان کے نظریہ میں اور ہمارے نظریہ میں فرق ہے حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کے متعلق آپ کو یہ سوچ کیوں نہ آئی۔ ہم آپ کے سامنے عیسائی نظریہ اور مسلم نظریہ میں موجود کچھ فرق پیش کر دیتے ہیں

فرق نمبر 1۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کو یہودیوں نے پکڑ لیا یہودیوں نے معاذ اللہ آپ کی توہین کی، اور وہ توہین کی کچھ تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارا یہ نظریہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ نے یہودیوں کے شر سے محفوظ رکھا، یہودی آپ کو ہاتھ تک نہ لگا سکے، اور ہم عیسائیوں کے اس خیال کہ حضرت مسیح علیہ اسلام کی توہین کی گئی کو کذب و دروغ اور کفر صریح سمجھتے ہیں۔

لقوله تعالى: وجيها في الدنيا و الاخرة

فرق نمبر 2۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکایا گیا جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب، بلکہ اسلام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکائے جانے کے عقیدے کو خالص کفر سمجھتا ہے۔

فرق نمبر 3۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام تین دن قبر میں مدفون رہے اسلام اس کی سرے سے ہی نفی کرتا ہے۔

اس قدر فرق کے باوجود اگر کوئی یہ کہے کہ مسلمانوں کے اور عیسائیوں کے عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں تو یہ دجل نہیں تو اور کیا ہے۔

رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام ایک اسلامی عقیدہ

(ایک منکر حدیث کی تحریر "رفع و نزول عیسی علیہ السلام ایک نقطہ نظر" کا جواب)

حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع اور نزول کا عقیدہ ایک ایسا اسلامی عقیدہ ہے جو قرآن مجید کی آیات اور احادیث متواترہ کے ساتھ ساتھ امت کے اجماع سے بھی ثابت ہے۔ آج کل کے منکرین حدیث اور قادیانی حضرات اس عقیدے کا انکار کرنے کے لئے اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے روایتی دجل سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ کوئی اجماعی عقیدہ نہیں ہے (معاذ اللہ)۔ اسی طرح ایک منکر حدیث صاحب نے ایک مضمون لکھا اور اس کی ابتدا ہی اس جھوٹ اور دجل سے کی کہ "عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے اور واپس بھیجے جانے کے بارے میں شروع سے مختلف رائے رہی ہے، دونوں طرف امت کے عظیم اور ذہین اور فطین لوگ رہے ہیں "

جب کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع اور نزول کا عقیدہ ایک اجماعی عقیدہ ہے جو کہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ تفسیر البحر المحیط میں ہے

''وأجمعت الْأُمَّةُ عَلَى مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ: أَنَّ عِيسَى فِي السَّمَاءِ حَيٌّ، وَأَنَّهُ يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ.'' (البحر المحيط جلد 3 صفحه 177)

تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسے کی احادیث متواتر سے ثابت ہے۔

جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے کہ ''دونوں طرف امت کے عظیم اور ذہین و فطین لوگ رہے ہیں'' تو امت کے علماء سے پوچھ لیتے ہیں کہ انکار نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے والے لوگ کون ہیں، علامہ سفارینی شرح عقیدہ سفارینیہ میں لکھتے ہیں

''وَأَمَّا الْإِجْمَاعُ فَقَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى نُزُولِهِ وَلَمْ يُخَالِفْ فِيهِ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الشَّرِيعَةِ، وَإِنَّمَا أَنْكَرَ ذَلِكَ الْفَلَاسِفَةُ وَالْمَلَاحِدَةُ مِمَّنْ لَا يُعْتَدُّ بِخِلَافِهِ، وَقَدِ انْعَقَدَ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ عَلَى أَنَّهُ يَنْزِلُ وَيَحْكُمُ بِهَذِهِ الشَّرِيعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَلَيْسَ يَنْزِلُ بِشَرِيعَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ عِنْدَ نُزُولِهِ مِنَ السَّمَاءِ وَإِنْ كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَائِمَةً بِهِ وَهُوَ مُتَّصِفٌ بِهَا'' (عقيدة سفارينية جلد 2 صفحه 90، لوامع الأنوار البهية جلد 2 صفحه 95)

یعنی رہا اجماع سو تمام امت محمدیہ ﷺ کا جمع ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے اور اہل اسلام میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں، صرف فلاسفہ اور ملحد اور بے دین لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے جن کا اختلاف قابل اعتبار نہیں، اور نیز تمام امت کا اجماع اس پر ہوا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے موافق حکم کریں گے مستقل شریعت لے کر آسمان سے نازل نہ ہوں گے۔ اگرچہ وصف نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگا۔

توجناب منکر حدیث صاحب جن کو ''امت کے عظیم اور ذہین و فطین لوگ'' کہ رہے ہیں امت تو انکو فلاسفہ ملحد اور بے دین لوگوں کہتی ہے۔ اگر آپ کے نزدیک بے دین ہونا عظیم ہونا ہے تو یہ نظریہ آپ کو ہی مبارک ہو۔

اس کے بعد ایک بے باقی یہ کی گئی کہ امام مہدی اور دجال کے بارے میں جتنی احادیث آئیں ہیں ان سب کا انکار کر دیا گیا۔ فلاسفہ، ملحد اور بے دین لوگوں کی وہ باتیں جو انہوں نے خود سے بنائی ہیں قبول کر لینا اور ان باتوں کی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا انکار کر دینا اور رسول اللہ ﷺ کی وہ احادیث جو سچی ہیں اور آپ ﷺ نے اللہ کی وحی آنے کے بعد ارشاد فرمائی ہیں ان کا انکار کر دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟

امام مہدی کا ذکر تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ میں آیا ہے۔ امام ابوالحسن محمد بن الحسین الابری فرماتے ہیں

''قد تواترت الاخبار واستفاضت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بذكر المهدي،'' (المنار المنيف في الصحيح و الضعيف صفحة ١٤٢)

مہدی کا ذکر تو رسول اللہ ﷺ کی متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے۔

آگے سنن ترمذی سے ایک حدیث نقل کی ہے اور لکھا ہے "۔۔۔اور دوسری طرف قرآن اس) دجال کے) ذکر سے خالی ہو؟ وہ قرآن جس کے بارے میں نبی پاک خود فرمائیں کہ اس میں تم سے پہلوں کی خبریں بھی ھیں اور قیامت تک آنے والے واقعات کی پیش گویاں بھی ھیں"
ترمذی شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں

قَالَ: كِتَابُ اللهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ (سنن ترمذی رقم 2906)

آپ نے فرمایا کتاب اللہ، اس میں تم سے پہلے کے لوگوں کی خبریں ہیں اور بعد کے لوگوں کی بھی خبریں ہیں۔
یہ ہیں وہ حدیث کے الفاظ اور ہم ان کو مانتے ہیں اور ان پر ایمان رکھتے ہیں لیکن جناب نے جو لکھا ہے کہ "اور قیامت تک آنے والے واقعات کی پیش گوئی بھی ہے" یہ الفاظ ہمیں حدیث میں سے کہیں نہیں ملے۔
جناب کی یہ دلیل کہ مہدی اور دجال کا چونکہ قرآن مجید میں ذکر نہیں ہے اس لئے ان کے وجود کا ہی انکار کر دیا جائے، کا جواب یہ ہے کہ امام مہدی اور دجال کی خبر امت کو رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اور قرآن میں اللہ فرماتا ہے

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر آیت 7)

اور رسول تمہیں جو کچھ دیں، وہ لے لو، اور جس چیز سے منع کریں، اس سے رک جاؤ،
اور قرآن مجید کو سمجھنے ہے تو رسول اللہ ﷺ سے سمجھنا ہو گا، یہ بھی قرآن مجید میں ہی فرما گیا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا ہے

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (النحل آیت 44)

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تم پر بھی یہ قرآن اس لیے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے ان باتوں کی واضح تشریح کر دو جو ان کے لیے اتاری گئی ہیں، اور تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔
اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کا فرض بیان فرمادیا ہے کہ آپ ﷺ پر یہ کتاب اس لئے نازل فرمائی گئی کہ آپ اس کی تشریح اپنی امت کو بیان فرمادیں۔ امام مہدی کی آمد اور دجال کے خروج کا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ وہ شخصیت ہیں جو اپنی مرضی سے کلام بھی نہیں کرتی، اللہ فرماتا ہے

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (النجم آیت 4،3)

اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔
رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی تشریح کا واحد ذریعہ ہیں اگر کوئی بات قرآن مجید میں موجود نہیں اور اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی خبر امت کو دی ہے تو وہ بھی بغیر شک و شبہ کے درست ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں نماز کی رکعات کا ذکر نہیں صرف "اقامۃ الصلاۃ" یعنی نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ تو اب کوئی منکر حدیث جناب کی طرح کا کھڑا ہو کر کہے کہ جناب چونکہ قرآن میں نماز کی رکعات کا ذکر نہیں اس لیے میں اپنے بنائے ہوئے طریقہ سے نماز قائم کرواں گا۔ یہ بغاوت ہے دین اسلام کے ساتھ۔ آپ نے سنن ترمذی سے روایت نکل کی تو سنن ترمذی میں اور بھی احادیث ہیں جن میں واضح طور پر نزول مسیح علیہ السلام، امام مہدی اور خروج دجال کا بیان موجود ہے۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث نہیں دیکھی، امام ترمذی لکھتے ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ المَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ. (سنن ترمذی رقم 2233)

ابو هریرہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! عنقریب تمہارے درمیان عیسیٰ بن مریم حاکم اور منصف بن کر اتریں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے، سور کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، اور مال کی زیادتی اس طرح ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول کرنے والا نہ ہو گا ''

حدیث میں واضح طور پر موجود ہے اللہ کے نبی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے۔

جناب نے جو یہ لکھا تھا کہ ''اگر مھدی اور دجال کو بریکٹ کھول کر اس تکون کے سیٹ سے باھر نکال لیں تو، عیسی علیہ السلام کے لئے جو مشن منتخب کیا گیا واپس بلانے کے لئے وہ مشن ھی ختم ھو کر رہ جاتا

ھے،، لہذا ان کی واپسی کا تنازع ھی نہیں رھتا ''

اس کا بھی رد اس حدیث میں موجود ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ ابن مریم نازل ہو گئے اور امام مہدی یا دجال کسی کا ذکر بھی نہیں فرمایا۔ مسیح علیہ السلام کا نزول ہو گا اور ضرور ہو گا کیونکہ یہ بات اللہ کے نبی علیہ السلام نے قسم اٹھا کر فرمائی ہے۔ یہ اسی کتاب ترمذی شریف کی حدیث ہے جس سے آپ نے بھی حدیث نکل کی ہے) چونکہ حدیث سے آپ کا غلط دعویٰ ثابت نہیں ہوتا تھا اس لیے آپ نے اپنی طرف سے بھی الفاظ کا اضافہ کیا) اور اس میں حضرت مسیح علیہ اسلام کے دوبارہ نزول کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور اس میں نہ مہدی کا ذکر ہے اور نہ ہی دجال کا ذکر ہے تو آپ کا یہ کہنا کہ ''اگر مھدی اور دجال کو بریکٹ کھول کر اس تکون کے سیٹ سے باھر نکال لیں تو، عیسی علیہ السلام کے لئے جو مشن منتخب کیا گیا واپس بلانے کے لئے وہ مشن ھی ختم ھو کر رہ جاتا

ھے'' جھوٹ اور دجل نہیں تو اور کیا ہے۔

امام مہدی کے بارے میں اسی ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے، اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا

فَقَالَ: إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا، زَيْدٌ الشَّاكُّ، قَالَ: قُلْنَا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: سِنِينَ قَالَ: فَيَجِيءُ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَيَقُولُ: يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ: فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ. (ترمذی رقم 2232)

میری امت میں مہدی ہیں جو نکلیں گے اور پانچ، سات یا نو تک زندہ رہیں گے،) اس گنتی میں زید العمی کی طرف سے شک ہوا ہے''، راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کیا: ان گنتیوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: سال (آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ان کے پاس ایک آدمی آئے گا اور کہے گا: مہدی! مجھے دیجئیے، مجھے دیجئیے، آپ نے فرمایا: ''وہ اس آدمی کے کپڑے میں) دینار و درہم (اتنا رکھ دیں گے کہ وہ اٹھا نہ سکے گا''۔

اسی طرح یہ ہی ترمذی ہے اور اس میں اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے دجال کے بارے میں

ابو عبیدہ بن الجراح فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلاَّ قَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ بَعْضُ مَنْ رَآنِي أَوْ سَمِعَ كَلاَمِي قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، فَكَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: مِثْلُهَا، يَعْنِي الْيَوْمَ، أَوْ خَيْرٌ(ترمذی رقم 2234)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں بھی تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں“، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس کا حال بیان کیا اور فرمایا: ”ہو سکتا ہے مجھے دیکھنے والے یا میری بات سننے والے کچھ لوگ اسے پالیں“، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس دن ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”آج کی طرح یا اس سے بہتر“۔

آگے آپ نے لکھا ہے کہ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالی نے یہودیوں اور عیسائیوں کے غلط عقائد کا رد کیا ہے ”اب سورہ آل عمران میں عیسائیت اور یہودیت کے عقائد کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ھے“ اور آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے رفع و نزول کا عقیدہ عیسائیوں کا بھی ہے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ غلط تھا تو اللہ تعالی نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کا رد کیوں نہ فرمادیا؟ اللہ تعالی نے عیسائیوں کے باقی غلط عقائد کا رد فرمایا ہے،

جیسے فرمایا

ردالوہیت مسیح

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ (المائدہ آیت 72)

وہ لوگ یقیناکافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔

رد تثلیث

لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (المائدہ آیت 73)

وہ لوگ یقیناکافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ : اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔

ردابنیت

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ (التوبہ آیت 30)

یہودی تو یہ کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصرانی یہ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ سب ان کی منہ کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ یہ ان لوگوں کی سی باتیں کر رہے ہیں جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں۔ اللہ کی مار ہو ان پر! یہ کہاں اوندھے بہکے جا رہے ہیں؟

ردصلیب

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ (النساء آیت 157)

نہ انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا، نہ انہیں سولی دے پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔

رد کفارہ

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (بنی اسرائیل آیت 15)

اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اب رہا عیسائیوں کا عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام، تو ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید نے اس عقیدے کا رد کہا کیا ہے؟ اگر یہ عقیدہ بھی باقی عقائد کی طرح غلط اور باطل تھا تو قرآن مجید میں اس کا رد ضرور ہونا چاہیے تھا۔ جب کہ ہم دعویٰ کے ساتھ یہ بات کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں اس عقیدہ کا رد کیا گیا ہوں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے رفع مسیح علیہ السلام کے عقیدے کو خود ان الفاظ میں بیان فرمایا

بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (النساء آیت 158)

بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا، اور اللہ بڑا صاحب اقتدار، بڑا حکمت والا ہے۔

آگے منکر حدیث صاحب نے اپنی کم علمی اور جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"یہود کہتے ھیں کہ ھم نے عیسی علیہ السلام کو سولی چڑھادیا یعنی صلیب پہ مار دیا،، اور یہود کے نزدیک صلیب کی موت جنت کا رستہ بند کر دیتی ھے،،" من وضع علی الخشب فھو ملعون " جو لکڑی پہ رکھ دیا گیا وہ ملعون ھوگا" یہ یہود کا عقیدہ ھے۔ "

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہود کا صرف یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے مسیح ابن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالی نے ان کا یہ دعویٰ نکل فرمایا ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ (النساء آیت 157)

اور یہ کہا کہ : ہم نے اللہ کے رسول مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا تھا۔

اور یہودیوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ "صلیب کی موت جنت کا راستہ بند کر دیتی ہے" یہ منکر حدیث صاحب کی کم علمی کی دلیل ہے۔ آگے چل کر جو انہوں نے دلیل دی ہے کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے صلیب کی موت جنت کا راستہ بند کر دیتی ہے وہ پولیس کا ایک خط ہے جو اس نے گلیتیوں کو بھیجا۔

"کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے "(گلیتیوں، باب 3 جملہ 13)

تو جناب منکر حدیث صاحب یہ پولس تو ایک عیسائی تھا۔ اس کی کہی ہوئی بات یہودیوں کا عقیدہ کیسے ہو گی۔ عہد نامہ قدیم میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی ہوئی۔ پولیس نے کفارہ کے عقیدہ کو فروغ دینے کے لیے یہ بات خود سے ایجاد کی ہے۔ عہد نامہ قدیم میں تو یہ لکھا ہوا ہے

"اور اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت سے ٹانگ دے، تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے بلکہ تو اسی دن اسے دفن کر دینا کیونکہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے تانہ ہو کہ تو اس ملک کو ناپاک کر دے جسے خداوند تیرا خدا تجھ کو میراث کے طور پر دیتا ہے۔"(استثناء باب 21 جملہ 23-22)

یہودیوں کا عقیدہ تو یہ ہے جو عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے، اس میں تو یہ بات نہیں کہ ''جو لکڑی پر رکھ دیا گیا وہ ملعون ہو گیا'' یہاں تو کسی کے معلون ہونے کا سبب اس کا ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے وہ واجب القتل ہو جائے۔ اور یہاں لکڑی)صلیب(پر رکھنے کا بھی ذکر نہیں بلکہ مرنے کے بعد درخت پر ٹانگے جانے کا ذکر ہے۔

مختصر یہ کہ جناب کا یہ کہنا کہ ''یہود کے نزدیک صلیب کی موت جنت کا رستہ بند کر دیتی ھے'' جناب کی کم علمی کی دلیل ہے یہود کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ ''دروغ گو را حافظہ نہ باشد'' جھوٹے کو یہ یاد نہیں رہتا کہ اس نے پہلے کیا بات کہی ہے، یہ ہی حال ہمارے منکر حدیث صاحب کا ہے پہلے یہ لکھ آئے ہیں کہ

''اگر مھدی اور دجال کو بریکٹ کھول کر اس تکون کے سیٹ سے باھر نکال لیں تو، عیسی علیہ السلام کے لئے جو مشن منتخب کیا گیا واپس بلانے کے لئے وہ مشن ھی ختم ھو کر رہ جاتا ھے ''

اور اب یہ فرماتے ہیں کہ

''جبکہ عیسائی تسلیم کرتے ھیں کہ عیسی صلیب پہ تو چڑھے،، مگر وہ وھاں مر کر دوبارہ زندہ ھو گئے اور آسمان پہ چڑھ کر باپ کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور قربِ قیامت میں دوبارہ آ کر یہود سے بدلہ لیں گے اور ان سب کو ھلاک کریں گے، اس زمین پر اللہ کی مرضی اسی طرح نافذ کریں گے کہ جس طرح آسمان پہ اس کی مرضی چلتی ھے، جس طرح آسمان پہ کوئی کافر نہیں زمین پر بھی کوئی کافر نہیں رھے گا، دودھ اور شھد کی نہریں بہیں گی،، ھر چیز میں برکت ھو جائے گی اور نفرت اور دشمنی نہ صرف انسانوں میں بلکہ جانوروں میں بھی ختم ھو جائے گی، انسانوں کا ھی نہیں سانپوں کا زھر بھی ختم ھو جائے گا اور ایک بچہ بڑے آرام سے سوراخ میں ھاتھ ڈال کر سانپ کو کھینچ کر باھر نکالے گا اور اس کے ساتھ کھیلے گا، الغرض اللہ کی مرضی عیسی آ کر پوری کریں گے،، اور یہی سب کچھ کاربن پیپر نیچے رکھ کر ھماری حدیثوں میں نقل کیا گیا ھے ترتیب تک تبدیل کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئ ''

ہمارا سوال ہے منکر حدیث صاحب سے کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اگر مہدی اور دجال کے وجود کا انکار کر دیا جائے تو مسیح علیہ السلام کے واپس آنے کا مشن ہی ختم ہو جاتا ہے اب آپ کہہ رہے ہیں کہ عیسائی جو عقیدہ رکھتے ہیں مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد واقعات کا وہی کاربن پیپر نیچے رکھ کے احادیث میں نقل کر دیا گیا ہے اور مہدی یا دجال کا ذکر تک نہیں ہے عیسائی مذہب میں، اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے پہلے جھوٹ بولا تھا کہ مہدی اور دجال کا انکار کرنے سے مسیح علیہ السلام کی واپسی کا مشن ختم ہو جاتا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

آپ کی پہلی بات تو جھوٹ ہے ہی لیکن اب جو آپ نے بات کی ہے کہ ''اور یہی سب کچھ کاربن پیپر نیچے رکھ کر ھماری حدیثوں میں نقل کیا گیا ھے'' یہ بھی جھوٹ ہے، نزول مسیح علیہ السلام کے بعد کے واقعات کے بارے میں عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کے عقائد میں زمین و

آسمان کا فرق ہے۔آپ نے خود لکھا ہے کہ ''عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ عیسیٰ صلیب پر تو چڑھے'' جب کے مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہر گز نہیں اور نہ ہی کسی حدیث میں یہ بات آئی ہے۔ مسلمان تو اس کا رد کرتے ہیں مسلمانوں کا عقیدہ قرآن مجید میں واضح الفاظ میں موجود ہے

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ (النساء آیت 157)

نہ انہوں نے عیسیٰ (علیہ۔السلام) کو قتل کیا تھا، نہ انہیں سولی دے پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔

آپ نے لکھا ہے کہ عیسائی یہ مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام مر کر دوبارہ زندہ ہو گئے جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہر گز نہیں آیت مبارکہ جو اوپر پیش کی گئی ہے اس میں واضح طور پر مسلمانوں کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ ''وہ (یہود) مسیح علیہ السلام کو قتل نہی کر سکے اور نہ ہی صلیب دے سکے''۔

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام جو اللہ کے نبی تھے کو قتل کرنا چاہتے تھے، اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کی حفاظت فرمائی اور آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا، آپ قرب قیامت آسمان سے عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے، آپ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا (صحیح البخاری رقم 2476,3448) حضرت مسیح علیہ السلام نازل ہو کر امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے (بخاری رقم 3449) آپ علیہ السلام نازل ہو کر دجال کا سامنا کریں گے وہ آپ کو دیکھ کر پگھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے، اللہ تعالی آپ علیہ السلام کے ہاتھوں سے دجال کو قتل کرائے گا، لوگ اس کا خون آپ علیہ السلام کے ہتھیار پر دیکھیں گے (مسلم رقم 7278) آپ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہو گی اور آپ 45 سال زمین پر رہیں گے پھر آپ کو موت آئے گی اور آپ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ وسلم کے قریب دفن ہوں گے۔ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان قبر سے اٹھیں گے۔ (مشکوۃ رقم 5508)

آگے چل کر منکر حدیث صاحب نے لکھا ہے کہ

''اب قرآن اس موضوع کو یہاں لیتا ہے اور عیسائیوں کو سمجھاتا ہے کہ میں نے عیسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اسے سلامتی کی موت دونگا''

منکر حدیث صاحب کا یہ بھی ایک بہت بڑا جھوٹ ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالی نے کہیں بھی مسیح علیہ السلام کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ میں تجھے سلامتی کی موت دوں گا۔

لیکن اگر ہم ایک لمحے کے لیے مان لیں کہ مسیح علیہ السلام سے یہ وعدہ ہوا تھا کہ میں تجھے سلامتی کی موت دوں گا تو ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا شہادت کی موت سلامتی کی موت نہیں ؟ اگر اللہ نے یہ وعدہ کیا تھا تو اس کو پورا کرنے کا سب سے اچھا موقع یہ ہی تھا کہ اللہ آپ علیہ السلام کو صلیب پر شہادت کی موت عطا فرما دیتا۔ کیونکہ شہادت کی موت سلامتی کی ہی موت ہوتی ہے۔اور صلیب کی موت معلون موت نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ عقیدہ یہود کا نہیں ہے ہم حصہ اول میں بیان کر آئے ہیں۔

آگے چل کر منکر حدیث صاحب نے ایک آیت مبارکہ پیش کی اور لکھا ہے کہ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا (آل عمران آیت 55)

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔

یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام سے وعدہ فرمایا کہ میں تجھے پورا اپنے قبضے میں لے لوں گا یہودیوں گرفتار یا قتل نہیں کر سکیں گے اور تجھے اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالوں گا، اور تجھے کفار کے ناپاک ہاتھوں سے پاک رکھوں گا۔ اگر اس آیت مبارک میں ''متوفیک'' کا معنی موت لیا جائے تو یہ معنی آیت کے سیاق وسباق کے ہی خلاف ہے، اگر معنی موت کیا جائے تو مطلب یہ بنتا ہے کہ یہود حضرت مسیح علیہ اسلام کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ آپ علیہ السلام کو تسلی یوں دیتا ہے کہ اے عیسیٰ یہود آپ کو قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں لیکن وہ آپ کو قتل نہیں کر سکیں گے بلکہ میں آپ کو خد موت دے دوں گا۔ یہ قرآن مجید میں تحریف کرنے کے برابر ہے۔ اللہ تو یہ فرمارہا ہے کہ اے عیسیٰ یہود نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی ہے لیکن میں ان کی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا، میں آپ کو پورا اپنے قبضے میں لے لوں گا اور آپ کو آسمان کی طرف اٹھالوں گا اور آپ کو کفار سے پاک کر دوں گا۔ یہی وہ تفسیر ہے جو آج تک پوری امت مانتی آئی ہے۔

جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ یہودی آپ کو معاذ اللہ ذلت کی موت سے دوچار کرنا چاہتے تھے اللہ نے اس موت سے بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ تو جناب منکر حدیث ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا شہادت کی موت بھی کبھی ذلت کی موت ہوئی ہے ؟ اللہ کے سچے نبی یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو اگر یہودی شہید کر دیتے تو اس میں ذلت کہا ہے بلکہ اس میں تو شان ہے۔

اور آپ نے جو یہ لکھا تھا کہ یہود کا یہ عقیدہ ہے کہ جو صلیب پر مرتا ہے وہ معلون ہے اس کا جواب بھی ہم حصہ اول میں دے آئے ہیں کہ یہود کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔

ایک اور سوال ہماری طرف سے یہ ہے کہ آپ کی بیان کردہ تفسیر کے مطابق اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام کو صلیب کی موت سے بچانا چاہتا تھا تاکہ یہود یہ نہ کہ سکیں کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو معلون موت مار دیا) معاذ اللہ) کیونکہ یہود کا عقیدہ تھا کہ صلیب کی موت معلون موت ہے، تو ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہ مقصد پورا ہوا یہود کا تو اب تک یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا اگر یہی مقصد تھا کہ یہودی یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے مسیح کو معلون موت مار دیا تو وہ تو اب تک یہی کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ ہم سے پوچھیں گے تو ہم تو بتادیں گئے کہ اللہ پاک نے حضرت مسیح علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا اور آپ کو تسلی دی تھی جب یہود آپ کو قتل کرنے کے لئے گھر کا گھراؤ کر چکے تھے کے میں تمہیں اپنے قبضہ میں لوں گا یہودی گرفتار یا قتل نہیں کر سکیں گے، قبضے کی صورت یہ ہے کہ تجھے اپنی طرف آسمان پر اٹھالوں گا، کفار یعنی یہود کے ناپاک ہاتھوں سے تجھے پاک رکھوں گا تو اللہ تعالی نے ان وعدوں کو پورا فرمایا ہے، اللہ نے عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے اور قرب قیامت آپ نازل ہوں گے۔

''توفي'' وفا سے مشتق ہے جس حقیقی معنی موت دینا نہیں ہوتا بلکہ پورا کرنا کے معنی میں آتا ہے اور جمہور مفسرین نے یہی معنی بیان کیا ہے، قرآن مجید میں بھی یہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے

وَأَوۡفُواْ بِعَهۡدِيٓ أُوفِ بِعَهۡدِكُمۡ وَإِيَّٰيَ فَٱرۡهَبُونِ (البقرہ آیت 40)

اور تم مجھ سے کیا ہوا عہد پورا کرو، تاکہ میں بھی تم سے کیا ہوا عہد پورا کروں، اور تم صرف مجھی سے ڈرو۔

بعض مفسرین نے ''متوفیک'' کا معنی ''ممیتک'' بھی کیا ہے لیکن یہ بھی ہمیں مضر نہیں اس لئے کہ جن حضرات نے ''توفي'' کا معنی موت کا ہے وہ اس میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔

''مميتك في وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الآن'' (تفسیر مدارک جلد 1 صفحہ 443، ابن کثیر جلد 1 صفحہ 530)

یعنی اب تو تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور آسمان سے نازل ہونے کے بعد تیری موت کے وقت تجھے موت دوں گا۔

ایک اور بات یہ کہی گئی ہے کہ اس آیت مبارکہ یعنی اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کی ترتیب مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ بقول ان کے متوفیک کے معنی ہے موت دوں گا اور یہ الفاظ پہلے ہیں، اپنی طرف اٹھالوں گا یہ الفاظ بعد میں ہیں۔ ترتیب کا تقاضہ یہ ہے کہ پہلے مسیح علیہ السلام کو موت دی جائے بعد میں اپنی طرف اٹھایا جائے۔ تو جناب سے گزارش یہ ہے کہ ''و'' ترتیب کے لیے نہیں ہوتی بلکہ مطلق جمع کے لیے ہوتی ہے۔ (تفسیر مدارک جلد 1 صفحہ 443) قرآن مجید میں اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ''و'' ہمیشہ ترتیب کے لیے نہیں ہوتی جیسے کہ حضرت مریم کو فرمایا

يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ﴿آل عمران آیت ۴۳﴾

اے مریم! تم اپنے رب کی عبادت میں لگی رہو، اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع بھی کیا کرو۔

فَأَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْأُولٰى ﴿النازعات آیت ۲۵﴾

نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔

آگے منکر حدیث صاحب نے پوری امت کے فہم کو چیلنج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وَرَافِعُكَ کا معنی ہے میں تجھے موت دوں گا ہمارا سوال یہ ہے کہ مُتَوَفِّيْكَ کا مطلب بھی موت دینا ہے اور وَ رَافِعُكَ مطلب بھی موت دینا ہے تو یہ قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت کا کیا بنے گا، یہ تو فصاحت وبلاغت کے خلاف ہے۔ آپ منکر حدیث سے ترقی کر کے منکر قرآن بھی بنتے جا رہے ہیں۔ جو اللہ کے نبی علیہ الصلاۃ و السلام کی احادیث پر انگلی اٹھاتا ہے وہ آخر میں قرآن پر اعتراض کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ پوری امت آج تک قرآن کا مطلب نہیں سمجھ سکی ساڑھے چودہ سو سال بعد ایک آپ ہی وہ شخصیت ہیں جن کو قرآن کی سمجھ آئی ہے۔ اپنی بیان کردہ اس تفسیر پر کوئی ایک شہادت تو پیش کریں گزشتہ پوری امت میں کوئی ایک آدمی تو بتائیں جس نے یہ کہا ہو کہ رَافِعُكَ معنی ہے موت دینا۔ قادیانی حیات مسیح علیہ اسلام کے بدترین دشمن ہیں یہ جرات تو وہ بھی نہیں کر سکے۔ ویسے بھی وَرَافِعُكَ إِلَيَّ کا مطلب ''اور تجھے اپنی جانب موت دینے والا ہوں'' کس طرح ٹھیک ہو سکتا ہے، اپنی عقل سے ہی سوچیں۔ رفع کا معنی کسی چیز کو اس کی جگہ سے اوپر اٹھانا کے ہوتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ { البقرہ آیت 63)

اور کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھا کھڑا کیا تھا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ (الرعد آیت 2)

اللہ وہ ہے جس نے عثمان کو بغیر ستونوں کے اٹھالیا۔

منکر حدیث صاحب آپ کا محض اپنی خود غرضی سے رفع کا معنی موت لیان نصوص قطعیہ سے اعراض ہے۔
مُتَوَفِّيكَ کے بارے میں ایک دو حوالے بھی دیکھ لیں
''متوفيك ورافعك أي على التقديم والتأخير وقد يكون الوفات قبضا ليس بموت'' (مجمع البحار ص ٤٥٤ ج ٢)
یعنی مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ مقدم وموخر ہیں اولفظ وفات قبض (بھرلینا) یعنی پورا پورا لے لینے کے معنی میں ہوتا ہے نہ کہ موت کے۔
توفی اخذ الشيء یعنی کسی شے کا پورا لے لینا کے معنی میں آتا ہے (تفسیر صافی وحاشیہ شیخ احمد صاوی مالکی علی الجلالین ص 315 وغیرہ)
آگے منکر حدیث صاحب نے اپنی ایک اور کم علمی اور جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ''اگر عیسی علیہ السلام کی واپسی کا عقیدہ نہ ہوتا تو عیسائیت کے لئے کوئی پائے وقوف نہ ھوتے،، کفارے کا عقیدہ اپنی موت آپ مر جائے'' تو منکر حدیث صاحب عیسائیوں کے کفارے کا عقیدہ تو شروع ہی مسیح علیہ السلام کی موت سے ہوتا ہے، ہم مسلمان تو مسیح علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں، اور مسیح علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ رکھنا ہی کفارے کے عقیدہ کی موت ہے۔ ہم توڈنکے کی چوٹ پر عیسائیوں کو کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام توزندہ ہیں وہ توفوت ہی نہیں ہوئے تو کفارہ کس بات کا۔ البتہ مسیح علیہ اسلام کی حیات کا انکار کرنا عیسائیوں کے اس عقیدہ کو ضرور تقویت دیتا ہے۔ عیسائی بھی مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام ان کے گناہوں کے کفارہ کی حیثیت سے فوت ہوگئے اور جناب منکر حدیث صاحب آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کو تقویت تو آپ دے رہے ہیں۔

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
میں الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

آگے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ''ھمارے لوگ اس مسئلے میں قادیانیت کی وجہ سے حساس ھیں'' اور ''عیسی کی حیات یا وفات کا قادیانیت سے کیا تعلق بنتا ھے؟'' تو جناب منکر حدیث صاحب اگر اس مسئلے کا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں تو آپ نے اپنی پوری تحریر کا مواد قادیانیت سے کیوں چوری کیا ہے؟ جو اعتراض قادیانیت کی جانب سے اہل اسلام کے اس عقیدے پر کیے جاتے ہیں آپ نے وہی اعتراض اپنی تحریر میں مسلمانوں کے اس عقیدہ پر کیوں کیے ہیں۔ قادیانی بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حیات مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے مسئلہ میں امت میں شروع سے اختلاف ہے اور آپ نے بھی یہی بات کی ہے۔ (قادیانی بھی اس دعوے میں جھوٹے ہیں اور آپ بھی جھوٹے ہیں ہم حصہ اول میں بیان کر آئے ہیں (قادیانی بھی یہ بات کرتے ہیں کہ یہود کے عقیدے کے مطابق صلیب کی موت معلون موت ہے اور آپ نے بھی یہی بات کی ہے) قادیانی اس بات میں دجل وکذب سے کام لیتے ہیں اور آپ نے بغیر تحقیق کے قادیانیوں پر اعتبار کرتے ہوئے ان کی اس بات کو بغیر کس کمی یا زیادتی کے نکل کر دیا ہے۔ اس بات کی وضاحت بھی حصہ اول کے آخر میں ہم نے کر دی ہے) قادیانی بھی حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے دوبارہ نزول اور اس کے بعد کے واقعات کے بارے میں آنے والی احادیث کا انکار کرتے ہیں اور آپ بھی یہی کچھ کرتے ہیں۔ قادیانی بھی کہتے ہیں مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور آپ بھی یہی بات کرتے ہیں۔ قادیانی بھی یہ کہتے ہیں کہ حیات مسیح علیہ صلاۃ و سلام کا عقیدہ رکھنے سے عیسائیوں کے عقیدے کو تقویت ملتی ہے آپ نے بھی یہی الزام لگایا ہے (جس کا جواب حصہ دوم میں ہم دے آئے ہیں)۔

مختصر یہ کہ منکر حدیث صاحب آپ کی تحریر کا 90 فیصد حصہ قادیانیت سے چرایا ہوا ہے۔
اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت حضرت مریم علیہا السلام کو دی اور مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں فرمایا
وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ (آل عمران آیت 46)
اور وہ گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرے گا اور بڑی عمر میں بھی، اور راست بازلوگوں میں سے ہو گا۔
اسی طرح سورہ مائدہ میں بھی اس بات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالی قیامت کے روز جب مسیح علیہ السلام کو اپنے انعامات یاد کروا رہا ہو گا اس دن فرمائے گا

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا (المائدہ آیت 110)

(یہ واقعہ اس دن ہوگا) جب اللہ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا تھا، جب میں نے روح۔القدس کے ذریعے تمہاری مدد کی تھی۔ تم لوگوں سے گہوارے میں بھی بات کرتے تھے، اور بڑی عمر میں بھی۔
حضرت مسیح علیہ السلام کا گہوارے میں لوگوں سے بات کرنا آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا اور اللہ کا بہت بڑا انعام تھا اور یہ ایک خارق عادت واقعہ تھا۔ اسی طرح اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک اور معجزے، اللہ کے انعام اور خارق عادت ایک اور واقعے کا ذکر فرمایا ہے کہ مسیح علیہ السلام ادھیڑ عمر میں بھی کلام کریں گے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ادھیڑ عمر میں تو ہر کوئی بات کرتا ہے اس میں معجزہ کیا ہے؟ یہ خارق عادت بات کیسے ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ نے ادھیڑ عمر میں آسمان پر اٹھالیا تھا جب آپ دوبارہ نازل ہوں گے اور ادھیڑ عمر میں ہی کلام فرمائیں گے تو یہ اللہ کا انعام آپ علیہ السلام کا معجزہ اور وہ خارق عادت بات ہو گی جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ یعنی امتداد زمانہ کے باوجود آسمان پر رہنے سے عمر میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہو گی جو عمر آسمان پر اٹھائے جانے کے وقت تھی وہی عمر نزول کے وقت بھی ہو گی اور آپ اپنی اسی عمر میں کلام فرمائیں گے۔ اگر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے رفع اور نزول کا انکار کیا جائے تو آپ علیہ السلام کے ادھیڑ عمر میں کلام کرنے کو آپ علیہ السلام کا معجزہ یا اللہ کا انعام کبھی بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا، آپ علیہ السلام کا نزول کے بعد ادھیڑ عمر میں کلام کرنا ہی خارق عادت بات، آپ علیہ السلام کا معجزہ اور اللہ کا انعام ہے۔ یہی بات بن زید رحمۃ اللہ کے اثر میں بھی ملتی ہے
قد كلمهم عيسى في المهد وسيكلمهم إذا قتل الدجال وهو يومئذ كهل (تفسير ابن جرير، درمنثور، روح المعاني)
یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے پنگوڑے میں باتیں کیں۔ اسی طرح جب (نزول کے بعد) قتل دجال کریں گے اس وقت بھی باتیں کریں گے۔ اس وقت وہ ادھیڑ عمر کے ہوں گے یعنی اتنا لمبا عرصہ مرور زمانہ کا ان پر کوئی اثر انداز نہ ہو گا۔
اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کا انکار کرتا ہے تو وہ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے ادھیڑ عمر میں بات کرنے کو کبھی بھی اللہ کا انعام ثابت نہیں کر سکتا، اگر حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع اور نزول کا انکار کیا جائے تو قرآن مجید کی ان آیات کا انکار کرنا پڑے گا جن میں آپ علیہ السلام کے ادھیڑ عمر میں کلام کرنے کو اللہ کے انعام میں شمار کیا گیا ہے۔
اب منکر حدیث صاحب نے اس آیت مبارکہ کا کیا معنی بیان کیا ہے ملاحظہ فرمائیے

''یہود نے عیسی علیہ السلام کے بچپن میں بولنے کو منسوب کر دیا تھا جنات کی طرف کہ بچے کے منہ سے کوئی شیطان جن بول رہا ھے جو اس بچے پہ چڑھ گیا ھے اور یہود کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رھا ھے،، فرمایا گیا کہ صرف بچپن میں ھی نہیں بڑے ھو کر بھی وہ یہی باتیں کرے گا اور شیطان نہیں ھے بلکہ صالحین میں سے ھے''

پہلے تو اس بات کی دلیل پیش کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بچپن میں کلام کرنے کو یہود نے جنات کی طرف منسوب کیا تھا۔ اگر بالفرض یہود نے حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے بچپن میں کلام کرنے کو جنات کی طرف منسوب کیا بھی تھا تو وہ آپ علیہ السلام کے کلام کرنے کے بعد کیا تھا۔ ہم نے جو آیت مبارکہ پیش کی ہے اس میں تو اللہ تعالی حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے آپ علیہ السلام کے بچپن میں کلام کرنے کا ذکر فرما رہا ہے اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو اس بات کی بشارت دے رہا ہے۔ تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو یہود کو جواب دیا جا رہا تھا۔ یہود کے اعتراض کرنے سے پہلے جواب کیسے دیا جا سکتا ہے؟ عجیب بات ہے ابھی اعتراض ہوا ہی نہیں اور جواب پہلے دیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ نے جو کہا ہے کہ ''کیونکہ یہود نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے بچپن کے کلام کو جنات کی طرف منسوب کیا تھا اس لیے ان کو اس آیت میں جواب دیا گیا ہے'' صرف جھوٹ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

ایک اور سوال یہ ہے کہ اگر یہود یہ کہنے لگ گئے تھے کہ ''بچے پر شیطان جنات آ گئے ہیں جو کلام کر رہے ہیں'' تو اس کا جواب یہ دینا کہ ''یہ بڑے ہو کر بھی یہی بات کریں گے'' ان کے اعتراض کا جواب کیسے ہے۔ اگر بچپن میں بچے پر جنات ہیں اور وہ کلام کر رہے ہیں تو اس بات کی کیا دلیل ہے کہ بڑے ہونے کے بعد وہ جنات چلے جائیں گے؟ اور بڑے ہو کر جو کلام وہ بچہ کرے گا وہ اسی کا کلام ہو گا جنات کا کلام نہیں ہو گا؟

ہمارا ایک اور سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کا بچپن میں بولنا اور بڑی عمر میں بولنا دونوں کو اپنے انعامات میں شمار کیا ہے اور یہ دونوں باتیں حضرت مسیح علیہ صلاۃ و سلام کا معجزہ ہیں۔ بچپن میں بولنا تو ایک خارق عادت واقع ہے اس کو انعامات میں شمار کرنے کی تو بات سمجھ میں آتی ہے، ادھیڑ عمر میں کلام کرنا اس میں کیا خصوصیت ہے ادھیڑ عمر میں تو ہر انسان ہی کلام کرتا ہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو، نیک ہو یا بد، تو ادھیڑ عمر میں کلام کرنے کو انعام کہنا کس طرح درست ہو گا؟ سیدنا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے رفع اور نزول کا انکار کرنے سے قرآن مجید کی ان آیات کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔

حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت ان الفاظ میں دی گئی

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿آل عمران آیت ٤٥﴾

(وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں نے مریم سے کہا تھا کہ: اے مریم! اللہ تعالی تمہیں اپنے ایک کلمے کی) پیدائش) کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہو گا، جو دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب وجاہت ہو گا، اور) اللہ کے) مقرب بندوں میں سے ہو گا۔

اول، عزت اور وجاہت دنیاوی لحاظ سے اسی وقت ممکن ہے جب کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو صلیب کی تکلیف اور یہودیوں کی تذلیل اور اہانت سے محفوظ رکھا گیا ہوں۔ اس لیے واقعہ صلیب اور اس کے متعلقہ عیسائیوں اور قادیانیوں کے جتنے بھی نظریات ہیں ان کا رد اس آیت

سے ہو جاتا ہے کیونکہ اگر واقعہ صلیب کے متعلقہ قادیانی اور عیسائی نظریات کو مان لیا جائے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی دنیاوی وجاہت باقی نہیں رہتی۔

دوم، اس آیت مبارک میں دنیا اور آخرت کی وجاہت اور مقربین سے ہونا یہ تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ دنیا کی عزت اور وجاہت آپ علیہ السلام کے نبی ہونے اور یہودیوں کے الزامات سے مبرا اور پاک ہونے کے لحاظ سے ہے اور آخرت کی عزت جنتی ہونے اور جنت میں بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ مقربین میں ہونا جنتی ہونے، بلند درجہ ہونے وغیرہ کے علاوہ ایک تیسری چیز ہے۔ کیوں کہ جو قرب جنتی ہونے کے لحاظ سے ہوتا ہے وہ ہر ایک جنتی کے لیے ہے اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی تخصیص نہیں، جیسے فرمایا گیا ہے

أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿١١﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿١٢﴾ (الواقعه)

وہی ہیں جو اللہ کے خاص مقرب بندے ہیں، نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔

اور اس کے علاوہ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ کی غرض وَالْآخِرَةِ کے مفاد سے الگ اور زائد ہونی چاہیے، نہیں تو بے فائدہ تکرار لازم آئے گی اور وہ قرآن کی فصاحت وبلاغت کے منافی ہے۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ سے فرشتوں کی صحبت اور معیت مراد ہے، کیونکہ قرآن مجید میں جنتیوں کے علاوہ مقربین کا صرف فرشتوں پر ہی اطلاع کیا گیا ہے اور فرشتوں کا مسکن آسمان ہے۔ اب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی یہی وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ استعمال کیا گیا۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے آسمان پر جانے کا اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کرنا تھا اس کا ذکر بوقت بشارت ولادت مسیح علیہ السلام حضرت مریم سے فرمایا۔ جس کا وقوع "بل رفعه الله" میں ہوا۔

یعنی اس آیت میں وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالے گا اور آپ علیہ السلام کو فرشتوں کا قرب ملے گا۔

یہ بات صرف ہم نہیں کرتے بلکہ مفسرین نے بھی اس کی یہی تفسیر کی ہے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

ان هذا الوصف كالتنبيه علي انه عليه السلام سيرفع الى السماء و تصاحبه الملائكة (تفسير كبير ٨ ص ٥٤)

تحقیق (وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ) کا یہ وصف تنبیہ ہے اس پر کہ مسیح علیہ السلام عنقریب آسمانوں پر اٹھائے جائے گے اور ملائکہ کی صحبت میں جلوہ گر ہوں گے۔

اسی طرح علامہ زمخشری نے لکھا ہے

وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ رفعه الي السماء وصحبته الملائكة (تفسير كشاف ١ ص ٣٦٤)

روح المعانی اور ابی سعود میں بھی لکھا ہے "رفعه الي السماء وصحبته الملائكة" (روح المعانی 3ص144 ،ابی سعود2ص37)

ہمارے منکر حدیث صاحب اس آیت مبارکہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "یہاں وجیہہ اور مقرب سے بدنی قرب مراد لیا جارھا ھے، جبکہ یہ قرب مقام ومرتبے کا قرب ھے "اس کے جواب میں پہلے بھی ہم نے عرض کیا تھا کہ آیت مبارکہ میں تین چیزوں کا بیان ہے۔ اول دنیا کی وجاہت، دوم آخرت کی وجاہت اور سوم مقربین میں سے ہونا۔ مقام اور مرتبے کے قرب کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ میں بیان کر دیا گیا،

جیسے تفسیر طبری میں ہے قال أبو جعفر: يعني بقوله "وجيهًا"، ذا وَجْهٍ ومنزلة عالية عند الله، وشرفٍ وكرامة.(تفسیر طبری 6 ص415)

اگر وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ کا پھر یہی مطلب لیا جائیں تو قرآن مجید میں بے فائدہ تکرار ماننی پڑے گی، جس سے قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت پر حرف آئے گا۔اس لئے ہم آپ کی پیش کردہ اس تفسیر کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، ویسے بھی امت کے عظیم مفسرین ایک طرف اور آپ ایک طرف ہیں۔

اللہ تعالی نے یہود پر لعنت کے کچھ اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح ابن مریم علیہ السلام اللہ کے رسول کو قتل کر دیا،

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ (النساء)

اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان کے لئے (عیسیٰ) کا شبیہ بنا دیا گیا تھا یقین جانو کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں انہیں اس کا کوئی یقین نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالی یہود کے اس دعوے کو نقل کرکے اس کا رد فرما رہا ہے، اللہ فرماتا ہے کہ یہودیوں کا یہ قول کی انہوں نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا ہے سچ نہیں ہے، وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ نہ وہ مسیح علیہ السلام کو قتل کر سکے اور نہ ہی صلیب پر لٹکا سکے، وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ بلکہ یہود کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کا شبیہ بنا دیا گیا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا لیکن اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو حضرت جبرئیل کی معیت میں آسمان کی طرف اٹھا لیا اس بات کو آیت میں بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ کے الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ پھر جب یہودیوں کا نمائندہ حضرت مسیح علیہ اسلام کو پکڑنے کے لیے کمرے میں داخل ہوا تو اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کی شکل وصورت اس پر ڈال دیں یہودیوں نے شبیہ عیسیٰ علیہ السلام کو عین عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا۔اس کے بعد یہودی شک میں مبتلا ہو گئے، کہ جس کو ہم نے قتل کیا ہے وہ مسیح علیہ السلام ہی تھے یا کوئی اور تھا اور ہر کوئی اپنے ذہن اور گمان کے مطابق باتیں کرنے لگا، اس بات کو اللہ تعالی نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ آگے فرمایا گیا ہے کہ یقینی بات تو یہ ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا۔اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ اگر یہود حضرت مسیح علیہ اسلام کو قتل نہیں کر سکے تو مسیح علیہ السلام کہاں ہیں، اس کے جواب میں فرمایا بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ اللہ نے انہیں اپنی طرف آسمان پر اٹھا لیا، یہ اس وعدے کو پورا فرمایا گیا ہے جو ان الفاظ میں کیا گیا تھا يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ، اب مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھانا ایک خارق عادت بات تھی اس لئے فرمایا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا اللہ بڑا

غالب ہے، بے شک کسی کو زندہ آسمان پر اٹھالینا ایک خارق عادت اور بظاہر ناممکن بات ہے لیکن مسیح علیہ السلام خود آسمان پر نہیں گئے بلکہ اللہ تعالی نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا ہے اور اللہ ہر چیز پر غالب اور قادر ہے، اس کے لیے کسی انسان کو آسمان کی بلندیوں پر لے جانا کوئی مشکل کام نہیں۔اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر لے جانے کا کیا مقصد ہے اس کے جواب میں فرمایا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا اللہ جس طرح ہر چیز پر غالب ہے اسی طرح بہت حکمت والا بھی ہے۔ مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے میں بھی بہت سی حکمتیں موجود ہیں۔

اب منکر حدیث صاحب کیا کہتے ہیں ملاحظہ فرمایئے "یہ رفع اسی طرح ھے کہ وہ انہیں گرانا چاہتے تھے یعنی صلیب کی موت دے کر ملعون ثابت کرنا چاہتے تھے جبکہ اللہ نے انہیں بلند کر لیا اپنی طرف کیونکہ وہ خود بلندی سے منسوب ھے"اول، ہم پہلے یہ بات ثابت کر آئے ہیں کہ یہود کے نزدیک صلیب کی موت معلون موت نہیں ہوتی۔دوم، بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ میں صرف رفع درجات مراد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ مسیح علیہ السلام کو عزت اور درجات کے اعتبار سے رفع تو منصب نبوت کی وجہ سے پہلے سے ہی حاصل تھا، اور یہ رفع درجات تو حضرت مسیح علیہ السلام کو اس وقت بھی حاصل تھا جب اللہ نے آپ سے وعدہ رفع (يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ) فرمایا تھا۔اب اگر رفع سے مراد درجات کا رفع لیں تو تحصیل حاصل ہے اس لئے وہی رفع مراد ہو سکتا ہے جو بوقت وعدہ حاصل نہ تھا اور وہ رفع جسمانی ہی ہے۔سوم، بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مقام خصوصیت ہے، اب اگر رَّفَعَهُ میں رفع سے مراد رفع درجات لے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت باقی نہیں رہتی کیونکہ رفع درجات تو ہر مومن کو حاصل ہے۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (مجادلة ١١)

اللہ تعالی تم میں سے اہل ایمان اور اہل علم کے درجات کو بلند کرتا ہے۔

آگے لکھتے ہیں "الی سے اگر جسمانی صفت بیان کی جائے تو اللہ کی جہت کا کوئی بھی اقرار نہیں کرتا کہ وہ کس طرف ھے، اور نہ کوئی اس کا جسم تجویز کرتا ھے"

یہ بات بالکل درست ہے کہ اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے لیکن چونکہ اوپر کی طرف میں ایک خاص عظمت ہے اسی لئے اللہ تعالی کی طرف فوق وعلو کی نسبت کی جاتی ہے انہی معنوں میں قرآن اور باقی کتب سماویہ میں الی اللہ سے آسمان مراد لیا جاتا ہے۔

أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ (الملک ١٢)

کیا تم آسمان والے کی اس بات سے بے خوف ہو بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے،

أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا (الملک 17)

یا کیا تم آسمان والے کی اس بات سے بے خوف ہو بیٹھے ہو کہ وہ تم پر پتھروں کی بارش برسادے؟

اسی طرح وحی اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نزول وحی کے لیے آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ (البقرہ 144)

ہم تمہارے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

اگران آیات کو ماننے سے ''اللہ کی جہت'' نہیں ماننی پڑتی اور اس کا ''جسم تجویز'' بھی نہیں کرناپڑتا تو بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ماننے سے بھی یہ دونوں باتیں لازم نہیں آئیں گی۔

آگے منکر حدیث صاحب نے ایک آیت مبارکہ نقل کی ہے اور لکھاہے کہ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ''اپنے رب کی طرف جارہاہوں'' اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آسمان پر جانا نہیں مانا جاتا اسی طرح بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ میں مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا بھی نہ مانا جائے۔

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿الصافات ۹۹﴾

اور ابراہیم نے کہا : میں اپنے رب کے پاس جارہاہوں، وہی میری رہنمائی فرمائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار نے آگ میں ڈالا لیکن اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا جب آپ باہر تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ اب میں یہاں سے ہجرت کر جاؤں گا، ہجرت کر کے آپ کہاں جائیں گے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ اپنے رب کی طرف یعنی جہاں جانے کا اس نے حکم دیا۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا اصل وطن عراق تھا، اس واقعے کے بعد آپ شام کی طرف ہجرت فرما گئے تھے۔ إِلَىٰ رَبِّي کا مطلب یہ ہے اِلي حيث امرني ربي بالهجرة إليه (مدارک جلد 2 صفحہ 1025) جس جگہ کی طرف میرے رب نے مجھے ہجرت کا حکم فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ایک اور جگہ بھی ذکر فرمایا گیا

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي (العنکبوت 26)

پھر لوط ان پر ایمان لائے، اور ابراہیم نے کہا کہ : میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کر کے جارہاہوں۔

اس جگہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ فرمارہے ہیں کہ میں ہجرت کرنے والا ہو اس جگہ کی طرف جس کا حکم مجھے میرے رب نے دیاہے۔ یہ نہیں فرمارہے کہ میں اللہ کی طرف یعنی آسمان پر جارہاہوں۔ جبکہ آیات مبارکہ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ میں اللہ فرماتاہے کہ میں نے مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا۔ دونوں آیتوں میں فرق ہے۔ ایک آیت میں لفظ ذَاهِبٌ ہے جس کا مطلب ہے جانا اور دوسری جگہ اس کی وضاحت لفظ مُهَاجِرٌ سے کی گئی ہے اور اس کلام کا متکلم بشر ہے جبکہ دوسری آیت میں لفظ رَفَعَ ہے جس کا معنی ہے اٹھالینا اور متکلم اللہ رب العزت ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں یہ الفاظ آئے ہیں

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ (مریم)

اور اس کتاب میں ادریس) علیہ السلام (کا بھی ذکر کر، وہ بھی نیک کردار پیغمبر تھا۔ ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔

اب منکر حدیث نے اس پر لکھاہے کہ '' کوئی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھا گئے'' ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ کا یہ کہنا درست نہیں، مفسرین نے آیت کا یہی معنی بیان کیاہے کہ اللہ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ تفسیر در منثور میں ہے

حضرت سمرہ رضی اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ نے جب اہل زمین کا ظلم اور احکام الٰہی میں حدود سے تجاوز دیکھا تو ادریس علیہ السلام کو اللہ نے آسمان پر اٹھالیا۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا سے یہی مراد ہے (در منثو جلد 4 صفحہ 741) اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا گیا اور آپ علیہ السلام آسمان پر ہی فوت ہوئے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ 341) 31883) سنن ترمذی میں حضرت قتادہ سے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہمیں حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے حضرت ادریس کو چھٹی آسمان پر دیکھا (سنن ترمذی کتاب التفسیر، سورۃ مریم جلد 8 صفحہ 511)

تفسیر طبری میں ہے کہ ابن عباس نے فرمایا حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھایا گیا اور چوتھے آسمان پر ہی آپ کی روح کو قبض کیا گیا (تفسیر طبری جلد 16 صفحہ 98) تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اوفی حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کو چھٹی آسمان پر اٹھالیا گیا اور وہی آپ نے انتقال فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 217)

حیات و نزول مسیح علیہ السلام کی ایک اور دلیل قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ بھی ہے، اللہ فرماتا ہے

وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿النساء ۱۵۹﴾

اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ) علیہ السلام) کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہونگے۔

یہ آیت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات پر نص صریح ہے، اس آیت سے پہلے اللہ تعالی یہود کے کفر، عداوت اور ارادہ قتل کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر فرمارہا تھا جس سے یہ سوالات پیدا ہوتے تھے کہ

اب مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے بعد کیا ہوگا؟ کیا آپ آسمان پر ہی انتقال فرما گئے ہیں؟ کیا آپ کا اپنی قوم سے تعلق ختم ہو گیا ہے؟ کیا آپ آسمان سے دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے اگر آپ آئیں گے تو پھر کیا ہوگا؟

چنانچہ اللہ تعالی نے ان تمام سوالات کا اس آیت میں جواب ارشاد فرمادیا کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام قرب قیامت تشریف لے آئیں گے تو اس وقت موجودہ تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے، کہ بے شک آپ علیہ السلام اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ خدا یا خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ آپ کو نہ قتل کیا گیا نہ ہی آپ کو سولی پر چڑھایا گیا بلکہ آپ جسم سمیت آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے۔ اس دوبارہ نزول کے وقت موجودہ تمام اہل کتاب جب تک آپ پر ایمان نہ لے آئیں گے اس وقت تک آپ کی وفات نہیں ہوگی اور آپ ان کی گواہی دیں گے۔

اس آیت مبارکہ میں بِهِ اور مَوْتِهِ دونوں ضمیروں کا مرجع مسیح علیہ السلام ہیں کیونکہ اس رکوع میں سات آٹھ ضمیریں پے در پے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ لہذا بِهِ اور مَوْتِهِ کی ضمیروں کو عیسی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کی طرف راجع کرنا صحیح نہیں۔ منکر حدیث صاحب نے بِهِ اور مَوْتِهِ کی ضمیروں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع کیا ہے جو کہ درست نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے لیے اس رکوع میں تمام ضمیریں خطاب کی لائی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے کوئی ربط نہیں رہتا اور جو سیاق و سباق کے بالکل خلاف ہوگا۔

اس آیت میں ان اہل کتاب کا ذکر ہے جو نزول مسیح کے بعد ان پر ایمان لائیں گے چنانچہ الفاظ بھی اس پر دلیل ہیں ''فقرہ لیؤمنَنَّ'' مضارع موکد ہے جو ازمنہ ثلاثہ میں سے محض استقبال کے لئے آتا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ". ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ : وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ : { وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا }.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ «دنیا ومافیھا» سے بڑھ کر ہو گا۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو «وان من أهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا» ''اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔''

بخاری شریف کے مشہور شارح علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی بخاری کی شرح فتح الباری میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

وهذا مصير من ابي هريرة الي ان الضمير في قوله به و موته يعود الي عيسى أي الا لَيُؤْمِنَنَّ بعيسى قبل موت عيسى.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کا اس حدیث پر آیت پڑھنا اس بات پر دلیل ہے کہ بِهِ اور مَوْتِهِ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہیں اور آیت کا مطلب ہے کہ ہر کتابی آئندہ زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ضرور بضرور ایمان لائے گا۔

منکر حدیث نے آگے لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مسیح علیہ السلام کو تورات وانجیل سکھانے کا تو ذکر فرمایا ہے قرآن مجید سکھانے کا کہیں ذکر نہیں کیا، اگر مسیح علیہ السلام نے آنا ہوتا تو قرآن مجید میں آپ علیہ اسلام کو قرآن سکھانے کا بھی ذکر ضرور کیا جاتا۔ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مسیح علیہ السلام کو قرآن وسنت کا علم سکھانے کا قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے آپ کی نظر سے نہ گزرا ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے

وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ (المائدہ 110)

اور جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی تھی،

کتاب وحکمت سے قرآن وسنت کا علم مراد ہے، اللہ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام کو اپنے انعامات یاد کراتے ہوئے فرمائے گا کہ میں نے آپ کو کتاب وسنت کا علم عطا فرمایا تھا۔

آگے منکر حدیث صاحب نے قادیانیوں کی تقلید میں وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے کے لیے دو آیات پیش کی ہیں۔

مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ (المائدہ 75)

مسیح ابن مریم سوائے پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں، اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران 144)

اور محمد) ﷺ)تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ہیں۔

اور کہا ہے کہ خلت کا معنی ہوتا ہے فوت ہو چکے ہیں، جس سے ثابت ہوا مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

تو جواب یہ ہے کہ پہلے تو کسی مفسیر سے یہ دکھائیں کہ خلت کے معنی ہیں سب انبیاء فوت ہو گئے ہیں، آپ کو اپنی تائید کے لیے کوئی ایک مفسر بھی چودہ سو سال میں نہیں ملے گا۔

دوسرا یہاں ''خلت'' کے معنی ''مضت'' کے ہیں، جیسے قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے

وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ (آل عمران 119)

اور جب علیحدہ ہوتے ہیں تو اپنی انگلیاں غصے سے کاٹتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اپنے غصے میں مر جاؤں۔

ایک اور جگہ فرمایا

كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ (الرعد 30)

اسی طرح ہم نے تمہیں ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں۔

ہمارا منکر حدیث صاحب سے سوال ہے کہ اگر خلت کا معنی ''فوت ہو چکے'' ہے تو آخری نبی یعنی محمد ﷺ کی امت کے علاوہ دنیا میں باقی امتی کیوں موجود ہیں، وہ فوت کیوں نہیں ہو گی؟

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿الزخرف ٦١﴾

اور یقیناً عیسیٰ) علیہ السلام (قیامت کی علامت ہے پس تم) قیامت (کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

اس آیت مبارکہ میں بھی حضرت مسیح علیہ الصلاۃ وسلام کا قرب قیامت نازل ہونا واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ابن ماجہ اور مسند احمد میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى، فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ، فَبَدَءُوا بِإِبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، ثُمَّ سَأَلُوا مُوسَى فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَرُدَّ الْحَدِيثُ إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَقَالَ: قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا، فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ. فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ، قَالَ: فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ، (سنن ابن ماجه رقم 4081)

اسراء(معراج) کی رات رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی، تو سب نے آپس میں قیامت کا ذکر کیا، پھر سب نے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے متعلق پوچھا، لیکن انہیں قیامت کے متعلق کچھ علم نہ تھا، پھر سب نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، تو انہیں بھی قیامت کے متعلق کچھ علم نہ تھا، پھر سب نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: قیامت کے آ

دھمکنے سے کچھ پہلے) دنیامیں جانے کا (مجھ سے وعدہ لیا گیا ہے، لیکن قیامت کے آنے کا صحیح علم صرف اللہ ہی کو ہے (کہ وہ کب قائم ہو گی)، پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے ظہور کا تذکرہ کیا، اور فرمایا: میں (زمین پر) اتر کر اسے قتل کروں گا،

اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا

"وانه لعلم للساعة قال هو خروج عيسى ابن مريم قبل يوم القيامة" (مستدرک حاکم رقم 3727، تفسیر در منثور جلد 6 صفحہ 60، تفسیر طبری جلد 25 صفحہ 90، 91)

مناظرے یا مباحثے میں موضوع کا تعیین کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی بھی مناظرے یا مباحثے میں موضوع کا تعیین کرنا بہت ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ خاص طور پر قادیانیوں سے گفتگو کرتے وقت موضوع کا تعیین بہت ہی ضروری ہے۔ ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان تین اہم موضوعات ہیں۔

1. اجرائے نبوت و ختم نبوت
2. صداقت و کذب مرزا
3. حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام

قادیانی عموماً کوشش کرتے ہیں کے اجرائے نبوت یا حیات عیسی علیہ السلام پر بات ہو۔ اور ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ تیسرے موضوع یعنی صدق و کذب مرزا پر بات ہو۔ کیونکہ ہمارا اور قادیانیوں کا اختلاف مرزا قادیانی کی سیرت و کردار اور اس کی ذات پر ہے۔ باقی موضوعات پر بات کرنا بعد کی بات ہے۔ کیوں کہ ہر مدعی پہلے اپنی سیرت و کردار پیش کرتا ہے۔

سیرت مرزا پر بات کرو

مثال کے طور پر جب پیغمبر اسلام جناب خاتم نبی ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے دعویٰ پیش کیا تو فرمایا

دلیل 1::

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

سورۃ یونس آیت نمبر 16

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی سیرت و کردار پر بات کرتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں یہ دعویٰ کرنے والے کو دیکھتے ہیں کیا وہ صادق ہے یا نہیں اس کا کردار کیسا ہے پہلے یہ دیکھ لیتے ہیں باقی باتیں بعد میں کر لیں گے۔ ویسے بھی مرزا قادیانی کہتا ہے

دلیل 2::

ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا (چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ 223 خزائن جلد 23 صفحہ 231)

اس لئے ہم بھی کہتے ہیں کہ پہلے کردار مرزا پر بات کر لیتے ہیں اگر وہ اس میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو اس کی باقی باتوں اور دعویٰ جات پر اعتبار نہیں رہ جائے گا

دلیل 3::

حکیم نور دین جو قادیانیوں کا پہلا خلیفہ تھا اسکی بات مرزا بشیر ایم اے جو مرزا قادیانی کا بیٹا تھا نے نقل کی وہ کہتا ہے

حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا

ہے میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ اگر کوئی نبی کا دعویٰ کرے تو پھر میں نے کہا پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے (خلاصہ سیرت المہدی روایت نمبر 109)

اس لئے ہم بھی کہتے ہیں کہ قادیانیوں آؤ مرزا قادیانی کو صادق اور راست باز ثابت کرو

دلیل 4::

قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود کہتا ہے

اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فل واقع سچ ہے یا نہیں اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعویٰ کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی صداقت ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑھنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔(دعوۃ الامیر صفحہ 49تا50 انوار العلوم جلد 7 صفحہ 376)

اس لیے ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ آؤ قادیانیوں مرزا قادیانی کو صادق ثابت کرو اور باقی مسائل میں گفتگو کر کے وقت ضائع نہ کرو۔

حیات ووفات عیسیٰ علیہ سلام پر بحث نہ کرو

مرزا قادیانی خود کہتا ہے

دلیل 1::

اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا کی عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز ہو یا ہمارے دین کے رکن وں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جیسے زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے سلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 140 خزائن جلد 3 صفحہ 171)

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ تو صدہا پیشگوئی میں سے ایک پیشگوئی ہے اور اس کو حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس سے اسلام نہ ناقص ہوتا ہے نہ کامل تو اس پر بات نہ کرو سیرت مرزا پر بات کرو

دلیل 2::

مرزا قادیانی کہتا ہے

اور مسیحی معہود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص 30 خزائن جلد 22 صفحہ 32)

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں اور یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطائیں سریلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی ہے مرزا قادیانی کے نزدیک (معاذاللہ)

اس لیے عرض یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی سیرت و کردار پر بات کریں.

اگر قادیانی یہ کہیں کہ ہماری طرف سے دو موضوعات ہیں یعنی اجرائے نبوت ختم نبوت وہ حیات ووفات مسیح تو پھر مسلمانوں کو بھی اپنی طرف سے دو موضوعات دینی چاہیے

یعنی کردار مرزا غلام قادیانی اور کردار مرزا بشیر الدین محمود قادیانی

اللہ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین

مرزا قادیانی کے مختصر حالات

پیدائش

1۔اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس (مرزا قادیانی) سے پہلے نکلے گی اور وہ اس کے بعد نکلے گا اور اس کا سر دختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا، یعنی دختر معمولی طور سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر اور اس کے پیروں کے بعد بلا توقف اس پسر کا سر نکلے گا۔ جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی۔(تریاق القلوب، خزائن جلد 15 صفحہ 483،482)

کیفیت ولادت

2۔میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔(تریاق القلوب، خزائن جلد 15 صفحہ 479)

چڑیاں پکڑنا اور سر کنڈے سے حلال کرنا

3۔بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہا: کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سر کنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے نہ سمجھا کہ سندھی سے کون مراد ہے۔آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔(سیرۃ المہدی جلد 1، صفحہ 40، روایت نمبر 51)

4۔ نیز والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہ ہوتا تھا تو تیز سر کنڈے سے ہی حلال کر لیتے تھے۔(سیرت المہدی جلد 1، صفحہ 231، روایت نمبر 251)

دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی

5۔بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہ ایک دفعہ والد صاحب (مرزا غلام احمد) اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے۔ سامنے اسٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر

عمر تک کمزور رہا۔اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 198،روایت نمبر 187)

مرزا کی تلاش

6۔اگر کبھی اتفاق سے ان سے (مرزا غلام احمد قادیانی کے والد غلام مرتضیٰ سے) کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہے؟تو وہ یہ جواب دیتے تھے کہ مسجد میں جاکر سقاوہ کی ٹوٹنی میں تلاش کرو۔اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا۔مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی ناامید ہو کر واپس لوٹ مت آنا۔کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اس کو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہو گا۔ کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے اور اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کرے گا۔(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات صفحہ 67،مجدد اعظم صفحہ 27)

پانچ اور پچاس کا مشہور زمانہ فراڈ

7۔مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کتاب کی پچاس جلدیں شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا اور اس کام کے لیے مسلمانوں سے پیشگی رقم لے لی تھی،مگر مرزا کا یہ وعدہ کبھی وفا نہ ہو سکا۔مرزا نے اپنے وعدے کے برخلاف صرف پانچ چھوٹے چھوٹے رسالے رکھ کر شائع کر دیے اور کہا کہ ’’کیوں کہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نکتے کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن جلد 21 صفحہ 9)

پنشن چور،ادھر ادھر پھرنا

8۔بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں۔اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔جس پر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 39،38،روایت نمبر 49)

مختاری کے امتحان میں فیل

9۔آپ مختاری کے امتحان میں فیل ہو گئے۔اسی روایت میں ہے کہ پادری بٹلر سے مرزا قادیانی کا مباحثہ ہوتا رہا۔وہ پادری ولایت جانے لگے تو مرزا قادیانی سے کچہری میں ملنے آئے۔اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔’’چنانچہ جب پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا قادیانی کی ملاقات کے لئے کچہری تشریف لائے۔ڈپٹی کمشنر صاحب نے پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا تو پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنے کو آیا تھا۔چونکہ میں وطن جانے والا ہوں۔اس واسطے ان سے آخری ملاقات کروں گا۔چنانچہ جہاں

مرزا قادیانی بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 141,142، روایت نمبر 150)

نبوت کی دکانیں

10۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ مرزا امام الدین اپنے مکان میں کسی کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ بھئی) یعنی بھائی)لوگ)حضرت صاحب کی طرف اشارہ تھا) دکانیں چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں۔ ہم بھی کوئی دکان چلاتے ہیں۔ والدہ صاحب فرماتی تھیں کہ پھر اس نے چوہڑوں کی پیری کا سلسلہ جاری کیا۔ (سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 28، روایت نمبر 39)

پیشہ نبوت

11۔ مفتی صادق نے مرزا کو خط لکھا'' میاں محمود احمد کا نام برائے امتحان) مڈل)آج ارسال کیا جائے گا۔ جس فارم کی خانہ پری کرنی ہے۔اس میں ایک خانہ ہے کہ اس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے۔ میں نے وہاں لفظ نبوت لکھا ہے۔'' (ذکر حبیب صفحہ 193)

مرزا کو شکار کا شوق

12۔ میاں امام دین سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ بہت ابتدائی زمانہ کا ذکر ہے کہ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپر نٹنڈنٹ بندوبست ضلع گورداسپور مرزا نظام الدین صاحب کے مکان میں آکر ٹھہرے ہوئے تھے۔ان کو شکار دیکھنے کا شوق تھا۔ وہ مرزا نظام الدین صاحب کے مکان سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ چند کس سانسی بھی جنہوں نے کتے پکڑے ہوئے تھے نکلے۔ مولوی غلام علی صاحب نے شاید حضرت صاحب کو پہلے اطلاع دی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب بھی باہر تشریف لے آئے۔آگے چل پڑے۔ ہم پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔اس وقت حضرت کے پاؤں میں جو جوتا تھا۔ شاید وہ ڈھیلا ہونے کی وجہ سے ٹھپک ٹھپک کرتا جاتا تھا۔ مگر وہ بھی حضرت صاحب کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ چلتے چلتے پہاڑی دروازہ پر چلے گئے۔ وہاں ایک مکان سے سانسیوں نے ایک بلے کو چھیڑ کر نکالا۔ یہ بلا شاید جنگلی تھا۔ جو وہاں چھپا ہوا تھا۔ جب وہ بلا مکان سے باہر بھاگا تو تمام کتے اس کو پکڑنے کے لئے دوڑے۔ یہاں تک کہ اس بلے کو انہوں نے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت صاحب چپ چاپ واپس اپنے مکان کو چلے آئے اور کسی کو خبر نہ کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدمہ دیکھ کر آپ نے برداشت نہ کیا اور واپس آگئے۔(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 802،803، روایت نمبر 934)

مرزا تھیٹر جاتا تھا

13۔ حضرت مرزا قادیانی کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کپور تھلہ سے محمد خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا اور منشی صاحب اور میں۔ ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا۔ جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے۔ حضرت صاحب) مرزا قادیانی) نے فرمایا۔ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں

کیاہوتاہے۔اس کے سوااور کچھ نہ فرمایا۔ منشی صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے۔ مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے اور اس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضرت کا کچھ نہ فرمانا یہ بھی ایک تنبیہ ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ آپ مجھ سے ذکر کریں گے۔(ذکر حبیب، مفتی صادق قادیانی صفحہ 14)

تھیٹروں میں کیا ہوتا تھا

14۔ چنانچہ تھیٹروں میں تماشہ کرنے والی عورتیں اس حد تک کپڑے اتار دیتی ہیں کہ انکے بالکل برہنہ ہونے میں صرف انیس بیس کا فرق رہ جاتاہے۔(الحکم 31مئی 1901صفحہ 16کالم2)

الٹی سیدھی جرابیں، الٹے جوتے، غلط کاج

15۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود اپنے جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑھی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیتہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بائیاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔"(سیرۃ المہدی جلد1 صفحہ 344، روایت نمبر 378)

16۔ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا۔ آپ نے پہن لی۔ مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے۔ ان کی (انگریز کی) کوئی چیز بھی اچھی نہیں۔) اور خود ان کا خود کاشتہ پودا ہے) والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے۔ مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔ اس لئے آپ نے اسے اتار دیا۔" (سیرت المہدی جلد1 صفحہ 60، روایت نمبر 83)

غلط کاج، گرمیوں میں بھی گرم کپڑے

17۔ بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے میں لگے ہوتے تھے۔ بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگے ہوئے دیکھے گئے... کوٹ، صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔"(سیرت المہدی جلد1 صفحہ 417، روایت نمبر 447)

کپڑے تکیے کے نیچے

18۔ کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا۔ صدری ٹوپی عمامہ رات کو اتار کر تکیے کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں۔ وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔"(سیرت المہدی جلد1 صفحہ 419، روایت نمبر 447)

تیل والا ہاتھ سینہ تک چلا جاتا

19۔نئی جوتی جب پاؤں میں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ چونکہ حضور (مرزا قادیانی) کی توجہ دنیاوی امور کی طرف نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بڑی جلدی ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب یادیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے۔ حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا۔ جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔"(اخبار الحکم قادیان ج۳۸ نمبر۶، مورخہ ۲۱، فروری ۱۹۳۹ئ)

مرزا کا غرارہ

20۔آخری ایام میں حضور ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے جو نیچے سے تنگ اوپر سے کھلے۔ گاؤدم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں ۹۵۔۱۸۹۰ء میں میں نے حضور کو بعض دفعہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے۔(ذکر حبیب، صفحہ 31)

جیب میں بڑی انیٹ

21۔آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی دن ایسا ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے اینٹ نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں۔ میں اسی سے کھیلوں گا۔(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم صفحہ "ق" ، مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی)

نمک اور شکر کا فرق

22۔بیان کیا مجھ سے والدہ صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت) مرزا قادیانی) سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا) چینی) اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ پس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 225، روایت نمبر 244)

چابیاں ازار بند کے ساتھ، ریشمی ازار بند

23۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا تھا۔ باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس

لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے۔ تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۵۵، روایت نمبر ۶۵)

گڑ اور ڈھیلے ایک ہی جیب میں

24۔ آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے محض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ (حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات صفحہ 67)

گھڑی دیکھنا

25۔ بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسہ گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 165، روایت نمبر 165)

حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں

26۔ مولوی شیر علی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مرزا قادیانی مع چند خدام کے فوٹو کھچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں۔ ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح بند ہو گئیں۔'' (سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 364، روایت نمبر 407)

دانت سے زبان زخمی ہو گئی

27۔ دندان مبارک آپ کے) مرزا غلام احمد قادیانی کے) آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا۔ جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوک دار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑھ گیا۔ توریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر کروایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ (سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 415، روایت نمبر 447)

اپنی انگلی کاٹ ڈالی

28۔ خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے حضرت) مرزا قادیانی) اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے۔ مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی۔ جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے

ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا... حضرت مسیح موعود) مرزا) نے چوں کہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے۔اس لئے بجائے چوزہ کی گردن کے انگلی پر چھری پھیر لی۔(سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 285، روایت نمبر 307)

پائوں پر چونڈھیاں

29۔ کسی مرید نے مرزا قادیانی کے پائوں پر چونڈھیاں بھرنی شروع کر دیں مگر آپ خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔" (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 768، روایت نمبر 866)

دامن پر آگ

30۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: "ایک مرتبہ میرے دامن کو آگ لگی تھی مجھے خبر نہ ہوئی۔"(سیرت المہدی ج 1 صفحہ 217، روایت نمبر 236)

صفائی سے محبت

31۔ حضرت مسیح موعود کو اگر تیمم کرنا ہوتا تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کر لیا کرتے تھے۔(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 774 ،روایت نمبر 878)

اپنی چھڑی کی پہچان نہیں ہوئی

32۔ چھڑی ایک دفعہ ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا یہ کس کی چھڑی ہے۔ عرض کیا گیا حضور کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اچھا میں تو سمجھا کہ یہ میری نہیں ہے حالانکہ وہ چھڑی مدت سے آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی۔) سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 226، روایت نمبر 246)

ساتھی کی پہچان

33۔ سیر کو جاتے ہوئے اپنے خادم کو جو کہ آپ کے ساتھ ہوتا آپ کو اس کا علم نہ ہوتا اور نہ پہچان ہوتی۔ کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 364، روایت نمبر 406)

کھانا کھانے کا قادیانی طریقہ

34۔ بعض دفعہ تو دیکھا گیا کہ آپ روکھی روٹی کا نوالہ منہ میں ڈال لیا کرتے تھے اور پھر انگلی کا سرا شوربے میں تر کر کے زبان سے چھوا دیا کرتے تھے۔ تاکہ لقمہ نمکین ہو جاوے۔(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 422، روایت نمبر 422)

روٹی کے ٹکڑے

35۔ حضرت مسیح موعود جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بمشکل ایک پھلکا آپ کھاتے اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورہ آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے۔ پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دستر خوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے۔ مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔ (اخبار الفضل ۵،مارچ ۱۹۳۵ئ، صفحہ 7،8)

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا

36۔ کبھی کبھی آپ پانی کا گلاس یا چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ ابتدائی عمر میں دائیں ہاتھ میں ایسی چوٹ لگی تھی کہ اب تک بوجھل چیز اس ہاتھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 422، روایت نمبر 422)

ٹہلتے ٹہلتے کرارے پکوڑے کھایا کرتے

37۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کے تازہ ٹنڈ یا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب! اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 166، روایت نمبر 167)

راکھ کے ساتھ روٹی

38۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت صاحب نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا۔ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی۔ اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 226،225، روایت نمبر 245)

مرزا کا کھانا کتا لے گیا

39۔ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی نے لکھا کہ: ''مجھے یاد ہے کہ حضرت لکھ رہے تھے۔ ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے۔ فرمایا خوب کیا۔ مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا وہ چلی گئی اور آپ پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتنوں کو بھی صاف کیا اور بڑے سکون اور وقار سے چل دیا۔ اللہ اللہ ان جانوروں کو بھی کیا عرفان بخشا گیا ہے۔ وہ کتا اگرچہ رکھا ہوا اور سدھا ہوا نہ تھا۔ مگر خدا معلوم اسے کہاں سے یقین ہو گیا اور بجا یقین ہو گیا

کہ یہ پاک وجود بے ضرر وجود ہے اور یہ وہ ہے جس نے کبھی چیونٹی کو بھی پاؤں تلے نہیں مسلا اور جس کا ہاتھ کبھی دشمن پر بھی نہیں اٹھا۔ غرض ایک عرصہ کے بعد وہاں ظہر کی اذان ہوئی تو آپ کو پھر کھانا یاد آیا۔ آواز دی خادمہ دوڑی آئی اور عرض کیا کہ میں تو مدت ہوئی کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کر آئی تھی۔ اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا تو شام کو ہی کھائیں گے‘‘۔(سیرت مسیح موعود صفحہ 32)

ٹانک وائن

40۔ مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ‘ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ’’ٹانک وائن‘‘ کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام!‘‘ مرزا غلام احمد عفی عنہ! (خطوط امام بنام غلام صفحہ ۵، از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

41۔ لاہور میں پلومر کی دوکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔‘‘ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں۔ حسب ارشاد پلومر کی دوکان سے دریافت کیا گیا۔ جواب حسب ذیل ملا۔ ’’ٹانک وائن ایک قسم طاقت ور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولائت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ۸ ہے۔ ۲۱ستمبر ۱۹۳۳ئ۔‘‘ (سودائے مرزا صفحہ ۳۹، مصنفہ حکیم محمد علی پرنسپل کالج امرتسر)

ٹانک وائن کا فتویٰ

42۔ پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطباء یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آگئی۔ (از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی فریق لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد 23 نمبر 15، مورخہ 4 مارچ 1935ئ، صفحہ 3)

دو بوتل برانڈی

43۔ حضور (مرزا قادیانی) نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء دلانے کے لئے ایک فہرست لکھ دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسن میرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے۔ (اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً اس کی فرمائش مرزا قادیانی کی ہدایت کی بنا پر تھی) حضور ان کو تاکید فرمادیں حقیقتاً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا قادیانی) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ

اب میرے لئے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دکان سے دو بوتل برانڈی کی غالباً چار روپے میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں۔ ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔ (اخبار الحکم قادیان ج۳۹ نمبر ۲۵)

افیون

44۔ افیون دواؤں میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام) مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی) دوا) خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔ (مضمون مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل، مورخہ 19، جولائی 1929ء صفحہ 2 کالم 1)

45۔ مرزا قادیانی دوائی میں افیون استعمال کرتا تھے۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 548، روایت نمبر 569)

46۔ مجھے) میاں محمود احمد) بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔ مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس پر حضرت (مرزا قادیانی) نے فرمایا خدا نے چھڑا دی ہے تو اب نہ دو۔" (منہاج الطالبین، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 220)

47۔ مرزا قادیانی برائے گولی سل دق افیون، بھنگ اور دھتورا جائز فرماتے ہیں۔ (سیرت المہدی ج۳ ص ۱۱۱ بروایت نمبر ۶۵۵)

مرزا قادیانی اور کثرت پیشاب

48۔ مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا، نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریب بیس برس سے ہیں۔ (نسیم دعوت، خزائن جلد 19 صفحہ 435)

سو دفعہ پیشاب

49۔ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں... ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اربعین نمبر 3، خزائن جلد 17 صفحہ 471،470)

50۔ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی کئی دفعہ سو سو مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔ (نزول مسیح، خزائن جلد 18 صفحہ 613)

مرزا صاحب خود گنتے رہے تھے یا پاخانہ میں لوٹا رکھنے والی نے گن کر بتایا تھا۔

51۔ باوجود یہ کہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔ مگر جس وقت پاخانے کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھالیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد 5 نمبر 40، مورخہ 31، اکتوبر 1901ئ، صفحہ 6 منقول از کتاب منظور الٰہی صفحہ 348،349، مولفہ محمد منظور الٰہی)

نامردی

52۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ (مکتوبات جلد 2 صفحہ 27 مکتوب نمبر 15)

نماز میں مرزا کے جسم کو ٹٹولنا

53۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔) سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 781 روایت نمبر 893)

قاضی یار محمدی بیگم، میاں بیوی والی محبت کا اظہار

54۔ وہ) قاضی یار) خیال کرنے لگے کہ محمدی بیگم میں ہوں۔ حضرت مسیح موعود جب مسجد میں نماز کے لیے تشریف لاتے تو وہ حضور کے دائیں بائیں، آگے پیچھے کوشش کر کے کھڑے ہو جاتے۔ اور جیسے میاں بیوی میں محبت اور پیار کا اظہار ہوتا ہے حضور کے کبھی پیر کو کبھی ہاتھ کو پکڑتے۔ حضور کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ۰۰۰۰۰ انہوں نے) مرزا کے مریدوں نے) باہم فیصلہ کیا کے ہم پہرا دیا کریں گے اور مولوی صاحب) قاضی یار) کو حضور کے پاس نہ آنے دیں گے لیکن جس شخص کے دماغ میں نقص ہو اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہوتا ہے ۰۰۰۰۰ آخر حضرت مسیح موعود نے ان کو حکم دیا کہ قادیان سے چلے جائیں۔) خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 30)

جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیرنا

55۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور) مرزا قادیانی) نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آج کل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی مغربی طرف امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر

حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہو گئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر آپ صف اوّل میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا۔ اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔ (سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 784،785، روایت نمبر 903)

قاضی یار عاشق مرزا معشوق

56۔ وہ (قاضی یار) حضرت مسیح موعود کو اپنا محبوب اور اپنے آپ کو عشق سمجھتے تھے۔ (خطبات محمود جلد 17 صفحہ 733 سال 1936)

قوت رجولیت

57۔ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔ (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ 12، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

مقعد سے خون

58۔ ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا۔ جو بیان سے باہر ہے۔ (حقیقت الوحی، خزائن جلد 22 صفحہ 246)

حیض نہیں بچہ

59۔ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ بن گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزل اطفال اللہ ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی، خزائن جلد 22 صفحہ 581)

امت مرزائیہ کی نبیہ کو حمل

60۔ مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ بالآخر کئی ماہ کے بعد جو دس 10 ماہ سے زیادہ نہیں۔ (کشتی نوح، خزائن جلد 19 صفحہ 50)

دردزہ

61۔ پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔ (کشتی نوح، خزائن جلد 19 صفحہ 51)

بچہ بھی جنا

62۔وہ عیسیٰ جو مریم)مرزا قادیانی) کے پیٹ میں تھا۔ ···· وہ عیسیٰ (خود مرزا قادیانی) پیدا ہو گیا۔ ···· اس لحاظ سے عیسیٰ بن مریم کہلایا۔(کشتی نوح، خزائن جلد 19 صفحہ 49)

اپنے سے آپ پیدا ہونا

63۔گویا مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔اس طرح میں خدا کے کلام میں مریم کہلایا۔(حقیقت الوحی حاشیہ، خزائن جلد 22 صفحہ 350)

خواب میں روشن بی بی

64۔اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر آکھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔تب میں نے کہا کہ آ، روشن بی بی اندر آجا۔(تذکرہ صفحہ 159)

خواب میں نیم برہنہ عورت

65۔خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے... وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میری پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے میں نے دل میں خیال کیا کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لیے اشتہار دئے تھے لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا یا دل میں کہا میں آگئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آجاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔فالحمداللہ علی ذلک. (تذکرہ صفحہ 159)

خواب میں محمدی بیگم کو ننگا دیکھا

66۔آج خواب میں میں نے دیکھا کہ محمدی بیگم جس کی نسبت پیشگوئی ہے باہر کسی تکیہ میں معی چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے اور سر اس کا شاید منڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے۔(تذکرہ صفحہ 160)

مرزا کو احتلام

67۔ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا۔کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔پھر بعد فکر کرنے کے اور طبعی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ایک فطری، دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے۔مگر شیطانی نہیں ہوتا۔لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 757 روایت نمبر 843)

مرزاعورتوں کے پردے کا قائل نہیں

68۔بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔آپ بیوی صاحب کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی۔میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھادیا جاوے۔مولوی صاحب فرماتے تھے میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھادیں۔حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی!میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سرنیچے ڈالے میری طرف آئے۔میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔(سیرت المہدی جلد1صفحہ 56،57روایت نمبر77)

کبھی کبھی زنا کرنا

69۔حضرت مسیح موعود)مرزا قادیانی)ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں کیا حرج ہوا۔پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود)مرزا قادیانی)پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔(الفضل قادیان مورخہ 31،اگست 1938ئ،صفحہ 6 کالم 1)

کھانا دینے والی عورت

70۔بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب نے کہ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد نے کہ جو عورت والد صاحب کو کھانا دینے جاتی تھی وہ بعض اوقات واپس آکر کہتی تھی۔میاں ان کو یعنی حضرت صاحب کو کیا ہوش ہے۔یا کتابیں ہیں اور یا یہ ہیں۔(سیرۃ المہدی جلد1صفحہ 215روایت نمبر234)

پاخانہ میں لوٹا رکھنے والی عورت

71۔ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔جب حضرت صاحب مسیح موعود فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اپنے ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہادیا۔(سیرۃ المہدی جلد1صفحہ 758 روایت نمبر847)

ڈاکٹرنی

72۔ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔وہ مدتوں قادیان آکر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی۔جب وہ فوت ہوگئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے یاددہانی کے لئے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوادیا۔(سیرۃ المہدی جلد1صفحہ 631روایت نمبر688)

بھانو رضائی والی

73۔ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ساتھ ایک ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی۔اس لئے اس کو پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی۔جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔(سیرۃالمہدی جلد1 صفحہ 722روایت نمبر780)

پہرہ دینے والیاں

74۔مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیا اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔(سیرۃ المہدی جلد1 صفحہ 725 روایت نمبر786)

زینب قہوے والی

75۔ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا ایک دفعہ حضرت مسیح موعود قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے اپنا بچا ہوا قہوہ دیا اور فرمایا زینب یہ پی لو۔میں نے عرض کی حضور یہ گرم ہے اور مجھ کو ہمیشہ اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے۔تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ میں نے پی لیا۔(سیرۃالمہدی جلد1 صفحہ 782 روایت نمبر896)

مولویانی قافیے والی

76۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی بڑی بیوی مولویانی کسی کام کی غرض سے حضرت صاحب کے پاس آئیں۔ حضرت صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں ایک نظم لکھ رہا ہوں۔ جس میں یہ یہ قافیہ ہے۔آپ بھی کوئی قافیہ بتائیں۔ مولویانی مرحومہ نے کہا ہمیں کسی نے پڑھایا ہی نہیں۔ فرمایا کہ آپ نے بتا تو دیا ہے۔) پڑھا) چنانچہ آپ نے اس وقت ایک شعر میں اس قافیہ کو استعمال کر لیا۔(سیرۃالمہدی جلد1 صفحہ 758روایت نمبر846)

زینب بیگم مراق والی

77۔ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے شمارے

آپ سے عرض نہیں کر سکتی تھی۔ میں حضور کی خدمت کر رہی تھی کہ حضور نے خود معلوم کر کے فرمایا کہ زینب تجھ کو مراق کی بیماری ہے۔ ہم دعا کریں گے۔ کچھ ورزش کیا کرو اور پیدل چلا کرو۔ میں اپنے مکان پر جانے کے لئے جو حضور کے مکان سے ایک میل دور تھا۔ ٹانگے کی تلاش کی۔ مگر نہ ملا۔ اس لئے مجبوراً مجھے پیدل جانا پڑا۔ مجھ کو یہ پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی تھی۔ مگر خدا کی قدرت جوں جوں میں پیدل چلتی تھی۔ آرام معلوم ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ دوسرے روز میں پیدل چل کر حضور کی زیارت کو آئی تو دورہ مراق کا جاتا رہا اور بالکل آرام ہو گیا۔ (سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 792 روایت نمبر 917)

لڑکی زینب رات کو خدمت کرنے والی

78۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ خدمت کرتے گذر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ ایک دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے صبح کی اذان تک مجھے ساری ساری رات خدمت کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ (سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 789 روایت نمبر 910)

لمبے اور گول منہ والیاں

79۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب میاں ظفر احمد کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں۔ آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کرا دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا وہ باہر کھڑی ہیں۔ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہیں تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا کہ جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرے کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ (سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 241، 240، روایت نمبر 268)

ننگی عورت

80۔ حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں کھرا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔

جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آنکلی۔اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی؟ تو اس نے ہنس کر جواب دیا۔انہوں کچھ دیدا ہے۔یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔مرزا قادیانی کی عادت غض بصر کی جو وہ ہر وقت مشاہدہ کرتی تھی۔اس کا اثر اس دیوانی عورت پر بھی ایسا تھا کہ وہ خیال کرتی تھی کہ حضور کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔اس واسطے حضور سے کسی پردہ کی ضرورت ہی نہیں۔(ذکر حبیب صفحہ 30، مفتی صادق قادیانی)

مرزائی جواب

81۔مرزائی مرزا کے غیر محرم عورتوں کے ساتھ تعلقات کی صفائی ان الفاظ میں دیتے ہیں ''وہ نبی معصوم ہیں ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجودہ رحمت حضرت اور برکت ہے۔(الحکم 17 اپریل 1907 صفحہ 13 کالم 1)

(نہ معلوم کس وجہ سے قاضی یار کو یہ برکت حاصل کرنے نہیں دی جاتی تھی)

مرزا انسان نہیں تھا

82۔کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ، خزائن جلد 21 صفحہ 127)

"مرزا حضور ﷺ کی اطاعت سے نبی بنا" اس دھوکے کا جواب

قادیانی کہتے ہیں مرزا قادیانی کو نبوت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے ملی ہے اس کی دلیل مرزا قادیانی کی وہ عبارت پیش کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے

''اللہ جل شانہ آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔یعنی آپ ﷺ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہر گز نہیں دی گئی۔اسی وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔یعنی آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔''(حقیقت الوحی ص ۹۷ حاشیہ روحانی خزائن ص ۱۰۰ ج ۲۲)

پہلا چیلینج ہمارا قادیانی حضرات کو یہ ہے کہ تم مرزا قادیانی کی سیرت پر ہم سے مناظرہ کر کے اس کا حضور ﷺ کی کامل اطاعت کرنا ثابت نہیں کر سکتے۔ہم ثابت کریں گے مرزا نے حضرت کی اطاعت نہیں کی، وہ جھوٹا تھا جھوٹ بولتا تھا، بدکردار تھا، زانی تھا، شرابی تھا وغیرہ

باقی دوسری بات مرزا قادیانی اس جگہ تو کہتا ہے حضور ﷺ کی اطاعت سے نبوت ملتی ہے مگر اپنے بارے میں لکھتا ہے کہ مجھے نبوت ماں کے پیٹ میں ملی ہے، ملاحظہ ہو

''خدا تعالی نے مجھے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر ہی میں مجھے عطاء کی گئی ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

مرزے کا تضاد ثابت ہوا یا نہیں؟

باقی تیسری بات مرزے نے لکھا ہے کسی نبی میں ایسی خصوصیت ماننا جو باقی کسی میں نہ ہو وہ شرک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں
''یہ مسلم مسئلہ ہے کہ بجز خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء کے افعال اور صفات نظیر رکھتی ہیں تا کہ کسی نبی کی کوئی خصوصیت منجر بہ شرک نہ ہو جائے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۶' خزائن ص۹۵ ج۱۷)
ثابت ہو مرزا قادیانی نے جو حضور ﷺ کی یہ خصوصیت مانی ہے کہ آپ کی اطاعت سے نبوت ملتی ہے یہ مرزا قادیانی نے شرک کیا ہے۔
ثابت ہوا مرزا مشرک تھا۔

قادیانی اسلام کا فرقہ نہیں

قادیانی مرزا دجال کی سنت دجل پر عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بار بار وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں امت مسلمہ کے 73 فرقوں میں تقسیم ہونے کا ذکر ہے۔
ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ تم اسلام کا ایک فرقہ نہیں ہو اور امت مسلمہ کے 73 فرقوں سے بھی تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بات ہم تمہارے گرو مرزا قادیانی کی عبارات سے ثابت کرتے ہیں۔
مرزا قادیانی لکھتا ہے
''بارہ سو برس میں تو صرف تہتر فرقے اسلام کے ہو گئے تھے لیکن تیرھویں صدی نے اسلام میں وہ بدعات اور نئے فرقے پیدا کئے جو بارہ سو برس میں پیدا نہیں ہوئے تھے''(خزائن جلد 17 صفحہ 265)
اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ
1۔ بارہ (12) سو برس میں اسلام کے 73 فرقے ہو چکے تھے۔
2۔ تیرھویں صدی میں ان 73 فرقوں کے علاوہ کچھ اور ''نئے'' فرقے بن گئے تھے جن کا احادیث میں بیان کردہ امت مسلمہ کے 73 فرقوں سے کوئی تعلق نہیں تھا یہ الگ ہی کوئی چیز تھے۔
مگر کسی نے سچ کہا ہے جھوٹے آدمی کا حافظہ بہت کم زور ہوتا ہے مرزا آگے لکھتا ہے
''بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد امت مرحومہ تہتر 73 فرقوں پر منقسم ہو گئی''(خزائن جلد 22 صفحہ 44)
اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ
1۔ قرون ثلاثہ کے بعد ہی امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔
اب فیصلہ قادیانیوں نے کرنا ہے کہ ان دونوں باتیں میں سے سچی کون سی ہے۔ امت مسلمہ 1200 برس میں تہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی یا 300 سو برس میں۔ خیر ابھی ہمارا موضوع مرزا قادیانی کا اختلاف اور مراق ذکر کرنا نہیں ہے دونوں حوالہ جات سے یہ تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی سے پہلے ہی امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اب ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تو امت مسلمہ کے 73 فرقوں میں تقسیم

ہونے کے بارے میں ارشاد فرمایا تھاجو 73 کے بعد فرقہ بناوہ امت مسلمہ کا فرقہ نہیں ہے بلکہ الگ سے ایک مذہب ہے۔ مرزا خد کہتا ہے کہ میں نے نیا فرقہ بنایا ہے حوالہ ملاحظہ فرمائیں

...."تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے" (خزائن جلد 13 صفحہ 343)

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک "نیا فرقہ" بنایا تھا اور اس "نئے فرقے" سے پہلے امت مسلمہ کے 73 فرقے بن چکے تھے اس لیے حدیث کے مطابق اس نئے فرقے کا اسلام کے 73 فرقوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ایک ملحدین کا گروہ ہے۔

مرزا نے صوفیاء کی اصطلاح ظل بروز کی وجہ سے دعویٰ نبوت کیا

آج کل قادیانی حضرات کی جانب سے لوگوں کو ایک اور دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اصل میں کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ مرزا کا دعویٰ کی ظل، فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول وغیرہ تعلیمات کی عملی تصویر ہے وغیرہ

یہ بات تو واضح ہے کہ قادیانی حضرات کی اس بات میں کوئی سچائی نہیں ہے، صوفیاء میں سے کسی نے مرزا قادیانی جیسا دعویٰ نہیں کیا نہ ہی ان کی یہ تعلیمات ہیں، اس اجمال کی تفصیل کسی اور جگہ کریں گے پہلے قادیانی حضرات کو جواب عرض کر لیں۔

جواباً عرض ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے ملفوظات میں واضح طور پر کہا ہے کہ صوفیاء وغیرہ کے نکالے ہوئے طریقے انسان کو سیدھی راہ سے بھٹکا دیتے ہیں، اور ان کی یہ تعلیمات گویا نئی شریعت ہیں۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں

ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے۔ اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنالی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 103)

اسی لیے قادیانی حضرات صوفیاء وغیرہ کی تعلیمات اور تصوف کی اصطلاحات کو مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں نہیں پیش کر سکتے کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک یہ گویا نئی شریعت ہے، اگر اب بھی قادیانی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو صوفیاء کی عبارات سے ثابت کریں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ مرزا نے نئی شریعت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔

"مرزا نے حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا" اس دھوکے کا جواب

ایک قادیانی دھوکہ اور اس کا جواب

قادیانی حضرات کی جانب سے ایک دھوکہ جو مسلمانوں کو دیا جاتا ہے وہ یہ بھی ہے کہ مرزا قادیانی نے حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ صرف ظلی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ بھی روحانیت کے زیر اثر کیا ہے،

اس دھوکہ کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کوئی روحانی شخصیت نہیں تھا اس کا کردار ہمارے سامنے ہے، ایک شرابی، زانی، بے نمازی، گالی باز، جھوٹا شخص تھا، (اس اجمال کی تفصیل احتساب قادیانیت جلد 14 میں کتاب، کذبات مرزا، مغلظات مرزا میں یا کتاب قادیانی شبہات جلد 3، کردار مرزا، وغیرہ میں دیکھ سکتے ہیں)

دوسری بات مرزا قادیانی کے نزدیک صوفیاء کا طریقہ اسلام مخالف طریقہ تھا اور بقول مرزا اس سے بندہ دین سے دور ہو جاتا ہے وغیرہ اس لیے مرزا کے دعویٰ جات کو صوفیاء یا تصوف کے کھاتے ڈالنا درست نہیں ہے۔

اس عنوان کے تحت پہلے بھی کچھ لکھا تھا اسی کو دوبارہ نقل کر دیتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں

آج کل قادیانی حضرات کی جانب سے لوگوں کو ایک اور دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اصل میں کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ مرزا کا دعویٰ صوفیاء اکرام کی ظل، فنافی الشیخ، فنافی الرسول وغیرہ تعلیمات کی عملی تصویر ہے وغیرہ

یہ بات تو واضح ہے کہ قادیانی حضرات کی اس بات میں کوئی سچائی نہیں ہے، صوفیاء میں سے کسی نے مرزا قادیانی جیسا دعویٰ نہیں کیا نہ ہی ان کی یہ تعلیمات ہیں، اس اجمال کی تفصیل کسی اور جگہ کریں گے پہلے قادیانی حضرات کو جواب عرض کر لیں۔

جواباً عرض ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے ملفوظات میں واضح طور پر کہا ہے کہ صوفیاء وغیرہ کے نکالے ہوئے طریقے انسان کو سیدھی راہ سے بھٹکا دیتے ہیں، اور ان کی یہ تعلیمات گویا نئی شریعت ہیں۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں

''ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے۔ اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنا لی ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 103)

اسی لیے قادیانی حضرات صوفیاء وغیرہ کی تعلیمات اور تصوف کی اصطلاحات کو مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں نہیں پیش کر سکتے کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک یہ گویا نئی شریعت ہے، اگر اب بھی قادیانی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو صوفیاء کی عبارات سے ثابت کریں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ مرزا نے نئی شریعت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔

اب چلتے ہیں قادیانی دھوکے کے اس حصے کی طرف جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ حقیقت نبوت کا نہیں بلکہ ظلی نبوت کا ہے، یعنی قادیانی یہ دھوکہ دے رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تھے وہ حقیقی نبی تھے، آپ ﷺ کے بعد مرزا قادیانی جو معاذ اللہ نبی بنا ہے یہ حقیقی نبی نہیں بلکہ ظلی نبی ہے۔

تو جواباً عرض ہے کہ قادیانی حضرات کے نزدیک ظلی نبوت ہی حقیقی نبوت ہوتی ہے، تمام انبیاء کرام علیہم السلام سب ظلی نبی ہی تھے، یہ بات مرزا قادیانی نے اپنے ملفوظات میں لکھی ہے، وہ کہتا ہے

''پہلے تمام انبیا ظل تھے نبی کریم کے خاص خاص صفات میں اور اب ہم) یعنی مرزا قادیانی) ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 201)

ثابت ہو قادیانی حضرات کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے غیر حقیقی صرف ظلی نبوت کا دعویٰ صوفیاء کی تعلیم کو دیکھتے ہوئے روحانیت کے زیر اثر کیا ہے محض جھوٹ اور دھوکہ ہے۔

اس عبارت سے تو پتا چلا ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ رسول اللہ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر حقیقی نبی ہونے کا ہے، کیونکہ باقی انبیاء تو حضور ﷺ کے ظل تھے کسی ایک صفت میں اور اسی وجہ سے وہ حقیقی نبی بھی بنے مگر بقول مرزا وہ تو حضور ﷺ کا ظل ہے آپ ﷺ کی تمام صفات میں، مطلب وہ باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑا حقیقی نبی ہے۔ معاذ اللہ

دوسری بات اس نے خد صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ بھی کر رکھا ہے، وہ کہتا ہے

''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی''۔(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435)

وہ کہتا ہے شریعت امر اور نہی کا نام ہے اور میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی ثابت ہوا میں صاحب شریعت نبی ہوں۔ معاذ اللہ

اس لیے مسلمانوں کا چاہیے کہ وہ قادیانی حضرات کے اس دھوکے میں نہ آئیں، مرزا قادیانی ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا اس کے اس جرم کو کم کرنے کی کوشش نہ کریں۔

مرزا قادیانی کا صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں بے شمار دعوے کیے جن کو ترتیب کے ساتھ شمار کرنا مشکل ہے۔ مرزا قادیانی کیوں کہ مراق کا مریض تھا اس لیے وہ دعویٰ کر کے بھول جایا کرتا تھا اور اپنے پہلے دعویٰ کے بالکل مخالف ایک اور دعویٰ کر دیا کرتا تھا۔ مثلاً ازالہ اوہام میں مرزا نے لکھا ہے

"اور ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں ایک شخص ہوگا" ﴿ازالہ اوہام :: روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 249﴾

آگے چل کر کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے

"جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا"

﴿حقیقۃ الوحی :: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 731﴾

(مرزا قادیانی کو مراق تھا کے ثبوت کے لیے دیکھیں سیرت المہدی روایت نمبر 969)

مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا لیکن آجکل کے قادیانی مرزا قادیانی کے اس دعوے کو قبول نہیں کرتے اور عوام کو دھوکا دینے کے لیے کہتے ہیں ہم تو صرف مرزا کو امتی نبی مانتے ہیں (معاذ اللہ)۔

مرزا قادیانی نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے ہم تین چیزیں پیش کریں گے۔

نمبر 1 : کتب مرزا سے ثبوت

حوالہ

مرزا قادیانی لکھتا ہے

"ماسوااس کے یہ بھی سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لیے قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے ہمارے مخالفین ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی"

﴿اربعین نمبر 4::روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435﴾

عبارت ہذا میں صاف طور پر مرزا قادیانی صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ مرزا کہتا ہے صاحب شریعت نبی وہ ہوتا ہے جس کی وحی میں امر اور نہی ہو پھر کہتا ہے میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔

نمبر2 : مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی ایسی آیات اپنے اوپر فٹ کی جن میں لفظ رسول آتا ہے

مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر ایم اے اپنی کتاب ختم نبوت کی حقیقت میں لکھتا ہے

"حدیث میں آتا ہے دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گزرے ہیں جن میں شریعت لانے والے رسول صرف تین سو تیرہ تھے"

﴿ختم نبوت کی حقیقت صفحہ 106﴾

حوالہ سے معلوم ہوتا ہے شریعت لانے والے نبی کو رسول کہتے ہیں۔

حوالہ نمبر 1

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا

اور کہہ کہ اے لوگوں میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں

﴿مجموعہ اشتہار جلد 3 صفحہ 270﴾

حوالہ نمبر 2

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا

یقین جانو ہم نے تمہارے پاس تم پر گواہ بننے والا ایک رسول اسی طرح بھیجا ہے، جیسے ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا

﴿حقیقۃالوحی::روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105﴾

حوالہ نمبر 3

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

تم یقیناً پیغمبروں میں سے ہو بالکل سیدھے راستے پر

﴿حقیقۃالوحی::روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 110﴾

حوالہ نمبر 4

هُوَ الَّذِىْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے، تاکہ اسے ہر دوسرے دین پر غالب کر دے

﴿اعجاز احمدی روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113﴾

حوالہ نمبر 5

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھ گیا اور رسول بھی"

﴿ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207﴾

ان حوالہ جات کے علاوہ بھی مرزا قادیانی کی وہ تمام عبادتیں جس میں اس نے اپنے آپ کو رسول لکھا ہے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے۔

مثلاً

حوالہ نمبر 1

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"

﴿دافع والبلاء::روحانی خزائن جلد جلد 18 صفحہ 231﴾

حوالہ نمبر 2

"میں رسول بھی ہو اور نبی بھی ہو"

﴿ایک غلطی کا ازالہ::روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 211﴾

حوالہ نمبر 3

"تا تم سمجھو قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گی کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا"

﴿دفع البلاء::روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 256،255﴾

حوالہ نمبر 4

"خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا"

﴿اربعین نمبر 3::روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 426﴾

ان تمام حوالہ جات سے بھی معلوم ہوتا ہے کیا مرزا قادیانی کا دعویٰ صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا تھا۔

نمبر 3 : مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کفر کہا

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھا ہے

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالی کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم و محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔

﴿تریاق القلوب::روحانی خزائن جلد15صفحہ432﴾

حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک صرف صاحب شریعت نبی کے انکار سے ہی بندہ کافر ہوتا ہے۔اب اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ مرزا قادیانی اوراس کے مرید مرزا قادیانی کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں تو یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا تھا۔

حوالہ نمبر1

مرزا کہتا ہے

"خداتعالی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اوراس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے"

﴿تذکرہ صفحہ519﴾

حوالہ نمبر2

مرزا قادیانی لکھتا ہے جو

"مجھ کو باوجود صدہانشانیوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تووہ مومن کیوں کر ہو سکتا ہے"

﴿حقیقۃالوحی::روحانی خزائن جلد22صفحہ168﴾

حوالہ نمبر3

"کفر دو قسم پر ہے)اول)ایک یہ کفر ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا)دوم)دوسرا یہ کفر کے مثلاًوہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔۔۔۔۔۔۔اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں"

﴿حقیقت الوحی روحانی خزائن جلد22صفحہ185﴾

حوالہ نمبر4

مرزابشیر ایم اے اپنی کتاب کلمۃالفصل میں لکھتا ہے

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر محمد صلی اللہ وسلم کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے

﴿کلمۃالفصل صفحہ110﴾

حوالہ نمبر5

مرزا مشیر الدین محمود اپنی کتاب آئینہ صداقت میں لکھتا ہے

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

﴿آئینہ صداقت صفحہ 35::انوار العلوم جلد 6 صفحہ 110﴾

حوالہ نمبر 6

مرزا بشیر ایم اے لکھتا ہے

اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا منکر کافر ہوں مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت بہت اقوی اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

﴿کلمہ الفصل صفحہ 146,147﴾

حوالہ نمبر 7

اس الہام کی تشریح میں مسیح موعود نے "الذین کفرو" غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے

﴿کلمۃ الفصل صفحہ 143﴾

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اور اس کے مرید مرزا قادیانی کو نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں اور مرزا قادیانی نے تریاق القلوب میں لکھا تھا کے صرف صاحب شریعت نبی کے منکر ہی کافر ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اور اس کے مرید اسے صاحب شریعت نبی مانتے ہیں۔

اب آخر میں قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں جس میں اس نے مرزا کو حقیقی اور صاحب شریعت نبی مانا ہے

حوالہ

مرزا بشیر الدین لکھتا ہے

تیسری یہ بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کا (مرزا قادیانی کا) نام نبی رکھا پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہر گز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں

﴿حقیقۃ النبوۃ صفحہ 174، عقائد محمودیہ نمبر 1 صفحہ 25﴾

(حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی ہوتا ہے حوالہ ختم نبوت کی حقیقت صفحہ 14)

قادیانی پمفلٹ بنام "مسیح و مہدی کب آئیں گے" کا جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قادیانی تلبیسات کا جواب

قادیانی یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کے تیرہویں صدی ہجری کے آخر یا چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں امام مہدی کا ظہور ہونا تھا۔اور مرزا قادیانی بھی اسی دور میں پیدا ہوا ہے،اس وجہ سے اسے امام مہدی مان لیا جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن اور حدیث میں تیرہویں صدی ہجری یا چودھویں صدی ہجری کا لفظ تک موجود نہیں۔اور نہ ہی قرآن وحدیث میں کوئی اشارہ ملتا ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ چودھویں صدی ہجری یا تیرہویں صدی ہجری میں مہدی کا ظہور ہونا تھا۔

لیکن قطع نظر اس بات کے یہ مان بھی لیا جائے کے مہدی کا ظہور تیرہویں صدی ہجری یا چودھویں صدی ہجری میں ہونا تھا،تب بھی ہم مرزا قادیانی کو مہدی اور مسیح کس بنا پر مان لیں۔یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی چمار اٹھ کر کہے،ہر ملک کا ایک بادشاہ ہونا ضروری ہے اس لئے مجھے امریکہ کا بادشاہ مان لو۔

جس طرح ایک چمار اپنے کہنے سے بادشاہ نہیں بن جاتا اسی طرح مرزا قادیانی مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے سے مہدی نہیں بن جاتا۔

خیر قادیانی اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے اپنے روایتی دجل سے کام لیتے ہوئے قرآن مجید کی ایک آیت پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے مہدی کا تیرہویں صدی کے آخر یا چودھویں صدی کے آغاز میں ظہور ہونا تھا۔آیت ملاحظہ فرمایئے

آیت

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (السجدہ:5)

ترجمہ:-وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کا انتظام خود کرتا ہے،پھر وہ کام ایک ایسے دن میں اس کے پاس اوپر پہنچ جاتا ہے جس کی مقدار تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال ہوتی ہے۔

ایک عام صاحب عقل آدمی بھی آیت کو دیکھ کر یہ فیصلہ کر سکتا ہے کے اس آیت مبارکہ میں نہ تو امام مہدی کا ذکر موجود ہے نہ ظہور کا لفظ موجود ہے نہ تیرہویں یا چودھویں صدی کا ذکر موجود ہے لیکن قادیانیوں کی عقل پر اللہ نے پردہ ڈال دیا ہے،ان کو یہ بات کون سمجھائے۔ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مہدی کا ظہور تیرہویں صدی کے آخر یا چودھویں صدی کے آغاز میں ہونا تھا،لیکن جو دلیل پیش کی ہے اس میں نہ مہدی کا ذکر موجود ہے،نہ ظہور کا لفظ موجود ہے اور نہ ہی تیرویں یا چودھویں صدی ہجری کا ذکر موجود ہے۔

مفسرین کے مطابق اِس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اُس دن سے مراد قیامت کا دن ہے جو ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔امام جلال الدین سیوطی جن کو قادیانیوں بھی نویں صدی کا مجدد تسلیم کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے اس روز دنیا کے دنوں میں ایک دن ابھی نصف تک نہیں پہنچے گا کہ اللہ تعالی بندوں کے درمیان فیصلہ فرمادے گا۔جنتیوں کو جنت اور جہنمیوں کو جہنم میں ٹھکانہ دے گا۔اگر یہ معاملہ کسی غیر کے سپرد ہوتا تو پچاس ہزار سال میں بھی اس سے فارغ نہ ہوتا۔(درمنثور جلد 5 صفحہ 497)

آیت قیامت کے متعلق ہے۔لیکن قادیانی اس سے یہ بات ثابت کر رہے ہیں کہ امام مہدی کا ظہور تیرہویں صدی ہجری کے آخر یا چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں ہونا تھا۔

مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں

مفسرین کے مطابق اِس آیت کی ایک تفسیر تو یہ ہے کہ اُس دن سے مراد قیامت کا دن ہے جو ایک ہزار سال کے برابر ہوگا، اور مطلب یہ ہے کہ جتنی مخلوقات کا انتظام اُس وقت اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں، وہ سب آخر کار قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن اُمور کا فیصلہ فرماتے ہیں، اُن کی تنفیذ اپنے اپنے طے شدہ وقت پر ہوتی ہے، چنانچہ بعض اُمور کی تنفیذ میں اِنسانوں کی گنتی کے مطابق ایک ہزار سال بھی لگ جاتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ایک ہزار سال بھی کوئی بڑی مدّت نہیں ہے، بلکہ ایک دن کے برابر ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن تفسیری حاشیہ)

مرزا قادیانی نے لکھا ہے

"سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی"۔ (روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 95)

قادیانیوں سے گزارش ہے کہ اگر وہ اپنی بیان کی ہوئی تفسیر کو سچ سمجھتے ہیں تو اپنے گرو مرزا قادیانی کے اصول کے مطابق اس کی کوئی نظیر پیش کریں۔ اور اگر وہ پیش نہ کریں) اور پیش نہیں کرسکیں گے) تو یہ سمجھا جائے گا کہ انہوں نے قرآن مجید پر جھوٹ بولا ہے۔ آیت کا وہ مطلب نہیں تھا جو قادیانیوں نے بیان کیا تھا۔

قادیانی اپنے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے تحریف معنوی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک اور آیت مبارکہ بھی پیش کرتے ہیں

آیت

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ (النور:55)

ترجمہ :۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا، جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا، اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے، اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے، اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔

قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے امام مہدی کا ظہور تیرہویں صدی ہجری کے آخر یا چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں ہونا تھا۔ قادیانیوں کی دلیل ان کے دعویٰ کے مطابق نہیں۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ امام مہدی کا ظہور تیرہویں صدی ہجری کے آخر یا چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں ہونا تھا لیکن جو دلیل پیش کی ہے اس میں نہ تو امام مہدی کا ذکر ہے، نہ ظہور کا ذکر ہے، نہ تیرہویں صدی ہجری کا ذکر ہے اور نہ ہی چودہویں صدی ہجری کا ذکر ہے۔

اس آیت کی اصل تفسیر مفتی تقی عثمانی صاحب کے قلم سے پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

"مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام نے کفار کے ظلم و ستم کا سامنا کیا تھا، اور جب وہ ہجرت کرکے مدینہ منورہ آگئے تو اس کے بعد بھی کافروں کی طرف ہر وقت حملوں کا خوف لاحق رہتا تھا۔ اس موقع پر ایک صاحب نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا وقت بھی

آئے گا کہ ہم ہتھیار کھول کر چین سکون کے ساتھ رہ سکیں۔اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے۔یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی،اور اس میں پیشین گوئی فرمائی گئی کہ آنخضرت)صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم(اور صحابہ کرام کو زمین پر اقتدار حاصل ہونے والا ہے،چنانچہ اس وعدے کے مطابق آنخضرت)صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم(ہی کے زمانے میں پورا جزیرہ عرب اسلام کے جھنڈے تلے آچکا تھااور خلافت راشدہ کے دور میں اسلام حکومت کادائرہ تقریباًآدھی دنیاتک وسیع ہو گیا تھا"(آسان ترجمہ قرآن تفسیری حاشیہ زیر آیت ہذاو تفسیر در منثور جلد5صفحہ 158،157)

اس آیت مبارکہ میں تواللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکومت کی بشارت دی تھی لیکن قادیانیوں نے کیسادجل کا مظاہرہ کیاکہتے ہیں اس آیت سے امام مہدی کا تیرہویں یاچودھویں صدی ہجری میں ظہور ہوناثابت ہوتاہے۔

اول تواس آیت مبارکہ سے تیرہویں یاچودھویں صدی ہجری میں امام مہدی کا ظہور ثابت نہیں ہوتا،لیکن اگر ایک لمحے کے لئے مان بھی لیا جائے کہ اس آیت سے یہ مضمون ثابت ہوتاہے،تومرزاقادیانی کومہدی کیسے مان لیاجائے۔آیت میں تواللہ حکومت کی بشارت دے رہاہے اور مرزاغلام قادیانی غلام در غلام تھا۔

خود لکھتاہے

کیاگورنمنٹ اتناغور نہیں کرتی کہ ہم انہیں بزرگوں کی اولادہیں۔جنہوں نے اپنی عمریں حکومت برطانیہ کی خدمت میں صرف کر دیں۔(روحانی خزائن جلد11صفحہ 283)

اور لکھتاہے کہ

ہم پراور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیاکہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں(روحانی خزائن جلد3صفحہ 166)

تومرزاغلام قادیانی کی ذریت سے ہمارایہ سوال ہے کہ اللہ تعالی نے آیت مبارکہ میں توخلافت اور حکومت بخشنے کاوعدہ فرمایاہے تمہارے حضرت صاحب تومرتے دم تک غلام تھےاور اپنی ذریت کو بھی غلامی کا سبق دے گئے۔تم خلیفہ والی آیت سے غلام اور نوکر کو مہدی کیسے ثابت کروگے؟

قادیانی سورۃجمعہ آیت نمبر3پیش کر کے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی تیرہویں یاچودھری صدی ہجری میں ظاہر ہوگا۔

آیت

وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

ترجمہ:-اور(یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں)ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آکر نہیں ملے۔اور وہ بڑے اقتدار والا،بڑی حکمت والاہے۔

ایک صاحب عقل انسان آیت کودیکھ کر یہ فیصلہ کر سکتاہے کے اس آیت مبارکہ میں نہ توامام مہدی کاذکر موجودہے،نہ ظہور کالفظ موجود ہے،نہ تیرویں یاچودھویں صدی کاذکر موجودہے،لیکن قادیانیوں نے مرزاغلام قادیانی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دجل سے کام لیناہے اور

تحریف معنوی کا ثبوت دینا ہے۔ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مہدی کا ظہور تیرہویں صدی کے آخر یا چودھویں صدی کے آغاز میں ہوگا، لیکن جو دلیل پیش کی ہے اس میں نہ مہدی کا ذکر موجود ہے، نہ ظہور کا لفظ موجود ہے اور نہ ہی تیرویں یا چودھویں صدی ہجری کا ذکر موجود ہے۔

آیت مبارکہ کا مطلب مفتی تقی عثمانی صاحب بیان کرتے ہیں

"اس کا مقصد یہ ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ صرف ان عربوں کے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے جو آپ کے زمانے میں موجود تھے، بلکہ آپ قیامت تک آنے والے تمام اِنسانوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں، چاہے وہ کسی نسل سے تعلق رکھتے ہوں"

(آسان ترجمہ قرآن تفسیری حاشیہ)

اس آیت کی تفسیر خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کیا کیا اخرین منھم سے کیا مراد ہے؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا حتی کہ تین مرتبہ یہی سوال ہوا تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی کے سر پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس بھی ہوا تو ان لوگوں میں سے ایک۔ یا فرمایا کئی۔ اسے پالیں گے (فتح الباری تفسیر سورۃ جمعہ صفحہ 641)

حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کیا آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف ان عربوں کے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے جو اس دور میں موجود تھے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ بعد میں آنے والے عرب اور عجم (یعنی تمام لوگوں کے لئے) رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بھی یہی حدیث مبارکہ لکھنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سورۃ مدنی ہے اور حضور ﷺ کی بعثت تمام روئے زمین والوں کی طرف عام ہے۔ کیوں کے آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فارس والوں کو بھی شامل فرمایا ہے اور آپ نے فارس، روم وغیرہ دیگر اقوام کی طرف مکاتیب گرامی روانہ فرمائے۔ جن میں انہیں ایک اللہ کی طرف دعوت دی اور اپنی پیروی کرنے کو فرمایا۔ مجاہد رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ عجمی لوگ اور ہر وہ غیر عربی ہیں جو حضور ﷺ کی تصدیق کریں۔(تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 608)

مختصر یہ کہ قادیانی جو بات اس آیت مبارکہ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کسی صورت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ قادیانیوں نے دجل سے کام لیتے ہوئے صرف آیت مبارکہ میں تحریف معنوی کی ہے اور کچھ بھی نہیں۔

قادیانی اپنے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے سنن ابن ماجہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔

روایت

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " الْآيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ :(ابن ماجه رقم الحديث 4057)

ترجمہ:۔رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت کی نشانیاں دو سو سال کے بعد ظاہر ہوگی"

یہ روایت موضوع ہے (حکم شیخ البانی)۔امام بخاری رحمتہ اللہ تعالی اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں

"دو سال گزر چکے ہیں اور کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا" (میزان الاعتدال جلد 5 صفحہ 361)

اس میں ایک راوی ہے عون بن عمارہ امام ابوداود کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، امام ابو حاتم کہتے ہیں یہ ضعیف اور منکر حدیث ہے۔ میں نے اس کا زمانہ پایا ہے لیکن اس سے کوئی حدیث نہیں لی۔ (میزان الاعتدال جلد 5 صفحہ 361)

امام بیہقی اور ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

مختصر یہ کہ قادیانیوں نے جس روایت کی بنیاد پر ایک عمارت کھڑی کی تھی وہ بنیادی ہی موضوع اور من گھڑت ہے۔

ویسے بھی اگر روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے اور ایک لمحے کے لیے یہ بھی مان لیا جائے کہ اس میں امام مہدی کا ذکر ہو رہا ہے، تو بھی دلیل آپ کے دعوے کے مطابق نہیں دعویٰ تیرہویں یا چودھویں صدی ہجری کا ہے دلیل میں دوسری صدی ہجری کا ذکر ہے تیرویں یا چودھویں صدی ہجری کا ذکر تک موجود نہیں۔ اگر ایک لمحے کے لیے اس کو بھی نظر انداز کر دیا جائے اور یہ بات مان لی جائے کہ چودھویں صدی ہجری میں ہی مہدی کا ظہور ہونا تھا تب بھی مرزا قادیانی کو مہدی کس بنا پر مانا جائے۔

مرزا قادیانی تو خود مہدی ہونے سے انکار کرتا ہے

"میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمة لامن عترتي وغیرہ ہے" (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 356)

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی جو روایت پیش کرتے ہیں یہ موضوع ہے۔ اس روایت میں نہ مہدی کا لفظ موجود ہے نہ تیرویں یا چودھویں صدی ہجری کا ذکر موجود ہے اور نہ ہی ظہور کا لفظ موجود ہے۔ اس وجہ سے قادیانیوں کا دعویٰ اس روایت کی وجہ سے بالکل ثابت نہیں ہوتا۔

قادیانی اور روایت بھی پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے

روایت

عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا"

ترجمہ :- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اللہ اس امت کے لیے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

روایت کو ملاحظہ فرمائیں اس میں قادیانی کے مطلب کی کوئی چیز بھی نہیں لیکن یہ دجال اسے بھی اپنے باطل دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

روایت میں رسول اللہ ﷺ نے خبریں دی ہے کہ ہر صدی کے ابتدا میں ایک مجدد پیدا ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی ساری زندگی میں دین کی کونسی تجدید کی ہے۔ مرزا قادیانی کا کوئی علمی کام بتائیں۔

مرزا قادیانی تو قرآن مجید اور احادیث کی توہین کرنے والا دجال تھا۔ لکھتا ہے

"قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں" (تذکرہ صفحہ 77)

اور لکھتا ہے

"میں تو قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہو گا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا" (تذکرہ صفحہ 570)

اسے طرح مرزا قادیانی احادیث مبارکہ کی توہین کرتا ہے۔ لکھتا ہے

"میرے اس دعوے کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ احادیث بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں") معاذاللہ)

﴿روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 140﴾

ایسا بے ادب اور گستاخ دین اسلام کا مجدد نہیں ہو سکتا ویسے بھی مرزا قادیانی کی علمی حالت کے تو کیا ہی کہنے ملاحظہ فرمایئے۔

لکھتے ہیں

"تاریخ کو دیکھو کہ حضور ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ (خزائن جلد 22 صفحہ 465)

سیرت النبی کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ نبی علیہ السلام کے والد محترم حضرت عبداللہ آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے چند ماہ پہلے ایک تجارتی سفر میں انتقال فرما گئے تھے۔ اور آپ کی والدہ حضرت آمنہ کا انتقال ولادت باسعادت کے چھ سال بعد ہوا تھا۔

ایک جگہ لکھتا ہے

"تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ وسلم کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے ساتھ فوت ہو گئے "(روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 299)

یہ مرزا قادیانی کی جہالت پر بین دلیل ہے، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تین شہزادے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت قاسم حضرت عبداللہ (جن کا لقب طیب وطاہر ہے) اور حضرت ابراہیم ﴿رضوان اللہ علیہم اجمعین﴾

اسی طرح ایک جگہ لکھتا ہے

"یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے "(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 210)

ہر طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا نام امام ابو عبداللہ محمد ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد اسماعیل تھا۔ لیکن مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ امام بخاری کا نام محمد اسماعیل بخاری تھا۔ یہ مرزا قادیانی کی جہالت کا ایک اور ثبوت ہے۔

ایک اور جگہ لکھتا ہے

"قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے جو لاہور سے گوشہ مغرب اور جنوب میں واقع ہے "(روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 22،23)

قادیان ضلع گرداسپور میں واقع ہے اور گرداسپور لاہور سے شمال مشرق کو ہے مگر مرزا قادیانی اس کو مغرب میں لکھتا ہے۔ قادیانیوں کا عجیب مجدد ہے جس کو مشرق اور مغرب تک کی خبر نہ تھے۔

اگر قادیانی اس قدر جاہل آدمی کو اپنا مجدد، مسیح موعود و مہدی ماننا چاہیں تو ان کو مبارک ہو۔

قادیانیوں نے اپنے اس کتابچے بنام "مہدی و مسیح کب آئیں گے ؟" میں ایک اور روایت بھی پیش کی ہے۔اور اس روایت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام المہدی اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دونوں ایک ہی شخصیت کے نام ہیں۔

روایت

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَنَدِيُّ ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ..... وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

یعنی عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے،اور ایک ضعیف روایت کی بناپر احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف عقیدہ بنانا درست نہیں۔ محدثین نے اس روایت کے بارے میں کیا فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

اس روایت کے بارے میں

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ حَدِيثَ : لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ

جان لو کہ لا المهدي إلا عيسى ابن مريم والی حدیث کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اجماع ہے .

﴿مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد 8 صفحہ 3448
کتاب الفتن باب أشراط الساعة﴾

امام شمس الدین ذہبی کہتے ہیں۔

لا مهدي إلا عيسى ابن مريم، وهو خبر منكر أخرجه ابن ماجة۔

لا المهدي إلا عيسى ابن مريم والی روایت منکر ہے جسے ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے۔

﴿میزان اعتدال جلد 3 صفحہ 535﴾

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں

وَالْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ: " «لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ» " رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ

وہ حدیث جس میں ہے لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے وہ ضعیف ہے

﴿منہاج السنہ النبویہ جلد 4 صفحہ 101﴾

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن قادیانیوں کو ان کے گھر تک پہنچانے کے لیے ان کے "مسیح موعود" کی تحقیق ان کے سامنے پیش کر دیتا ہوں

مرزا قادیانی لکھتا ہیں۔

1. میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں کس قدر احادیث ہیں تمام مجروح و مخدوش ہیں ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر افتراء ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور میں ایسا نہیں ہوا۔ ﴿ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم: : روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 356﴾
2. مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے ﴿حقیقۃ الوحی: روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 217﴾
3. اور جہاں تک مہدی کی آمد سے متعلق احادیث کا تعلق ہے تو جانتا ہے کہ وہ سب کی سب ضعیف، مجروح ہیں اور ایک دوسرے کی مخالف ہیں یہاں تک کہ ابن ماجہ اور اس کے علاوہ دوسری کتب میں ایک حدیث آئی ہے لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ یعنی عیسیٰ ابن مریم ہی مہدی ہوگا۔ پس کس کس طرح ان جیسی احادیث پر اعتبار کیا جا سکتا ہے جن میں شدت سے باہم اختلاف تناقض اور ضعف پایا جاتا ہے اور ان کے راویوں پر بہت جرح ہوئی ہے جیسا کہ محدثین پر یہ بات مخفی نہیں ﴿حمامۃ البشری مع اردو ترجمہ صفحہ 331: روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 314، 315﴾

اب اگر قادیانی اپنے سلطان القلم کی بات بھی نہ مانے تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔

دوسرا اگر آپ اس روایت کی سند کو بھی دیکھیں تو اس میں بھی علت ہے۔

اس سند میں یونس بن عبد الاعلی روایت کر رہے ہیں امام الشافعی سے جبکہ امام شافی سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے۔

عَنْ یُوْنُسَ قَالَ حَدثَنَا الشَّافِعِي وَالصَّحِيحِ انه لم يسمعهُ مِنْهُ۔

﴿شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی وغیرہ جلد 1 صفحہ 293، میزان الاعتدال جلد 3 صفحہ 535﴾

قادیانی حضرات پہلے یونس کا امام شافی سے سماع ثابت کریں۔

اس کے بعد سند میں ایک راوی ہے جس کا نام ہے محمد بن خالد الجندی

1. ابو الفتح الازدی کہتے ہیں یہ "منکر الحدیث" ہے ﴿تاریخ الاسلام ذہبی جلد 4 صفحہ 1193﴾
2. امام حاکم کہتے ہیں یہ "مجھول" ہے ﴿تاریخ الاسلام ذہبی جلد 4 صفحہ 1193﴾
3. ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں یہ "ضعیف" ہے ﴿لسان المیزان جلد 9 صفحہ 405﴾
4. امام بیہقی کہتے ہیں یہ "مجھول" ہے ﴿تہذیب الکمال جلد 25 صفحہ 150﴾

یہ روایت حدیث صحیحہ متواترہ کے خلاف ہے اس وجہ سے بھی قابل قبول نہیں۔

بے شمار روایات سے ثابت ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ المہدی اور شخصیت ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم اور شخصیت ہیں۔

امام مہدی اور مسیح ابن مریم علیہ السلام دونوں الگ الگ ہیں۔

حضرت امام مہدی کے بارے میں

(1) رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا

مہدی میری نسل سے یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے ﴿ابوداؤد رقم الحدیث 4284﴾
اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے نہیں بلکہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں۔

(2) رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے.
مہدی میرا ہم نام ہوگا یعنی ان کا نام محمد ہوگا. ﴿ترمذی رقم الحدیث 2230﴾
اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت مسیح کا نام عیسیٰ ابن مریم ہے نہ کہ محمد.

(3) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
مہدی میری اہل بیت میں سے ہوگا۔ ﴿ابوداؤد رقم الحدیث 4283﴾
اور ہم جانتے ہیں کہ حضرت مسیح بن مریم رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے اہل بیت میں سے نہیں ہے.

(4) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
مہدی کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا یعنی عبداللہ.
﴿مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث 37647﴾
اور ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت ابن مریم کے والد تھے ہی نہیں اللہ نے ان کو باپ کے بغیر پیدا فرمایا۔
ان روایات سے بھی واضح ہے کہ مہدی اور مسیح دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔
ایک اور صحیح روایت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم حضرت امام مہدی دونوں الگ الگ شخصیات ہیں درج ذیل ہے.

حدیث

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «۔۔۔۔ كَيْفَ تَهْلِكُ أُمَّةٌ أَنَا أَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا وَالْمَسِيحُ آخِرُهَا ۔۔۔۔». ﴿مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح [باب ثواب هذه الأمة] الجزء ٩ الصفحة ٤٠٤٩ الرقم ٦٢٨٧﴾

حضرت امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر سے اور انہوں نے اپنے دادا حضرت امام حسن سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا
«کیوں کر ہلاک ہو سکتی ہے امت۔ اس کے اول میں ہوں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح علیہ السلام «
اس حدیث کی سند کو سلسلہ الذہب کہا جاتا ہے۔ یعنی سونے کی لڑی۔
حدیث مبارکہ سے بالکل واضح ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے دو نام نہیں بلکہ دو الگ الگ شخصیات ہیں اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے دونوں کا ذکر الگ الگ ارشاد فرمایا۔

اس کے بعد قادیانیوں نے سنن دار قطنی سے ایک روایت پیش کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مہدی کے دور میں سورج اور چاند گرہن ہوگا۔ یہ قادیانیوں نے بالکل سفید جھوٹ بولا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اس طرح کا کوئی فرمان دنیا جہان کی کسی بھی کتاب میں مذکور نہیں۔ سنن دار قطنی میں بھی محمد بن علی نامی ایک بزرگ کی طرف منسوب قول ہے حدیث رسول نہیں ہے۔

خیر دار قطنی کی روایت کی طرف چلتے ہیں۔

روایت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ , عَنْ جَابِرٍ , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ , قَالَ: «إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ , يَنْخَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ , وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ , وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ»

﴿سنن دار قطنی رقم 1795﴾

محمد بن علی فرماتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں) اور) جب سے آسمان وزمین کو اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے تب سے یہ دو نشانیاں ظہور پذیر نہیں ہوئی۔) پہلی نشانی یہ ہے کہ) ماہ رمضان کی پہلی رات میں چاند کو گرہن لگے گا، اور) دوسری یہ ہے کہ) نصف رمضان میں سورج کو گرہن لگے گا۔ جب سے اللہ تعالی نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے تب سے یہ دو نشانیاں نمودار نہیں ہوئیں۔

مرزا قادیانی نے بھی یہ روایت پیش کی ہے اپنی کتب میں اور کیا کہا ہے ملاحظہ فرمائیے

"یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے" (نور الحق: روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 209،253)

قادیانی کہتے ہیں کے سورج گرہن کے لئے 27،28،29 تاریخیں مقرر ہیں اور چاند گرہن کے لئے 13،14،15 تاریخ مقرر ہے۔ اس لیے چاند گرہن لگنے کی تاریخ 13 اور سورج گرہن لگنے کی تاریخ 28 ہے۔ اور ان تاریخوں میں مرزا قادیانی کے دور میں سورج اور چاند گرہن لگا اس وجہ سے مرزا قادیانی کو مہدی مان لیا جائے۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ محمد بن علی کا کشف ہے۔ محمد بن علی ایک غیر معلوم آدمی ہیں۔ بعض قادیانی کہتے ہیں کہ محمد بن علی سے امام باقر مراد ہے۔ اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ یہ امام باقر کا کشف ہے تب بھی قابل قبول نہیں کیونکہ روایت از روئے سند غیر معتبر ہے۔ اس روایت کی سند میں عمرو بن شمر جعفی کوفی موجود ہے

(1) امام یحیی بن معین فرماتے ہیں یہ لیس بشیٔ، اس سے حدیث کو نہیں لیا جائے گا (2) جوزجانی کہتے ہیں یہ بھٹکا ہوا کذاب ہے (3) امام ابن حبان کہتے ہیں یہ رافضی ہے جو صحابہ کو گالی دیتا تھا، اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے موضوع روایات نقل کی ہیں (4) امام بخاری کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے

﴿میزان الاعتدال جلد 5 صفحہ 322﴾

سند کا راوی ہے جابر بن یزید جعفی

(1)امام یحییٰ القطان اسے متروک کہتے ہیں(2)یحییٰ بن معین کہتے ہیں اس کی نقل کردہ روایات تحریر نہیں کی جائیں گی(3)امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے جابر جعفی سے جھوٹا کوئی شخص نہیں دیکھا(4) (لیث بن ابو سلیم کہتے ہیں یہ جھوٹا ہے(5)امام نسائی کہتے ہیں یہ متروک ہے۔وغیرہ

﴿میزان الاعتدال جلد2صفحہ 143﴾

خیر پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں دوسری بات یہ ہے کہ یہ از روئے سند غیر معتبر ہے۔لیکن اگر یہ بات نظر انداز کردی جائے اور قادیانیوں کا قول مان لیا جائے تب بھی اس روایت کے مطابق یہ پیشگوئی مرزا قادیانی کے دور میں پوری نہیں ہوئی۔کیوں کہ روایت میں الفاظ ہے "ماہ رمضان کی پہلی رات میں چاند گرہن لگے گا" جبکہ بقول قادیانی حضرات مرزا کے دور میں 13 تاریخ کو چاند گرہن لگا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ روایت میں الفاظ ہیں "نصف رمضان میں سورج گرہن لگے "یعنی 15 تاریخ لیکن بقول قادیانی حضرات مرزا کے دور میں 28 تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔اس جھوٹی اور بے بنیاد روایت کے مطابق بھی مرزا قادیانی سچا ثابت ہوتا نظر نہیں آتا۔قادیانی کہتے ہیں یکم رمضان المبارک کو چاند گرہن اور 15 رمضان المبارک کو سورج گرہن لگنا ممکن ہی نہیں کیوں کہ جب سے دنیا بنی ہے ایسا نہیں ہوا۔ہم کہتے ہیں روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ یہ نشانی جب سے دنیا بنی ہے تب سے اب تک ظاہر نہیں ہوئی۔اور جب تک مہدی کا ظہور نہیں ہوتا ظاہر نہیں ہوگی۔

اس روایت کی طرح قادیانی حضرات نے اور بھی کچھ بزرگوں کے اقوال نقل کیے ہیں اور ان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مہدی تیرہویں صدی ہجری یا چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہوگا۔ان سب کے بارے میں مختصر جواب یہ ہے۔کہ بزرگوں کے اقوال حجت نہیں،یہ بات ہم نہیں کہتے بلکہ آپ کے مرزا صاحب نے ہی کہی ہے۔اقوال خلف وسلف کوئی مستقل حجت نہیں(روحانی خزائن جلد3صفحہ 172)

دوسری بات یہ ہے کہ پیشگوئیاں سمجھنے کے مسئلے میں بزرگوں پر اعتبار کرنا ایسا ہی ہے جیسے یہودیوں پر اعتبار کرنا۔یہ بات بھی ہم نہیں کہتے بلکہ مرزا قادیانی نے کہی ہے اور مرزا کا ہر قول آپ کے لئے حجت ہے

"بزرگ معصوم نہ تھے بلکہ جس طرح یہودیوں کے بزرگوں نے پیشگوئیاں سمجھنے میں ٹھوکر کھائی اسی طرح ان بزرگوں نے بھی ٹھوکر کھائی" ﴿روحانی خزائن جلد21صفحہ 290﴾

مختصر یہ کہ قادیانی ایڑی چوٹی کا زور لگالیں مگر مرزا قادیانی بن غلام مرتضی کو کبھی بھی محمد بن عبداللہ یعنی امام المہدی ثابت نہیں کرسکتے۔

امام مہدی کی احادیث میں نشانیاں بیان کی گئی ہیں ملاحظہ فرمائیے

1. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام مہدی حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے)ابوداؤد رقم الحدیث 4284)

جب کہ مرزا قادیانی مغل تھا اور خود لکھتا ہے کہ میں اس حدیث کا مصداق نہیں اور نہ ہی میرا دعویٰ ہے کہ میں وہ مہدی ہوں۔

"میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق مِنْ وَلَدِ فَاطِمَۃَ وَمِنْ عِتْرَتِي وغیرہ ہے")روحانی خزائن جلد21صفحہ 356)

جب مرزا قادیانی خود یہ بات مانتا ہے کہ وہ مہدی نہیں جس کا حدیث میں ذکر ہے تو ثابت ہوا کہ مرزا جھوٹا اور کذاب ہے۔

2. امام ترمذی نے باب ماجاء فی المہدی میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت صلی اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے گھرانے سے ہوگا اور میرا اہم نام ہوگا) یعنی مہدی سید ہوگا اور مہدی کا نام محمد ہوگا) اور وہ عرب کا بادشاہ بن جائے گا۔) ترمذی رقم الحدیث (2230

مرزا قادیانی مغل تھا، اس کا نام غلام احمد تھا اور وہ اغیار کا غلام تھا نہ کہ عرب کا بادشاہ۔

3. امام ابوداؤد نے باب فی ذکر المہدی میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مہدی کا نام میرے نام پر ہوگا اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا) یعنی مہدی کا نام محمد اور ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا) {ابوداؤد رقم الحدیث 4282}

مرزا قادیانی کا نام غلام احمد تھا اور اس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا) خزائن جلد 12 صفحہ 270، 271)

4. امام ابوداؤد نے باب فی ذکر المہدی میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی میری اولاد سے ہوگا اس کی حکومت 7 سال تک رہے۔) ابوداؤد رقم الحدیث 4285)

جب کہ مرزا قادیانی کی حکومت ایک لمحہ کے لئے بھی کسی جگہ پر نہیں بنی۔

اور بھی بہت سی نشانیاں بیان فرمائیں گئی ہیں۔

مختصر یہ کہ احادیث میں مہدی کی جو نشانیاں بیان کی گئی ہیں مرزا قادیانی ان پر پورا نہیں اترتا اس وجہ سے مرزا اپنے دعویٰ میں جھوٹا و کذاب ہے۔

حضور ﷺ کی بعثت ثانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا قرآن مجید میں کہیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے؟

ایک قادیانی مربی نے مولانا ابو محمد احمد بھائی کی حیات مسیح علیہ السلام پر لکھی گئی تحریر کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر موجود ہے۔ اور اپنے اس دعویٰ پر قرآن مجید کی دو آیات بھی پیش کی ہیں۔ آج مربی صاحب کے اس دعولے کی حقیقت آپ کے سامنے کھولتے ہیں۔

آیات

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ (سورۃ جمعہ آیت 2،3)

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے، اور) یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آکر نہیں ملے۔ اور وہ بڑے اقتدار والا، بڑی حکمت والا ہے۔

مربی صاحب نے یہ آیات پیش کی ہیں اور کہا ہے کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دنیا میں دوبارہ بعثت ہوگی۔

قارئین محترم آپ آیات کو بار بار پڑھیں ان آیات میں کہیں یہ الفاظ موجود نہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں مبعوث ہوں گے۔ بلکہ ان آیات میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف اپنے دور کے لوگوں کے لیے ہی رسول نہیں ہیں بلکہ آپ اپنے بعد آنے والوں کے لیے بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ سے مراد صحابہ کے بعد آنے والے لوگ ہیں یعنی تابعین یا اس سے مراد قیامت تک آنے والے سب لوگ ہیں۔ (تفسیر مدارک جلد 3 صفحہ 864)

ایک اور قول بھی ملتا ہے کہ الْاُمِّيّٖنَ سے مراد عرب ہیں اور وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ سے مراد عجمی ہیں۔ (مدارک جلد 3 صفحہ 864)

تفسیر بیضاوی میں ہے

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ عطف على الْأُمِّيِّينَ، أو المنصوب في يُعَلِّمُهُمُ وهم الذين جاءوا بعد الصحابة إلى يوم الدين، فإن دعوته وتعليمه يعم الجميع

آخرین کا عطف الْاُمِّيّٖنَ یا يُعَلِّمُهُمُ کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا کہ آپ ﷺ کی تعلیم و دعوت صحابہ کرام اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لیے ہے۔

﴿تفسیر بیضاوی جلد 5 صفحہ 211﴾

مختصر یہ کہ آیت کی تفسیر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف صحابہ کرام) رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے لیے ہی مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ کی نبوت عام ہے یعنی آپ عرب و عجم اور قیامت تک آنے والے ہر فرد کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ان آیات کی تفسیر قرآن مجید کی دوسری آیات بھی کرتی ہیں جیسے سورۃ الاعراف میں ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورۃ الاعراف آیت 158)

) اے رسول! ان سے) کہو کہ : اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

اور سورۃ الانبیاء میں ہے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (آیت 107)

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اسی طرح الفرقان میں ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (آیت 1)

بڑی شان ہے اس ذات کی جس نے اپنے بندے پر حق و باطل کا فیصلہ کر دینے والی یہ کتاب نازل کی، تاکہ وہ دنیا جہان کے لوگوں کو خبر دار کر دے۔

سباء میں فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (آیت 28)

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لیے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری بھی سنائے، اور خبر دار بھی کرے، لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں۔

یہ سب آیات سورۃ جمعہ والی ایک کی تفسیر بیان کر رہی ہیں۔ قرآن مجید کی یہ شان ہے کہ اپنا معنی خد بیان کرتا ہے۔ ہم نے قرآن کی تفسیر قرآن سے بیان کر کے بتایا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کی نبوت قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ہے۔ اس کے بعد قادیانی مربی صاحب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ جو تفسیر ان آیات کی انہوں نے کی ہے اس کی کوئی نظیر پیش کریں کیونکہ یہ اصول ہے کہ

سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی (روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 95)

مربی صاحب آپ نے جو تفسیر کی ہے کہ اس آیت) جمعہ 3) کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم دوبارہ دنیا میں مبعوث ہوں گے اس تفسیر کی کوئی نظیر پیش کریں نہیں تو آپ کے مرزا صاحب کی اصول کے مطابق آپ کی یہ من گھڑت تفسیر کابل قبول نہیں۔ ویسے اصولی طور پر تو آپ کو چاہیے کہ جس طرح ہم نے قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے پیش کی ہے اسی طرح آپ بھی پہلے اپنی اس من گھڑت تفسیر کو قرآن مجید سے ثابت کریں لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ ایسا نہیں کر سکیں گے کیونکہ جھوٹ کی کوئی نظیر نہیں ہوتی اس لیے ہم آپ کو کھلا میدان دیتے ہیں 1400 سال میں سے کسی ایک متفقہ مفسیر سے یہ دکھادیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں مبعوث ہوں گے۔

لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

مربی صاحب نے جس بنیاد پر عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی ہے یعنی یہ عقیدہ کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں مبعوث ہوں گے یہ بنیاد ہی درست نہیں ہے اور اس عقیدہ کا ثابت کرنے کی کوشش میں مربی صاحب نے قرآن میں تحریر معنوی کا ارتکاب کر دیا ہے۔

اس کے بعد مربی صاحب نے لکھا ہے

"پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر بعثتِ ثانی سے مراد جسم سمیت دوبارہ آنا ہوتا تو بحثیت مسلمان ہم بدرجہ اولیٰ یہ خواہش کرتے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سیّد الانبیاء خیر الوریٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس دوبارہ مبعوث ہوں نہ کہ ایک ادنیٰ درجے کے نبی عیسیٰؑ مبعوث ہوں۔ تعجب ہے کہ ایک طرف آپ محبّانِ رسولؐ اور عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ہونے کے نعرے لگاتے ہیں دوسری طرف اپنے

ہی نبیؑ سے غدّاری بھی کرتے ہیں کہ انکی بعثتِ ثانیہ کی بجائے بنی اسرائیل سے اُدھار انبی مبعوث کروانے کی خواہش رکھتے ہیں!!! یہ حُبِّ محمدؐی نہیں بلکہ بُغضِ احمدیّت ہے"

اس جملے میں حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے، یہ سبق مربی صاحب نے مرزا قادیانی سے لیا ہے وہ بھی اپنی ساری زندگی حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں توہین کرتا رہا اس لیے اب اس کذاب کی امت مسیح علیہ السلام کی توہین کو ایک چھوٹی بات سمجھتی ہے۔

تو مربی صاحب ہم مسلمان تو یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ اس دنیا میں مبعوث ہوں گے مگر آپ لوگوں یعنی قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں (پاکٹ بک خادم گجراتی صفحہ 361)

لیکن آپ کس طرح رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ مانتے ہیں کلمہ الفضل سے دیکھ لیں۔

قادیان میں اللہ نے پھر محمد ﷺ کو اتارہ (یعنی مرزا قادیانی کو اتارہ) تا اپنا وعدہ پورا کرے (کلمہ الفضل صفحہ 105) معاذ اللہ

اگر آپ مسلمان ہوتے تو آپ کی "بدرجہ اولی یہ خواہش ہوتی کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ بنفس نفیس دوبارہ بعثت ہوں مگر آپ نے ایک ادنی درجے کے شرابی (اخبار پیغام صلح 4 مارچ 1935) وزانی (اخبار الفضل 31 اگست 1938) آدمی کو محمد مصطفی ﷺ مان لیا (معاذ اللہ) اور یہ عقیدہ رکھ لیا کہ محمد ﷺ کو دوبارہ قادیان میں اتارا گیا ہے (معاذ اللہ)

اب آپ کے الفاظ ہی آپ کو ہم واپس کرتے ہیں

"تعجب ہے کہ ایک طرف آپ محبّانِ رسولؐ اور عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ہونے کے نعرے لگاتے ہیں دوسری طرف اپنے ہی نبیؑ سے غدّاری بھی کرتے ہیں کہ انکی بعثت ثانیہ کی بجائے قادیان کے مراق کے مریض) ملفوظات احمدیہ جلد 5 صفحہ 33) کو نبی مبعوث کروانے کی خواہش رکھتے ہیں یہ حب محمدی نہیں بلکہ بغض محمدی ہے"

وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ سورۃ جمعہ آیت 3 اور قادیانی تحریف کا جواب

آیت

ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۲﴾ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور ان کو پاکیزہ بنائیں، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں، جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے،

اور) یہ رسول جن کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں کچھ اور بھی ہیں جو ابھی ان کے ساتھ آکر نہیں ملے۔ اور وہ بڑے اقتدار والا، بڑی حکمت والا ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کے رسول اللہ ﷺ کی دو بعثتیں مقرر تھی (پاکٹ بک خادم گجراتی صفحہ 361)

یعنی ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ عرب میں پیدا ہوئے اور ایک دفعہ اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے آنا تھا اور وہ مرزا قادیانی کی شکل میں آئے (معاذ اللہ)

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر نے اپنی کتاب کلمہ الفصل میں لکھا ہے کہ

1: قادیان میں اللہ نے پھر محمد ﷺ کو تارا تا اپنا وعدہ پورا کرے ﴿کلمۃ الفصل صفحہ 105﴾

جواب نمبر 1

پہلی بات تو یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ محمد ﷺ قادیان میں دوبارہ پیدا ہوئے مرزا قادیانی کی شکل میں تو وہ شخص بغیر کسی شک کے گستاخ رسول ہے۔ یہ عقیدہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے۔

دوسری بات آیت کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں پیدا ہوں گے۔

اس آیت کا مطلب مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ

خدا وہ ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ پہلے وہ صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے کی بھی تربیت کرے گا جو انہی میں سے ہوں جاویں گے

گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے

ہُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ٭ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ

یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ کرام کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسے نبی ﷺ نے صحابہ کرام کی تربیت فرمائی اسی طرح آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے

﴿آئینہ کمالات اسلام::روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 208, 209﴾

مرزا قادیانی کی تحریر سے واضح ہے کہ اس آیت کا مطلب اس کے نزدیک یہ ہے کہ ایک گروہ آخری زمانہ میں پیدا ہوگا جس کی تربیت باطنی طور پر رسول اللہ صلی اللہ وسلم فرمائیں گے نا یہ کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ دنیا میں پیدا ہوں گے۔

ویسے بھی مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ فوت شدہ نبی دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا

1: ہر یک مسلمان کو یہ ماننا پڑے گا کہ فوت شدہ نبی ہر گز دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتا

﴿ازالہ اوہام::روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459﴾

2: حضرت عیسی علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آسکتے کیونکہ وہ وفات پا گئے

﴿ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم::روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 406﴾

مرزا قادیانی کی ان دونوں تحریروں کے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک فوت شدہ نبی دوبارہ نہیں آسکتا تو قادیانیوں کا اس آیت کا یہ معنی کرنا کہ رسول اللہ ﷺ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے مرزا قادیانی کی تحریروں سے غلط ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر 2

اس آیت کا اصل مطلب اور تفسیر یہ ہے کہ

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ عطف على الْأُمِّيِّينَ، أو المنصوب في يُعَلِّمُهُمْ وهم الذين جاءوا بعد الصحابة إلى يوم الدين، فإن دعوته وتعليمه يعم الجميع

آخرین کا عطف امیین یا یعلمھم کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا کہ آپ ﷺ کی تعلیم و دعوت صحابہ کرام اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لیے ہے۔

﴿تفسیر بیضاوی جلد 5 صفحہ 211﴾

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مبعوث تو عرب کے لوگوں میں ہوئے لیکن نبی اور رسول اور برحق اور ہادی قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے ہیں جیسے قرآن شریف نے بھی بیان فرمایا

قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

(اے رسول! ان سے) کہو کہ: "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں

خلاصہ

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ

آیت کا مطلب ہے رسول اللہ ﷺ جس دور میں اور جس علاقہ میں مبعوث ہوئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت صرف اس دور یا اس علاقہ تک محدود نہیں رسول اللہ ﷺ قیامت تک پیدا ہونے والے ہر فرد کے نبی ہیں۔

مرزا قادیانی کے احادیث نبوی پر بولے گئے جھوٹ

حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

﴿صحیح البخاری رقم الحدیث 107﴾

جھوٹ نمبر 1

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقت الوحی میں لکھا ہے کہ

احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا

﴿حقیقت الوحی: :روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 209﴾

کیونکہ احادیث صحیحہ جمع کا صیغہ ہے اور مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

جمع کا صیغہ تین سے زائد سیکڑوں ہزاروں پر دلالت کرتا ہے

﴿انجام آتھم::روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 6﴾

تو قادیانی حضرات کم از کم چار صحیح احادیث پیش کریں جن میں مسیح موعود کے چھٹے ہزار میں پیدا ہونے کا ذکر ہو۔

نوٹ-:

مسیح ابن مریم علیہ السلام کا ذکر جن احادیث میں ہے قادیانی وہ پیش نہیں کر سکتے کیونکہ مرزا صاحب کے نزدیک مسیح ابن مریم علیہ السلام اور مسیح موعود دونوں الگ الگ ہیں۔

حوالہ نمبر 1

حدیث میں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا اور حلیہ تھا اور آنے والے مسیح موعود کا اور حلیہ۔

﴿کتاب البریہ::روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 219﴾

حوالہ نمبر 2

نصوص حدیثیہ جو طالب حق کو بصیرت کامل تک پہنچاتی ہیں اور میرے دعوے کی نسبت اطمینان کامل بخشتی ہیں ان میں سے مسیح موعود اور مسیح بنی اسرائیلی کا اختلاف حلیہ ہے۔

﴿کتاب البریہ::روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 300﴾

ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی صاحب کے نزدیک مسیح ابن مریم علیہ السلام جن کو مسیح اسرائیلی مرزا قادیانی صاحب نے لکھا ہے وہ اور ہیں اور مسیح موعود اور ہے۔

اور ایک بات مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

پس جو حدیث امام بخاری کے شرط کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں

﴿تحفہ گولڑویہ::روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 119،120﴾

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی اگر اپنے مرزا قادیانی صاحب کو جہنم سے بچانا چاہتے ہیں تو وہ کم از کم چار صحیح احادیث جو امام بخاری کی شرط کے مخالف نہ ہوں پیش کریں جن میں

1. مسیح موعود کا
2. چھٹے ہزار میں
3. پیدا ہونے

کا ذکر موجود ہو۔

لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

جھوٹ نمبر 2

مرزا صاحب نے اپنی کتاب نصرت الحق میں لکھا ہے کہ

اور بعض احادیث میں بھی آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہو گا۔

﴿نصرت الحق::روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 118﴾

کیونکہ احادیث جمع کا صیغہ ہے اور مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ جمع کا صیغہ تین سے زائد پر دلالت کرتا ہے) ﴿روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 6﴾ مکمل حوالہ جھوٹ نمبر 1 میں لکھا تھا وہاں سے دیکھا جا سکتا ہے) تو اگر قادیانی حضرات مرزا صاحب کو سچا کرنے کی کوشش کریں تو کم از کم چار صحیح احادیث پیش کریں اور صحیح احادیت کے بارے میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

پس جو حدیث امام بخاری کے شرط کے مخالف ہو وہ مقبول کے لائق نہیں ﴿روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 119﴾

اس لیے قادیانی حضرات کم از کم چار ایسی صحیح احادیث پیش کریں جو امام بخاری کی شرط کے مخالف نہ ہوں۔

نوٹ:-

قادیانی حضرات وہ حدیث پیش نہیں کر سکتے جس میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ہو کیوں کہ مرزا صاحب کے نزدیک آنے والے مسیح اور اصلی مسیح ابن مریم دونوں الگ الگ ہیں۔

حوالہ نمبر 1

(بقول مرزا صاحب امام بخاری نے یہ ثابت کیا ہے کہ۔۔۔۔)

آنے والا ابن مریم) یعنی آنے والا مسیح) ہر گز مسیح ابن مریم نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔

﴿روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 591﴾

حوالہ نمبر 2

سوم قرینہ جو امام بخاری نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ آنے والے مسیح اور اصل مسیح ابن مریم کے حلیہ میں جا بجا التزام کامل کے ساتھ فرق ٹال دیا ہے۔

﴿روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 592﴾

ان حوالہ جات سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک آنے والے مسیح اور مسیح بن مریم میں فرق ہے۔یعنی دونوں الگ الگ ہیں۔

خلاصہ

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قادیانی مرزا قادیانی صاحب کو جہنم سے بچانا چاہتے ہیں تو کم از کم چار صحیح احادیث جو امام بخاری کی شرط کے مخالف نہ ہو پیش کریں جن میں

1. "آنے والے مسیح"

کی

2. "_علامات"

کا ذکر ہو

اور ان علامات میں "آنے والے مسیح" کی ایک یہ بھی "علامت" ہو کہ وہ

3. "ذوالقرنین"

ہو گا

لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

جھوٹ نمبر 3

مرزا قادیانی صاحب نے اپنی کتاب سراج منیرم میں لکھا ہے کہ

اور آثار نبویہ میں بھی ایسا ہی آیا تھا کہ اس مہدی موعود پر کفر کا فتوی لگایا جائے گا

(سراج منیر::روحانی خزائن جلد12 صفحہ 75)

تو قادیانی حضرات اگر مرزا صاحب کو جہنم سے بچانا چاہتے ہیں تو کم از کم چار احادیث پیش کریں جن میں امام المہدی کی آمد کا ذکر ہو اور یہ بھی لکھا ہو کہ امام المہدی کے اوپر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا۔

مرزا قادیانی کا ایک جھوٹ اور دابۃ الارض کے متعلق قادیاتیت دھوکہ

مرزا قادیانی کا ایک جھوٹ

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ

یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ تورات کے بعد صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے) کشتی نوح صفحہ 5 خزائن جلد19 صفحہ 5)

قادیانی کا جھوٹ ہے قرآن مجید انجیل اور توریت میں مسیح موعود کے وقت طاعون کا ذکر نہیں۔ حاشیہ میں قادیانیوں نے جو بائبل کے حوالے دیے ہیں وہ بھی قادیانیوں کا دجل ہے بائبل میں مسیحموعود کے وقت طاعون کا ذکر نہیں۔ یاد رہے حوالہ وہ مانگنا ہے جس میں لکھا ہو مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔

دابۃالارض والا دھوکا

جب قادیانیوں کے سامنے مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ رکھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ اور دلیل کے طور پر قرآن مجید سے سورۃ نمل آیت 82 پیش کرتے ہیں

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں پر آپہنچے گا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بات کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔) ۳٦)

قادیانیوں کی تحریف

یہ آیت پیش کر کے قادیانی یہ کہتے ہیں کے مرزا قادیانی نے کتاب نزول مسیح میں دابتہ الارض سے مراد طاعون لیا ہے اور کہتے ہیں کہ دابۃ الارض سے مراد چوہا ہے جو زمین میں سے نکلے گا اور تُكَلِّمُهُمْ کا مطلب ہے ان کو کاٹے گا ۔

جواب نمبر1

ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ اپنی اس تفسیر پر چودہ سو سال میں سے کسی ایک مفسر کا قول پیش کروں جس نے دابۃالارض سے مراد طاعون لیا ہو۔ کیوں کہ قادیانیوں کا یہ اصول ہے کہ

سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی) خزائن جلد 17 صفحہ 95)

اور ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ قادیانی 14 سو سال میں سے کسی ایک مفسر کا قول بھی پیش نہیں کر سکتے جس نے دابۃالارض سے طاعون مراد لیا ہو۔

جواب نمبر2

اگر بالفرض تمہاری یہ من گھڑت تفسیر مان بھی لی جائے تو اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ طاعون مسیح موعود کے وقت میں پڑے گی۔

جواب نمبر3

خود مرزا قادیانی نے اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ 2 صفحہ 209 پر لکھتا ہے

جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقرر قریب آجائے گا تو ہم گروہ دابۃالارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ

متکلمین کا ہو گا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جو جن کو علم الکلام اور فلسفہ میں ید طولی ہو گا)
خزائن جلد 3 صفحہ 270)
اس جگہ مرزا قادیانی نے دابۃ الارض سے مراد متکلمین اور علماء کو لیا ہے۔

ایک اہم بات

اگر قادیانی مرزا قادیانی کی کی ہوئی کوئی اور تفسیر اس آیت پر پیش کریں جس میں مرزا قادیانی نے دابۃ الارض سے مراد طاعون کو لیا ہے مثلاً نزول مسیح خزائن جلد 18 صفحہ 416 تا 418 کی عبادت تو آپ مرزا قادیانی کی ست بچن صفحہ 31 کی عبارت پیش کریں جس میں مرزا قادیانی کہتا ہے
جاھل پاگل مجنون اور منافق کے کلام میں تضاد ہوتا ہے) ست بچن صفحہ 31 خزائن جلد 10 صفحہ 143)
اور کہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی جاھل پاگل مجنون اور منافق تھا۔

ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" والی پیشگوئی "

پیش گوئی

مرزا قادیانی نے اپنے موت کے متعلق پیش گوئی کی کہ

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" (تذکرہ صفحہ 503)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ یا مدینہ میں مرنا تو دور مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر ایم اے لکھتا ہے

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ مسیح موعود نے حج نہیں کیا اور نہ اعتکاف کیا اور زکوۃ نہیں دی تسبیح نہیں رکھی میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا(سیرت المہدی صفحہ 623روایت نمبر672)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کے مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنا نصیب ہی نہیں ہوا۔

اور مرزا قادیانی لاہور میں مرا(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 11روایت نمبر12)

قادیانی عتراض

یہ کوئی پیشگوئی نہیں یہاں مکہ یا مدینہ میں مرنے سے مراد مکی اور مدنی فتح ہے۔ جیسے اس الہام کی تشریح میں لکھا ہے۔

جواب

قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اس کو ایک پیش گوئی ہی مانا ہے لیکن اس میں اس نے تاویل یہ کی ہے کہ یہاں مکہ اور مدینہ سے مراد قادیان ہے۔اس نے یہاں مکی اور مدنی فتح والی تاویل نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ یہ پیش گوئی تھی جس میں مرزا جھوٹا ثابت ہوا۔

مرزا بشیر الدین محمود کہتا ہے کہ

حضرت مسیح موعود کا جو یہ الہام ہے کہ ہم "مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" کے متعلق ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں۔ لیکن غیر مبائعین(لاہوری) مدینہ لاہور کو اور مکہ قادیان کو کہتے ہیں۔(انوار العلوم جلد12 صفحہ 575)

ہم کہتے ہیں لڑتے کیوں ہو تم دونوں جھوٹ بولتے ہو۔ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی غلط ثابت ہوئی جو مرضی کر لو اس کو درست ثابت نہیں کر سکتے۔ رہی بات کے اس کی تشریح تذکرہ میں لکھی ہے کہ اس سے مراد مکی اور مدنی فتح ہے تو عرض یہ ہے کہ یہ کتاب مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد جمع کی گئی اور جمع بھی مرزا قادیانی کے ایک مرید نے کی۔ یہ الہام اس نے مرزا قادیانی کی الہامی کاپی سے لیا اور تشریح البدر اخبار سے یہ اس کا اپنا ذاتی خیال ہے کہ یہ تشریح اسی الہام کی ہے۔ اگر ذاتی خیال ہی ماننا ہے تو اپنے خلیفہ کا کیوں نہیں مانتے۔اور صرف خلیفہ کا ہی نہیں بلکہ اس وقت کے دونوں فرقوں کا یعنی لاہوری اور قادیانی۔

دونوں اس الہام سے یہی سمجھتے تھے کہ یہ مرزا قادیانی کے مرنے کے بارے میں پیش گوئی ہے لیکن وہ تاویل یہ کرتے تھے کہ مکہ اور مدینہ

سے مراد قادیان اور لاہور ہیں۔اب ایک عقل رکھنے والا بندہ یہ تو سمجھ ہی سکتا ہے کہ کہاں لاہور اور قادیان اور کہاں مکہ اور مدینہ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی بری طرح سے غلط ثابت ہوئی اور مرزا قادیانی کذاب ثابت ہوا۔مکہ اور مدینہ میں مرنا تو دور اس کو مکہ اور مدینہ کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی۔

مرزا قادیانی اور حرمین شریفین کا سفر

مرزا قادیانی نے ''مسیح'' ہونے کا دعویٰ کیا، تمام قادیانی اسے ''آنے والا مسیح، مسیح موعود'' وغیرہ جیسے الفاظ سے پکارتے ہیں۔

یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ مسیح علیہ السلام نزول کے بعد سفر حرمین شریفین کریں گے، وہ حج کی شکل میں ہو یا عمرہ کی غرض سے ہو، غرض جس صورت میں بھی ہو مسیح علیہ السلام کا نزول کے بعد سفر حرمین شریفین کرنا دونوں فریقین کے ہاں مسلم ہے۔

اس دعویٰ کی دلیل کے طور پر درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ، حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا»

سفیان بن عیینہ نے ہمیں حدیث بیان کی،) کہا:) مجھے زہری نے حنظلہ اسلمی کے واسطے سے حدیث بیان کی، کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ نبی ﷺ سے حدیث بیان کررہے تھے) کہ آپ ﷺ نے) فرمایا: '' اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابن مریم علیہما السلام) زمین پر دوبارہ آنے کے بعد) فج روحاء) کے مقام) سے حج کا یا عمرے کا یا دونوں کا نام لیتے ہوئے تلبیہ پکاریں گے۔ ''

Sahih Muslim#3030

کتاب: حج کے احکام ومسائل

Status: صحیح

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ينزل عيسى بن مريم إلى الأرض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا وأربعين سنة ثم يموت ، فيدفن معي في قبري، فأقوم أنا وعيسى بن مريم في قبر واحد بين أبي بكر رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه۔ '')مشكوة ، رقم الحديث:٥٥٠٨۔ وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ لابن جوزی، باب لا ينبغی رفع الصوت فی المسجد: ٣٢٥/٢ بحواله كنز العمال للهندی۔ شرح مشكاة للطيبی الكاشف عن الحقائق للسنن، كتاب الفتن باب نزول عيسیٰ: ٣٤٨٠/١١۔ مرقاة شرح مشكوة: ٣٤٩٦/٨، تحفة الاحوذی، كتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی: ٦٢/١٠۔ المواہب اللدنيه: ٣٨٢/٢۔ زرقانی علی المواہب: ٢٩٦/٨۔۔۔ '' ويدفن عيسى

ابن مریم علیہ السلام مع النبی ﷺ فی روضتہ ۔۔۔۔ الخ'')علامہ عبد الوہاب شعرانی ؒ) مختصر تذکرۃ القرطبی :۱۷۵، طبع مصر)

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام (قربِ قیامت میں آسمان سے) زمین پر اُتریں گے تو وہ نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہو گی، دنیا میں ان کی مدتِ قیام)تقریباً) پینتالیس)۴۵) برس ہو گی، پھر اُن کی وفات ہو جائے گی اور وہ میری قبر یعنی میرے مقبرہ میں میرے پاس دفن کیے جائیں گے)چنانچہ قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دونوں ایک ہی مقبرہ سے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان اُٹھیں گے۔''

اس حدیث کو مرزا قادیانی نے بھی نقل کیا ہے۔

''اور واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر میں ان کا آخری زمانہ میں دفن ہونا... ممکن ہے کوئی مثیل ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

کچھ قادیانی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث میں الفاظ ہیں ''ایک قبر میں دفن ہوں گے'' اور ایسا ممکن نہیں، حضور ﷺ کی قبر مبارک کو کون کھول سکتا ہے وغیرہ اس لیے حدیث ہی غلط ہے۔

تو جواب عرض ہے کہ ایک قبر میں دفن ہونے کا مطلب ہے قریب دفن ہونا اور اس بات کو مرزا قادیانی نے بھی مانا ہے جیسے اوپر والے حوالے کے الفاظ ''جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو'' سے واضح ہے، چور کو گھر تک پہنچانے کے لیے ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں

''ابو بکر و عمر، ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔'' (نزول المسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵)

حوالے سے واضح ہے کہ ایک ہی قبر میں دفن ہونے کا معنی ''ایسے ملحق ہو کر دفن ہونا ہے کہ گویا ایک ہی قبر ہے'' ۔

أَخْبَرَنِي أَبُو الطَّيِّبِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْحِيرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ» يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: "" أَيْ بَنِي أَخِي إِنْ رَأَيْتُمُوهُ فَقُولُوا: أَبُو هُرَيْرَةَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ«

]التعليق - من تلخيص الذهبي]4162 - صحيح

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ضرور عادل فیصلہ کرنے والے اور منصف حکمران بن کر اتریں گے اور وہ اس گلی میں سے حج کرتے یا عمرہ کرتے یا ان دونوں کی نیت سے گزریں گے اور وہ میری قبر انور پر آئیں گے اور مجھے سلام کریں گے۔ میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے میرے بھائی کے بیٹو! اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ان سے کہیے گا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہہ رہے تھے۔

☆☆ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس اسناد کے ہمراہ نقل نہیں کیا۔ "

Al Mustadrak Hakim#4162

سابقہ انبیاء و مرسلین کے واقعات

ان تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے مسیح علیہ السلام نزول من السماء کے بعد حرمین شریفین کا سفر کریں گے۔

ہمارا اعتراض قادیانی حضرات پر یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی بقول تمہارے مسیح موعود تھا تو اس نے حرمین شریفین کا سفر کیوں اختیار نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مسیح علیہ السلام کے حوالے سے پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ حرمین کا سفر کریں گے مرزا قادیانی نے حرمین کا سفر نہیں کیا ثابت ہو مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں تھا۔

مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا اس کے لیے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

نمبر 1

۔ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکو نہیں دی تسبیح نہیں رکھی۔ (سیرت المھدی جلد 1 صفحہ 623)

نمبر 2

حج کے سوال پر اپنے سسر کو مرزا صاحب کہتے ہیں

''یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا؟'' (سیرت طیبہ صفحہ 30)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ آخری ایام میں حضرت مسیح موعود نے میرے سامنے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔

(سیرت المہدی روایت نمبر 55 جلد اول صفحہ نمبر 45)

قادیانی حضرات کی جانب سے کچھ شبہات پیش کیے جاتے ہیں جن کا جواب عرض کر دیتا ہوں۔

اعتراض نمبر 1 ۔ مسیح علیہ السلام کا سفر حرمین کرنے کے حوالے سے کوئی پیشگوئی نہیں ہے۔

جواب

ہم نے حضور ﷺ کی تین احادیث اوپر پیش کر دی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مسیح علیہ السلام کے حوالے سے سفر حرمین کی خبر ارشاد فرمائی تھی،

مرزا قادیانی بھی مانتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے سفر حرمین کی پیشگوئی تھی۔

''لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجّالیہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فراغت نہ کرلیں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب وہ دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔ (خزائن جلد 14 صفحہ 416،417)

اس عبارت میں مرزا مان رہا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی تھی کہ وہ حج پر تشریف لے جائیں گے اور یہ بات حدیث صحیح میں آئی ہے۔

اسی طرح سیرت المھدی میں ہے

(1225) ''میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ لوگ حضور کے حج کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کو خانہ کعبہ طواف کرتے دیکھا ہے۔ ہم تو دجال کے پیچھے پڑے ہیں اس کو ساتھ لے کر حج کریں گے۔'' (سیرت المھدی جلد 2 صفحہ 159)

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی یہ مانتا تھا کہ مسیح علیہ السلام کے حج کرنے کی پیشگوئی موجود ہے۔

اگر اب بھی قادیانی حضرات نہ مانیں تو ہم مرزا بشیر الدین محمود کا حوالہ آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں جس میں اس نے ان احادیث اور ان جیسی اور احادیث کی روشنی میں مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد حج کرنے کو ایک پیشگوئی مانا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

''اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا تھا کہ مسیح موعود حج کرے گا۔ یہ پیشگوئی بھی میری وجہ سے پوری ہوئی"(الفضل 20 جولائی 1944 صفحہ 3)

عبارت سے واضح ہے کہ مرزا بشیر یہ مانتا ہے مسیح علیہ السلام کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آپ حج کریں گے۔

اعتراض نمبر 2۔ مرزا صاحب کے پاس حج کے پیسے نہیں تھے۔

جواب

مرزا قادیانی نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ 10 ہزار سے زیادہ کا مالک ہے۔ تفصیل کے لیے) اشتہارات جلد 2 صفحہ 251) دیکھیں۔ اس دور کے دس ہزار آج کے لاکھوں روپے بنتے ہیں۔

اور دوسری بات مرزا قادیانی کا یہ عذر مولانا بٹالوی مرحوم نے دور کردینے کا وعدہ بھی کیا تھا، آپ نے فرمایا تھا مرزا حج کے لیے تیار ہو پیسے مجھ سے لے لے۔ ملاحظہ فرمائیں (اشاعت السنہ جلد 15 صفحہ 267 تا 269)

مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد اس کی بیوی نے اس کے لیے حج کرایے اور ان کا خرچ خود برداشت کیا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا خاندان کے پاس پیسے تو تھے۔ ملاحظہ فرمائیں

:بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ آخری ایام میں حضرت مسیح موعود نے میرے سامنے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کروا دیا۔) حضرت والدہ صاحبہ نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو بھیج کر حضرت صاحب کی طرف سے حج بدل کروایا تھا) اور حافظ صاحب کے سارے اخراجات والدہ صاحبہ نے خود برداشت کئے تھے۔"

(سیرت المہدی روایت نمبر 55 جلد اول صفحہ نمبر 45)

حضرت حافظ احمد اللہ صاحب کا اصل وطن ہندوستان تھا۔ آپ اپنے وطن سے پشاور آئے تھے اور پشاور صدر میں مقیم تھے۔ مذہباً اہلحدیث تھے۔ حضرت مولانا غلام حسن کی احمدیت کی وجہ سے، ان کو بھی حضرت احمد کی طرف توجہ ہوئی اور آخرکار بعد از تحقیقات احمدی ہو گئے۔ آپ اہلحدیث کے امام الصلوۃ تھے۔ احمدیت آپ نے 1897ء سے قبل اختیار کی اور بعد ازاں پشاور سے قادیان ہجرت کر لی اور وہیں سکونت پذیر رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں، جب حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت میر ناصر نواب صاحب بغرض حج بیت اللہ شریف 1912ء میں حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ تو آپ کو بھی حضرت اماں جان نے آنے جانے کا خرچ دیا۔ تاکہ وہ حضرت احمد کی طرف سے حج بدل کر آویں۔ چنانچہ آپ بھی اس قافلہ میں جس کا سالار حضرت محمود احمد تھا، شامل ہوئے اور حج بدل کر آئے اور اس طرح حضرت مسیح موعود کا حج، بذریعہ حضرت احمد اللہ، ادا ہوا۔ (تاریخ احمدیت صوبہ سرحد-از قاضی محمد یوسف فاروقی صفحہ 58)

ان دو حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا خاندان کے پاس پیسے تھے، وہ حج کا خرچہ برداشت کر سکتے تھے مگر چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا مسیح علیہ السلام حج کریں گے اور مرزا قادیانی مسیح نہیں تھا اس لیے حج نہیں کر سکا۔

آخری بات ہمیں اس سے غرض نہیں کہ مرزا قادیانی نے کس وجہ سے حج نہیں کی، اصل بات ہے مرزا قادیانی حج نہیں کر سکا، حضور ﷺ نے فرمایا تھا مسیح علیہ السلام حج کریں گے ثابت ہو مرزا جھوٹا تھا۔

اعتراض نمبر 3 ۔امن وامان نہیں تھا، مرزا کو جان کا خوف تھا وغیرہ۔

جواب

بقول مرزا قادیانی اسے خدا نے خبر دی تھی کہ وہ قتل نہیں ہو گا۔ ملاحظہ فرمائیں

''براہین احمدیہ میں میری نسبت خداتعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا''۔ (خزائن جلد 22 صفحہ 234)

قادیانی حضرات بتائیں کیا مرزا قادیانی کو خدا کی پیشگوئی پر یقین نہیں تھا، جب اسے معلوم تھا کہ وہ قتل نہیں کیا جائے گا تو چلا جاتا حج کرنے۔

دوسری بات مرزا قادیانی کا سسر میر ناصر نواب اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ حج کا راستہ ٹھیک تھا ملاحظہ فرمائیں

''حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب توجہ کے لئے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہیے'' (سیرت طیبہ صفحہ 30)

آخری بات وہی جو پہلے کی تھی ہمیں اس سے غرض نہیں کہ مرزا قادیانی نے کس وجہ سے حج نہیں کی، اصل بات ہے مرزا قادیانی حج نہیں کر سکا، حضور ﷺ نے فرمایا تھا مسیح علیہ السلام حج کریں گے ثابت ہو مرزا جھوٹا تھا۔

لطیفہ:-مرزا قادیانی نے توحج نہیں کیا مگر مرزا بشیر الدین محمود نے توحج کیا ہے

قادیانی ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے توحج نہیں کیا مگر مرزا کے بیٹے اور قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے توحج کیا ہے اس لیے مرزا قادیانی کی طرف سے بھی حج ہو گیا۔ ملاحظہ فرمائیں

''اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا تھا کہ مسیح موعود حج کرے گا۔ یہ پیشگوئی بھی میری وجہ سے پوری ہوئی'' (الفضل 20 جولائی 1944 صفحہ 3)

قادیانی حضرات کو چاہیے تھا محمدی بیگم کے شوہر کی وفات کے بعد مرزا بشیر کا نکاح ان سے کرا دیتے، اور کچھ نہیں تو کم از کم محمدی بیگم والی پیشگوئی تو پوری ہوتی۔

مرزا قادیانی کی اپنی عمر کے بارے میں پیشگوئی

پیشگوئی

مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے متعلق ایک الہامی پیش گوئی شائع کی

مرزا لکھتا ہے مجھے الہام ہوا

1. میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 152)
2. اسی یا اس سے پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم (حقیقۃ الوحی خزائن جلد 22 صفحہ 100)
3. اسی برس کی ہو گی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ خزائن جلد 17 صفحہ 66)
4. میرے لیے بھی اسی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے (خزائن جلد 19 صفحہ 93)
5. تیری عمر 80 برس کی ہو گی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 258)

اس طرح کے اور بھی بہت سے حوالے مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کی کتب سے ملتے ہیں۔

آپ اندازہ لگائیں کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں

خدا کہتا ہے تیری عمر

1. 80 برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم ہو گی
2. اسی برس یا اس سے پانچ چار کم یا پانچ چار زیادہ
3. اسی برس یا دو چار کم یا چند سال سے زیادہ
4. پورے اسی برس
5. اسی برس یا پانچ چھ زیادہ یا پانچ چھ کم

کیااس طرح کاالہام خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے

کیا خدااس طرح کا کلام کرتا ہے

اگر قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو ذرا اپنے ایمان سے بتائیں جس خدا کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے وہ اندازسے بات کرتا ہے ؟

"یااتنے کم یااتنے زیادہ"

اگر قادیانیوں میں ایمان ہے تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے فیصلہ کریں کہ یہ مرزا قادیانی کا خدا پر جھوٹ ہے یا نہیں ؟

ان تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزاصاحب کی موت کے وقت عمر

74 سے 86 سال ہونی چاہیے

﴿یہی بات مرزاصاحب نے خزائن جلد 21 صفحہ 259 پر لکھی ہے﴾

مرزاصاحب کی پیدائش

مرزاصاحب خود لکھتے ہیں کہ

میری پیدائش 1839 یا 1840 میں سکھوں کے آخری دور میں ہوئی ہے)کتاب البریہ خزائن جلد 13 صفحہ 177)

مرزاصاحب لکھتے ہیں

میری پیدائش اس وقت ہوئی جب 6000 میں سے گیارہ برس رہتے تھے)تحفہ گولڑویہ خزائن جلد 17 صفحہ 252)

نوٹ :الف ششم 1670 ہجری کو ختم ہوا تھا)اخبار الحکم اور 6 جنوری 1908 صفحہ 6 کالم نمبر 3)

اس تحریر سے مرزاصاحب کی سنہ پیدائش 1259ھ یعنی 1843ء بنتی ہے

﴿ہم مرزاصاحب کے سنہ پیدائش پر حوالے صرف مرزاصاحب کی اپنی تحریروں سے ہی پیش کررہے ہیں مرزاصاحب کے مریدوں کی کوئی تحریر پیش نہیں کررہے اس لیے کوئی قادیانی اگر ہماری اس تحریر کا جواب دینا چاہے تو وہ مرزاصاحب کی تحریروں سے ہی دے۔ ویسے مرزا صاحب کے مریدوں کی تحریریں کے ہمارے پاس 15 سے زائد حوالے ہیں جن میں مرزاصاحب کی سنہ پیدائش 1839 یا 1840 لکھی ہوئی ہے﴾

یہ بات توسب کو معلوم ہی ہے کہ مرزاصاحب کی وفات 26 مئی 1908 کو ہوئی

مرزاصاحب کی عمر

1. اگر مرزاصاحب کی پیدائش 1839 کی مانی جائے تو

مرزاصاحب کی عمر 69 سال بنتی ہے

2. اگر مرزا صاحب کی پیدائش 1840 کی مانی جائے تو

مرزا صاحب کی عمر 68 سال بنتی ہے

3. اور اگر مرزا صاحب کی عمر 1843 کی مانی جائے تو

مرزا صاحب کی عمر 65 سال کی بنتی ہے

ان دونوں تحریروں سے جو مرزا صاحب نے خود ہی لکھی ہیں مرزا صاحب کی سنہ پیدائش 1840، 1839 یا 1843 معلوم ہوتی ہے اور مرزا صاحب کی عمر 68، 69 یا 65 سال بنتی ہے

پیشگوئی کے مطابق مرزا صاحب کی عمر 74 سے 86 سال کے درمیان ہونی چاہیے تھی جو کہ موت کے وقت نہیں تھی۔

اس لیے یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا صاحب نے یہ خدا پر جھوٹ بولا تھا کہ خدا نے عمر کے بارے میں الہام کیا تھا اور مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی پوری طرح سے غلط ثابت ہوئی۔

ایک قادیانی دلیل اور اس کا جواب

ایک قادیانی صاحب کی تحریر دیکھنے کا اتفاق ہوا

اس میں انہوں نے مرزا صاحب کی ایک تحریر تحفہ گولڑویہ سے پیش کی جس میں مرزا صاحب نے لکھا ہے

میں چاند کی چودہ تاریخ جمعہ کے دن پیدا ہوا

﴿ویسے پہلے ہم تحفہ گولڑویہ سے ایک حوالہ پیش کر چکے ہیں جس سے مرزا صاحب کی سنہ پیدائش 1843 ثابت ہوتی ہے﴾

ان کا اس تحریر کو پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ 1839، 1840 اور 1843 میں جمعہ کا دن اور چاند کی 14 تاریخ جمع نہیں ہوئی اس لیے مرزا صاحب ان سالوں میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔

جواب

پہلی بات تو یہ ہے کہ جس شخص کو اپنی پیدائش کا سال بھی اچھی طرح سے یاد نہیں اس کو پیدائش کا دن اور چاند کی تاریخ کیسے یاد ہو سکتی ہے اس کا جواب قادیانی دیں

دوسری بات یہ ہے کہ

1839,1840 اور 1843 ان سالوں میں جمعہ کا دن اور چاند کی 14 تاریخ دونوں جمع ہوئی ہیں

1. 1839

26 جولائی 1839 کو جمعہ کا دن بھی تھا اور چاند کی چودہ تاریخ بھی تھی

20 دسمبر 1839 کو جمعہ کا دن بھی تھا اور چاند کی 14 تاریخ بھی تھی

2. 1840

17اپریل1840کوجمعہ کادن بھی تھااور چاند کی چودہ تاریخ بھی تھی

3. 1843

14اپریل1843کوچاند کی بھی14تاریخ تھی اور جمعہ کادن بھی تھا

8 ستمبر 1843 کوچاند کی چودہ تاریخ بھی تھی اور جمعہ کادن بھی تھا

مختصر یہ کہ مرزاصاحب کی یہ پیشگوئی پوری طرح سے غلط ثابت ہوئی

اب قادیانی جتنازور لگالیں اسے درست ثابت نہیں کر سکتے

مرزاصاحب کی موت بھی مرزاصاحب کو جھوٹا کر گئی۔

پسر موعود، مصلح موعود کی غلط پیشگوئی

پیشگوئی

1886 میں مرزاقادیانی کی بیوی کو حمل ہواتواس نے یہ پیش گوئی کرڈی کہ

خدائے رحیم و کریم نے جو ہر چیز پر قادر ہے مجھ کواپنے الہام سے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کانشان دیتاہوں۔۔۔۔۔۔ایک وجیہہ پاک لڑکا تجھے دیاجائے گااور وہ تیری ہی تخم تیری ہی ذریت سے ہوگا۔۔۔۔۔علم ظاہری و باطنی سے پر کی جائے گا۔۔۔۔۔قوم میں اس سے برکت پائیں گی۔(مجموعہ اشتہارات جلداول صفحہ 101)

اس حمل سے مرزاقادیانی کے گھر لڑکا پیدانہ ہوابلکہ لڑکی پیداہوئی اور مرزاقادیانی کی پیش گوئی بری طرح سے غلط ثابت ہوئی۔

قادیانی دھوکہ

مرزاصاحب کی زندگی میں ایک اعتراض ہواتھا کہ لڑکے کی جگہ لڑکی پیداہوئی توآپ نے جواب دیاتھا

کوئی اس معترض سے پوچھے کہ وہ فقرہ یالفظ کہاں ہے جوکسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکااسی حمل سے پیداہوگا(مجموعہ اشتہارات جلد صفحہ 131)

جواب

مرزاقادیانی نے صاف صاف اشتہار میں یہ تو نہیں لکھاتھا کہ لڑکااسی حمل سے ہوگالیکن اپنے مریدوں میں یہی مشہور کیاہواتھااور خود بھی یہی سمجھتاتھا کہ لڑکااسی حمل سے ہوگا۔مرزاخوداس بات کومانتاہے کہ وہ یہی سمجھتاتھا کہ لڑکااسی حمل سے ہوگالیکن وہ اس پراجتہادی غلطی کی تاویل کرتاہے(دھوکے باز دھوکانہیں دے گاتواور کیاکرے گا)

اس عبارت سے صاف صاف پتہ چلتاہے کہ مرزاکی یہ ہی پیشگوئی تھی کہ لڑکااسی حمل سے پیداہوگالیکن جب لڑکے کی جگہ لڑکی پیداہوئی تو دھوکے بازنے دھوکہ یہ دیاکہ یہ میری اجتہادی غلطی تھی

یہ مرزا قادیانی کا صرف دھواں تھا کہ کہ یہ صرف اس کا اجتہاد ہے کہ لڑکا اسی حمل سے ہونا تھا کیوں کہ مرزا قادیانی نے مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 117 پر لکھا ہے کہ

آج 17 اپریل 1886 میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھولا گیا ہے کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو مدت ایک حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔

اس سے ظاہر ہے کہ غالبا ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرورۃ اس کے قریب حمل میں

اس عبارت کے پہلے حصے میں الہام سے یہ بات لکھی گئی ہے کہ لڑکا ہونے والا ہے وہ بھی مدت ایک حمل کے اندر دوسرے حصے میں بات کو گول مول کرنے کے لئے ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا اس کے قریب حمل میں کے الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ابھی مرزا قادیانی کی اس ہیرا پھیری سے ہمیں کوئی سروکار نہیں لیکن اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ کے مرزا کے خودساختہ الہام سے لڑکا اسی حمل سے ہونا تھا۔ ان الفاظ کی اور تشریح مرزا قادیانی کی ایک اور اشتہار 17 اگست 1887 میں مرزا نے یوں کی ہے۔

اے پڑھنے والوں میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لیے میں نے اشتہار 118 اپریل 1886 میں پیشگوئی کی تھی کہ اگر وہ موجودہ حمل سے پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہیں ضرور پیدا ہو جائے گا (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 141)

اس تحریر سے صاف واضح ہے کہ مرزا قادیانی کے الہام ایک مدت حمل سے مراد موجودہ حمل تھا اب صرف ایک بات باقی ہے اگرچہ اشتہار 18 اپریل 1886 کا الہام مدت ایک حمل سے تجاوز نہیں کرے گا سے مراد موجودہ حامل تو ثابت ہو گیا مگر اس اشتہار میں یہ بھی تو لکھا ہے ابھی پیدا ہونے والا ہے یا بل ضرورت اس کے قریب حمل میں سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب کہ الہام میں صریح الفاظ موجود ہیں کہ مدت ایک حمل سے یعنی موجودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا تو یہ دوسرا فقرہ مرزا قادیانی کی راست گوئی کا اظہار کر رہا ہے۔

قادیانی دھوکہ

قادیانی عموماً دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ اشتہار جس میں الفاظ مدت ایک حمل ہیں یہ مصلح موعود کے لئے نہیں اور وہ یہ الفاظ پیش کرتے ہیں غالباً ایک لڑکا ہونے والا ہے۔

جواب

اسکا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خود اسے مصلح موعود کا الہام قرار دیا ہے لیکن اس نے مدت ایک حمل کی تاویل یہ کی ہے کہ مدت ایک حمل سے مراد ڈھائی سال یا نو سال ہیں

مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا ایک ذوالوجوہ جس کی ٹھیک ٹھیک وہی تشریح ہے جو میر عباس علی لدھیانوی نے کی ہے یعنی نو برس یا ڈھائی برس (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 126)

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

قادیانی دھوکہ مصلح موعود سے مراد مرزا بشیر الدین محمود ہے

جواب

بشیر الدین محمود مصلح موعود نہیں ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے باوجود اس کے کہ بشیر الدین محمود موجود تھا۔ مبارک احمد کو مصلح موعود قرار دیا (خزائن جلد 15 صفحہ 221)

مرزا قادیانی نے مبارک احمد کو مصلح موعود قرار دیا اب دیکھیں اس کا کیا حشر ہوا

وہ بے چارا نو سال کی عمر میں ہی فوت ہو گیا (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 586)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی کو حمل ہوا اس نے پیش گوئی کی کہ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس کی بہت ہی شان بیان کی۔ ہو یہ کہ اس حمل سے لڑکی پیدا ہو گی۔ اس کے بعد مرزا نے جس بھی لڑکے کو اس پیشگوئی کے مطابق مصلح وعود کہا وہ زندہ نہ رہ سکا۔ ثابت ہوا مرزا قادیانی اس پیشگوئی میں جھوٹا تھا

نمونہ قیامت زلزلہ کی پیشگوئی

24 ستمبر 2019 یعنی آج کے دن آنے والے زلزلہ کے بارے میں سوشل میڈیا پر کچھ قادیانی یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ زلزلہ مرزا قادیانی کی اس پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو پیشگوئی زلزلہ کے نام سے مرزا قادیانی نے کی تھی۔

پیشگوئی

اب دیکھتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کیا ہے۔

حوالہ نمبر 1

وہ خدا فرماتا ہے زلزلۃ الساعۃ یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہو گا۔

﴿رسالہ الوصیت:: خزائن جلد 20 صفحہ 314﴾

حوالے سے معلوم ہوا کہ زلزلہ اتنا شدید ہو گا جیسے نمونہ قیامت ہے اور چونکہ قیامت پوری دنیا پر آنی ہے اور وہ ہر چیز کو تباہ کر دے گی اس لیے ضروری ہے کہ یہ زلزلہ شدید بھی ہو اور پوری دنیا میں بھی آئے۔ اگر صرف ایک جگہ، ملک یا علاقہ میں آئے گا اور اتنا شدید بھی نہیں ہو گا تو نمونہ قیامت نہ ہو گا۔

حوالہ نمبر 2

ایک سخت زلزلہ آئے گا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو زیروزبر کر دے گا جیسے لوط) علیہ السلام) کے زمانہ میں ہوا

﴿رسالہ الوصیت:: خزائن جلد 20 صفحہ 315﴾

حوالے سے معلوم ہوا کہ زلزلہ اتنی شدت سے آئے گا کہ زمین کے بعض حصوں کو زیروزبر کر دے گا جیسے قوم لوط کے ساتھ ہوا یعنی زمین کے بعض حصوں پر پتھر برسائے جائیں گے۔) قوم لوط پر پتھر برسائے گئے ﴿خزائن جلد 19 صفحہ 43﴾)

حوالہ نمبر 3

اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لیے خدا تعالی نے میرے ذریعے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کی خبر دے رکھی ہے جو ان کو ہلاک کرے گا۔

﴿چشمہ مسیحی:: خزائن جلد 20 صفحہ 347﴾

حوالے سے معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ آئے گا جو ناپاک طبع لوگوں کو ہلاک کر دے گا۔

حوالہ نمبر 4

پہلے یہ وحی الہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے۔ اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہو گا۔

﴿حقیقت الوحی:: خزائن جلد 22 صفحہ 103﴾

حوالے سے معلوم ہوا کہ قیامت کا نمونہ زلزلہ بہت جلد آنے والا تھا 1907 میں، اور اس زلزلے کے لئے نشان یہ دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہو گا۔

خلاصہ

ان سب حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ

﴿1﴾ ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک شدید زلزلہ جو نمونہ قیامت ہے پوری دنیا میں آئے گا۔

﴿2﴾ زمین کے بعض حصوں پر قوم لوط کے عذاب کی طرح پتھر بھی برسیں گے۔

﴿3﴾ ناپاک تباہ لوگ اس زلزلے کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔

﴿4﴾ مرزا صاحب نے 1907 میں کہا تھا یہ زلزلہ بہت جلد آنے والا ہے۔

﴿5﴾ اس زلزلے کے لئے نشانی یہ دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہو گا۔

تو ہوا کچھ یوں کہ

نہ ہی قیامت کا نمونہ، شدید زلزلہ آیا، نہ ہی پتھر برسے، نہ ہی ناپاک تبع لوگ ہلاک کئے گئے زلزلے کے ساتھ، نہ ہی جلد آنے والا زلزلہ آیا اور مولوی پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکے کی جگہ لڑکی پیدا ہو گی۔ پھر مرزا صاحب نے کہا نہیں اگلے حمل سے لڑکا پیدا ہو گا اور اس کا نام بشیر الدولہ رکھا جائے گا لیکن پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم فوت ہو گئی۔ اور یہ بشیر الدولہ جو اس زلزلے کا نشان تھا وہ پیدا نہ ہو سکا۔ اور زلزلے نے بھی آنا تھا نہ آیا۔

اور مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

بار بار وحیِ الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی..... ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے'' (روحانی خزائن جلد ۲۱- براہینِ احمدیہ حصہ پنجم: صفحہ 258)

اور مرزا صاحب کی زندگی میں یہ سب باتیں پوری نہیں ہوئی۔

اس لیے مرزا صاحب اس پیشگوئی میں بھی پوری طرح سے جھوٹے ثابت ہوئے۔

قادیانیوں کا یہ کہنا کہ یہ وہ زلزلہ ہے جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مرزا قادیانی کا مولانا ثناءاللہ امرتسری ﴿رحمۃاللہ علیہ﴾ کے بارے میں دعائیہ اشتہار

مولانا ثناءاللہ امرتسری ﴿رحمۃاللہ علیہ﴾ کا مرزا غلام قادیانی کے ساتھ ہمیشہ مقابلہ رہا۔ مرزا قادیانی جب دلائل کی دنیا میں ناکام ہوا تو زچ ہو کر مولانا امرتسری کے خلاف اپریل 1907 میں دعائیہ اشتہار "مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ "نام سے شائع کر دی۔

مکمل اشتہار ﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 578 تا 580﴾ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

﴿1﴾ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ ﴿مولانا امرتسری﴾ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ ﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 578﴾

﴿2﴾ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ ﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 578، 579﴾

﴿3﴾ اور میں) مرزا قادیانی) خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین ﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 578﴾

﴿4﴾ اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں در حقیقت کذاب مفسد ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ ﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 579﴾

مرزا صاحب کو یہ "الہام" بھی ہو گیا کہ ان کی دعا قبول ہو گئی ہے

حوالہ نمبر 1

اجیب دعوۃ الداع ﴿اخبار البدر 25 اپریل 1907 صفحہ 7﴾

حوالہ نمبر 2

ثناءاللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے ﴿اخبار البدر 25 اپریل 1907 صفحہ 7، ملفوظات جلد 5 صفحہ 206﴾

حوالہ نمبر 3

مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں۔ ﴿روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 515﴾

حوالہ نمبر 4

میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے متعلق نہیں

﴿روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 210﴾

ہوا کچھ یوں کہ

طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں مولانا ثناءاللہ امرتسری پر مرزا قادیانی کی زندگی میں وارد نہ ہوئی اور مرزا قادیانی جھوٹا تھا اس لیے مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں ہی ہیضہ سے ہلاک ہو گیا) مرزا قادیانی 26 مئی 1908 میں لاہور میں فوت ہو گیا اور مولانا کا انتقال 1948 میں ہوا)

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر

قول کا پکا تھا پہلے مر گیا

مرزا قادیانی کے ہیضہ سے مرنے کا حوالے

حوالہ نمبر 1

والدہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گیا اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنی میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے ﴿پرانے ایڈیشن میں لکھا تھا "آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لیے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے "یعنی قادیانی نے اپنی کتاب میں تحریف کر دی ہے پرانے ایڈیشن کا حوالہ موجود ہے طلب کیا جا سکتا ہے﴾ اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر اب ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی ﴿سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر 12﴾

دست اور قے ایک ساتھ ہو تو اسے ہیضہ کہتے ہیں۔ حوالے سے واضح ہوا کہ مرزا قادیانی ہیضہ سے مرا تھا۔

حوالہ نمبر2

مرزا قادیانی مرنے سے پہلے کہتا ہے

"میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے" ﴿حیات ناصر صفحہ 14﴾

قادیانی عذر

قادیانی کہتے ہیں یہ اشتہار آخری فیصلہ محض دعا نہیں ہے۔ یہ مباہلہ یا دعا مباہلہ ہے۔

جواب نمبر1

مرزا قادیانی صاحب خود کسی کو چیلنج مباہلہ دے ہی نہیں سکتے تھے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

ہم موت کے مباہلہ کا اپنی طرف سے چیلنج نہیں کر سکتے چونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے چیلنج سے ہمیں مانع ہے ﴿روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 122﴾

اس لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ مرزا صاحب مولانا امرتسری کو چیلنج مباہلہ دیتے۔ معلوم ہوا کہ یہ دعا مباہلہ نہیں محض دعا تھی۔

جواب نمبر2

مرزا قادیانی نے مباہلہ کی تعریف کی ہے کہ

مباہلہ کے معنی لغت عرب اور شرعی اصطلاح کی رو سے یہ ہے کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لیے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔

﴿روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 377﴾

لیکن جب ہم اشتہار آخری فیصلہ کو دیکھتے ہیں تو اس میں تمام فقرات بصیغہ منفرد استعمال ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشتہار نہ تو دعا مباہلہ ہے نہ مباہلہ یہ محض دعا ہے۔

جواب نمبر3

مرزا صاحب نے لکھا ہے

ایک فرد واحد سے مباہلہ کرنا خدا کے آسمانی فیصلہ پر ہنسی کرنا ہے

﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 554﴾

مرزا صاحب خدا ایک بندے سے مباہلہ کرنے کو آسمانی فیصلہ کی ہنسی کرنا بتا رہے ہیں تو وہ خدا ایک فرد یعنی مولانا امرتسری سے مباہلہ کیسے کر سکتے ہیں معلوم ہوا یہ محض دعا تھی مباہلہ نہیں تھا۔

جواب نمبر4

اشتہارات میں لکھا ہے

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے ﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 579﴾
اور لکھا ہے
میں خدا سے دعا کرتا ہوں، میں دعا کرتا ہوں، تیری جناب میں دعا کرتا ہوں وغیرہ
ان الفاظ سے بھی معلوم ہوا یہ کوئی مباہلہ یا دعا مباہلہ نہیں تھی محض دعا تھی۔
نوٹ:-دعا عام ہے مباہلہ خاص دعا کو کہتے ہیں قادیانی عام لفظ کو خاص معنی میں محدود نہیں کر سکتے
"عام لفظ کو خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے" ﴿روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 444﴾

جواب نمبر 5

مباہلہ میں توبہ کی شرط نہیں ہوتی مرزا صاحب نے اس اشتہار میں مولانا امرتسری کے لیے توبہ کی شرط رکھی
ثناء اللہ کے واسطے ہم نے توبہ کی شرط لگا دی ﴿اخبار البدر 9 مئی 1907 صفحہ 5﴾
بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں سے اور بدزبانیوں سے توبہ کرے
﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 579﴾
اگر مباہلہ میں توبہ کی شرط مان بھی لی جائے تو دونوں فریقین کے لیے ہونے چاہیے نہ کہ ایک کے لیے۔ معلوم ہوا کہ یہ محض دعا ہے مباہلہ نہیں۔

جواب نمبر 6

اشتہارات میں لکھا ہے
بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔
﴿مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 580﴾
ان الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے یہ محض دعا تھی مباہلہ نہیں کیونکہ مباہلہ میں دونوں فریقین کا راضی ہونا شرط ہوتی ہے لیکن اس اشتہار میں مولانا امرتسری کو کہا کہ جو چاہیں لکھ دیں) آپ کے کچھ بھی کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا) اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

جواب نمبر 7

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ
سلسلہ مباہلات جس کے بہت سے نمونے دنیا نے دیکھ لیے ہیں میں کافی مقدار دیکھنے کے بعد رسم مباہلہ کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں۔
﴿روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 71﴾ 16 جولائی 1906 کی تحریر
مرزا صاحب تو رسم مبالغہ کو اپنی طرف سے ختم کر چکے تھے تو پھر وہ مولانا ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ کیسے کر سکتے تھے۔

حوالے سے واضح ہوا کہ یہ اشتہار آخری فیصلہ مباہلا یا دعا مباہلہ نہیں محض دعا ہے۔

جواب نمبر8

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ

مباہلہ سے پہلے کسی قدر مناظرہ ضروری ہے تا حجت پوری ہو جائے۔

﴿مکتوبات جلد2 صفحہ 165﴾

اس اشتہار آخری فیصلہ سے پہلے مرزا صاحب کا مولانا ثناءاللہ امرتسری کے ساتھ کوئی مناظرہ نہیں ہوا جس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہ اشتہار آخری فیصلہ مباہلہ نہیں۔

جواب نمبر9

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

مسنون طریقہ مباہلا کا یہی ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں حاضر ہوں ﴿اشتہارات جلد1 صفحہ 215﴾

اشتہار آخری فیصلہ میں مولانا کو جماعت لانے کی کوئی دعوت نہیں نا یہ کہا کہ میں جماعت لاؤں گا واضح ہوا کہ یہ مباہلہ نہیں تھا۔

جواب نمبر10

قادیانی جماعت بھی اسے مباہلا نہیں کہتی تھی

حوالہ نمبر1

اخبار البدر 22 اگست 1907 میں لکھا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود) مرزا قادیانی) نے مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان کا ایک اشتہار دے دیا جس میں محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا گیا ہے نہ کہ مباہلہ کیا گیا ہے ﴿اخبار البدر 22 اگست 1907 صفحہ 8﴾

حوالہ نمبر2

حضرت اقدس نے محض دعا طور پر فیصلہ چاہتا تھا لیکن اس خط میں صاف لکھا ہوا ہے کہ یہ دعا کسی الہامی یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں ہے اس دعا کے وحی اور الہام نہ ہونے کا ابوالوفا صاحب کو بھی اقرار ہے آگے رہی صرف دعا بغیر وحی اور الہام کے سو حضرت اقدس کا یہ دعا کرنا آپ کی صداقت کی بڑی پکی دلیل ہے اگر آپ کو اپنے منجانب اللہ ہونے کا قطعی طور پر یقین کامل نہ ہوتا تو ایسے الفاظ سے دعا کیوں کرتے جو اس خط میں مذکور ہیں اور ایسی دعائیں تو حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیین کی بھی قبول نہیں ہوئی کما قال اللہ تعالی لیس لک من الامر شیء

﴿ریویو آف ریلیجنز جون جولائی 1908 صفحہ 238﴾

حوالہ نمبر3

اب ناظرین خود سوچ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں کہ پہلے تو مباہلہ سے مولوی ثناء اللہ نے انکار کیا اور پھر جب دعا کا طریق فیصلے کے لیے اختیار کیا اس طرح حق ثابت ہو جائے اور جھوٹے اور سچے میں امتیاز ہو جائے تو اس نے اس کا بھی انکار کر دیا۔

﴿انوار العلوم جلد 1 صفحہ 125﴾

ایک قادیانی مغالطہ

کچھ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ انجام آتھم میں جو مرزا قادیانی نے علماء اسلام کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا آخری فیصلہ اشتہار اس کی آخری کڑی ہے۔

جواب یہ ہے کہ انجام آتھم اور اس کے بعد والی چھیڑ چھاڑ سے اس اشتہار آخری فیصلہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا

آپ کا رجسٹری شدہ کارڈ مرسلہ 3 جون 1907 حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا جس میں آپ نے 4 اپریل 1907 کے اخبار بدر کا حوالہ دے کر کتاب حقیقۃالوحی کا ایک نسخہ مانگا ہے۔ اس کے جواب میں آپ کا مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃالوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جبکہ آپ کو مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا تا کہ مباہلہ سے پہلے آپ کتاب پڑھ لیتے مگر چونکہ آپ نے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لیے فرار کی راہ نکالی اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا اس واسطے مباہلہ کے ساتھ جو اور شروط تھی وہ سب کے سب بوجہ ناقرار پانے مباہلہ کے منسوخ ہوئے لہٰذا آپ کی طرف کتاب بھیجنے کی ضرورت نہ رہی۔

﴿اخبار البدر 13 جون 1907 صفحہ 2﴾

مولانا ثناء اللہ امر تسری بھی اس حوالہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

اس میں بھی صاف مذکور ہے کہ سلسلہ مباہلہ ختم ہو کر مرزا قادیانی نے خدا کے القا سے یہ دعا کی تھی۔ اس کو مباہلہ سے جوڑنا مرزا قادیانی کی اس تصریح کے خلاف ہے۔

﴿فیصلہ مرزا صفحہ 14 احتساب قادیانیت جلد 9 صفحہ 240﴾

یہ اشتہار آخری فیصلہ ایک الگ مضمون تھا جس کا اس مباہلہ والے چیلنج سے کچھ تعلق نہیں۔

قادیانی اعتراض

قادیانی کہتے ہیں مولانا ثناء اللہ امر تسری نے اس اشتہار آخری فیصلہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مباہلہ ہے وغیرہ

جواب نمبر 1

مولانا ثناء اللہ امر تسری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب خود ارشاد فرمایا ہے

وہ فرماتے ہیں

پس میرا اس دعا کو مباہلہ لکھنا ایک تو مقابلتہ الزامی تھا دوم مفاعلہ کے معنی ثانی یعنی جانب واحد کی دعا ہے جس کی مثال خود مرزا قادیانی کی کتب میں بکثرت ملتی ہے۔

﴿فیصلہ مرزا صفحہ 12 احتساب قادیانیت جلد 9 صفحہ 238﴾

اس کتاب ﴿فیصلہ مرزا احتساب قادیانیت جلد 9 صفحہ 227 تا 246﴾ میں مولانا امرتسری نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ یہ اشتہار محض دعا تھا مباہلہ نہ تھا۔

جواب نمبر 2

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں

او ظالموں تمہیں شرم نہیں آتی کہ دنیا کے کروڑہا مخالفوں میں سے جب مرتا تھا تو تمہارا دجال اکبر جھٹ سے کہا کرتا تھا کے میری مخالفت اور مباہلہ سے مرا ہے آج یہ کیا آفت تم پر آئی ہے کہ تم کو لینے کے دینے پڑ گئے جس اصول سے تمہارا دجال اکبر کام لیتا تھا آج اسی اصول سے تمہارے مخالف کام کیوں نہ لیں

﴿اخبار اہلحدیث 19 جون 1908﴾

حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے اسے مباہلہ ان معنوں میں کہاں ہے جن معنوں میں مرزا قادیانی کہا کرتا تھا یعنی جب بھی کوئی مخالف مر جاتا تو کہتا ہے یہ میرے ساتھ مباہلہ کے نتیجے میں مرا ہے۔

قادیانی عتراض

قادیانی کہتا ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس دعا کو منظور نہیں کیا بلکہ اپنے اخبار اہل حدیث میں صاف لکھ دیا کہ مجھے یہ صورت منظور نہیں نہ کوئی دانا اسے قبول کر سکتا ہے

جواب

اس اعتراض کا جواب بھی مولانا ثناء اللہ امرتسری خود ارشاد فرماتے ہیں

مولانا اس کا جواب دینے کے لیے ایک قادیانی مولوی عبداللہ تیماپوری کی عبارت نقل کرتے ہیں

جواب دیا جاتا ہے ثناء اللہ نے اس دعا کو منظور نہیں کیا مظلوم کی دعا قبول ہونے کے لیے ظالم کی رضامندی شرط ہوا کرتی ہے) ہر گز نہیں)

اور آگے لکھتے ہیں

میں کہتا ہوں میں نے کسی نیت سے انکار کیا لیکن میرے انکار کا نتیجہ یہ کیوں ہوا کے عزرائیل بجائے میرے مرزا قادیانی کے پاس چلا جائے بحالیکہ مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں صاف لکھا ہے

مولوی ثناء اللہ جو چاہیں لکھیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے

﴿فیصلہ مرزا صفحہ 14 احتساب قادیانیت جلد 9 صفحہ 240﴾

ہمارا بھی جواب مولانا ثناء اللہ امرتسری ﴿رحمۃ اللہ علیہ﴾ والا جواب ہے۔

مولانا کے انکار یا اقرار سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیوں کہ مرزا صاحب نے پہلے ہی لکھ دیا اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے جو چاہیں لکھ دیں۔

"ہمیں قادیانی نہ کہا جائے" کا جواب

قادیانی حضرات کی جانب سے آج کل یہ شکوہ کیا جارہا ہے کہ مرزا قادیانی کو قادیانی نہ کہا جائے۔
ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے ہیں ہمیں بھی قادیانی نہ کہا جائے۔
اول گزارش یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنا نام مرزا غلام احمد قادیانی بتایا ہے۔(خزائن جلد 3 صفحہ 190)
یعنی لفظ "قادیانی" کو اپنے نام کا حصہ بتایا ہے۔ حوالہ نیچے تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے۔
اور اس قادیانی لفظ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیان میں صرف میں ہی مرزا غلام احمد ہوں اسی لیے مرزا غلام احمد قادیانی نام کا کوئی اور فرد دنیا میں موجود نہیں ہے وغیرہ۔
قادیانی حضرات کو شرم کرنی چاہیے جو یہ کہتے ہیں مرزا کو قادیانی نہ کہا جائے۔ وہ خود اپنے آپ کو قادیانی کہتا ہے اور فخر یہ کہتا ہے، (یہ الگ بات ہے کہ ہم نے لفظ قادیانی کو ایک گالی بنادیا ہے یہی وجہ ہے کہ قادیانی بھی اپنے لیے یہ لفظ برداشت نہیں کرتے)
ایک اور بات قادیانی حضرات مرزے کے مرنے کی بعد خد کو قادیانی ہی مانتے رہے ہیں، ایک جنتری قادیانی جماعت کی طرف سے شائع ہوئی تھی اس میں قادیانی مفتی صادق کا مضمون شائع ہوا جس کا نام تھا "ہم قادیانی بنیں یا لاہوری"
اسی طرح الفضل اخبار میں یہ مضمون موجود ہے لاہوری جماعت پر کانگریس کی حمایت جو قادیانی حضرات کی نظر میں انگریز حکومت سے بغاوت تھی کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "(لاہوری) کانگریسوں و قادیانیوں کا جھگڑا حل کرنے کے لیے خود ساختہ جج بنے بیٹھے ہیں۔۔۔"
مختصراً یہ عرض ہے کہ
مرزا قادیانی نے خود کو قادیانی مانا ہے اور اپنے لیے قادیانی لفظ کا استعمال کیا ہے
قادیانی جماعت کے مفتی نے اپنے آپ کو قادیانی مانا ہے پوری جماعت کو قادیانی بننے کی دعوت دی ہے
قادیانی اخبار الفضل میں قادیانی لفظ کو جماعت مرزائیہ کے لیے خود استعمال کیا گیا ہے۔(لفظ مرزئی پر روشنی پھر کبھی ڈالیں گے ان شاءاللہ)
ان سب حوالہ جات کے ہوتے ہوئے قادیانی حضرات کا ہم سے یہ مطالبہ کرنا کہ ہمیں قادیانی نہ کہا جائے کس حد تک درست ہوگا فیصلہ آپ کریں۔